حضرت مدنی علیہ الرحمۃ

ایک نظر میں

ولادت	۱۲۹۴ھ	۱۸۷۷ء
تکمیل درس نظامی و سلسلہ قادریہ میں اجازت و خلافت	۱۳۱۵ھ	۱۸۹۷ء
بغداد شریف روانگی	۱۳۱۸ھ	۱۹۰۰ء
مدینہ منورہ کا سفر	۱۳۲۷ھ	۱۹۱۰ء
علامہ یوسف نبہانی سے ملاقات	۱۳۳۰ھ	۱۹۱۲ء
بریلی شریف کا سفر	۱۳۳۹ھ	۱۹۲۱ء
مولانا فضل الرحمٰن مدنی کی پیدائش	۱۳۴۴ھ	۱۹۲۵ء
وصال	۱۴۰۱ھ	۱۹۸۱ء

راجہ محمد طاہر رضوی جہلم

سیرت کی چند جھلکیاں

اسد نظامی

ملک العلماء علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی قدس سرہٗ

علامہ عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کا وطن سیالکوٹ تھا۔ عہدِ اکبری ۹۶۸ھ میں پیدا ہوئے یہیں پرورش پائی۔ آپ کے والد ماجد کا نام شمس الدین تھا۔ علامہ مشرقین، معلم الثقلین مولانا محمد کمال کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ کو مجدد الف ثانی کے لقب سے سب سے پہلے آپ ہی نے یاد کیا، اور مجدد صاحب نے آپ کو آفتابِ پنجاب کا لقب دیا۔

علامہ سیالکوٹی عالم، فاضل، فقیہہ، محدث، مفسر اور خصوصاً علم معقولات کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کا شمار اکابر علماء و فضلاء میں ہوتا ہے۔ آپ نے زیادہ تر منطق و فلسفہ کی ادق ترین کتابوں کے حواشی اور ان کی شرحیں لکھیں۔

اس کے علاوہ آپ کی جملہ کتب عربی زبان میں ہیں۔ جو کہ پاک و ہند کے علاوہ مصر، شام، ترکی، اور بلادِ عرب میں بھی شائع ہوتی ہیں۔ اور بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ آپ کی تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:-

۱ : حاشیہ تفسیر بیضاوی

۲ : حاشیہ کتاب مشہود

۳ : حاشیہ مقدمات تلویح

۴ : حاشیہ مطول

۵ : حاشیہ شرفیہ

۶ : حاشیہ شرح عقائد تفتازانی

۷ : حاشیہ شرح عقائد ملا جلال دوانی

۸ : حاشیہ شرح شمسیہ

۹ : حاشیہ شرح مطالع

۱۰ : حاشیہ درۃ ثمینیۃ فی اثبات علم واجب

۱۱ : حاشیہ عبدالغفور

۱۲ : حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ

۱۳ : تکملہ عبدالغفور

۱۴ : حاشیہ قطبی

۱۵ : حواشی ہوامش شرح حکمت العین

۱۶ : حاشیہ مراح الارواح

۱۷ : تکملہ عبدالحکیم شرح جامی

۱۸ : حاشیہ شرح مواقف

۱۹ : حاشیہ شرح کافیہ

۲۰ : شرح تہذیب محشی

۲۱ : القول المحیط

۲۲ : دلائل التجدید

۲۳ : سیالکوتی علی التصورات

۲۴ : حاشیہ خیالی

مغل بادشاہ شاہجہان نے آپکو دو مرتبہ میزان میں تلوایا اور ہر دفعہ چھ چھ ہزار (۶۰۰۰/-) روپیہ دیا۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۶ء کو سیالکوٹ میں وصال ہوا۔ "شیخ محسن" آپ کی تاریخ وفات ہے[۱]

---

[۱] تفصیل کے لیے "سوانح فاضل سیالکوٹی از مولانا ضیاء القادری، اور حدائق الحنفیہ" دیکھیے۔

خلیل احمد رانا

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین مدنی قدس سرہٗ کے

اساتذہ کرام

حضرت مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری رحمۃ اللہ

حضرت مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ پسرور ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے ———— تحصیل علم کے بعد،
عارف باللہ حضرت فقیر محمد المعروف باباجی تیراہی قدس سرہٗ چورہ شریف ضلع اٹک سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ ان کے علاوہ آپ کو حضرت حافظ خواجہ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خلافت حاصل تھی۔[۱]
آپ عرصہ تک پسرور میں لوگوں کو فیض عام سے بہرہ ور فرماتے رہے۔ آپ خوش خلق، شیریں زبان اور پُر تاثیر مرد خدا تھے۔ آپ کی طبیعت میں انکسار اور رحم دلی کمال درجے کی تھی۔[۲]

مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسری (محشی مکتوبات شریف حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ) آپ کے بڑے بھائی اور استاد تھے۔ بروایت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ کو حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مولانا نور احمد پسروری سیالکوٹی پر علم کا غلبہ اور مولانا محمد حسین پسروری پر تصوف کا غلبہ تھا۔[۳]

پروفیسر ڈاکٹر رانا احسان الٰہی ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی سابق صدر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری علیہ الرحمۃ کی بینائی معدوم ہوگئی تو انہوں نے قصیدہ بردہ شریف پڑھ کر دم کرنے کی

فرمائش کی، چند روز یہ عمل کیا گیا تو آپ کی بینائی واپس آگئی۔[۴]

آپ کا وصال سیالکوٹ میں ہوا۔ جامع مسجد حنفیہ اعوانان محلہ اعوانان رنگ پورہ سیالکوٹ کے احاطہ میں شمال کی جانب اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹ شعبان المعظم ۱۳۱۷ھ) کے دامن میں دفن ہوئے۔ اسی مسجد میں آپ سے مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ نے تعلیم حاصل کی۔ آپ کے مزار مبارک پر کوئی کتبہ وغیرہ نہیں ہے۔ دیوار پر ایک کاغذ چسپاں ہے جس پر یہ عبارت درج ہے۔

برگزیدہ زماں کاشف ہر سرِ خفی و جلی قدوۃ دارین عالم باعمل صوفی باصفا
حضرت مولانا الحاج الشیخ محمد حسین صاحب پسروری رحمۃ اللہ علیہ، وصال
۱۰ شوال المکرم ۱۳۷۰ھ[۵]

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہٗ

عارف باللہ، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبد القادر المعروف بہ غلام قادر ہاشمی بن مولانا غلام حیدر رحمہما اللہ تعالیٰ ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۹ء میں بمقام بھیرہ ضلع سرگودھا پیدا ہوئے۔

۱۔ مکتوب محمد نور المصطفیٰ رضوی سیالکوٹ بنام راقم الحروف (خلیل احمد)
۲۔ انساب الخلافت مترجم و مؤلف ابراہیم شاہ جی باسی والا ضلع سیالکوٹ، ص ۳۳ مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور
۳۔ یادداشت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ۔ لاہور
۴۔ فضل احمد عارف: برکاتِ بردہ، مطبوعہ لاہور ص ۹۱
۵۔ مکتوب محمد نور المصطفیٰ رضوی سیالکوٹ، بنام راقم الحروف

ابتدائی تعلیم مولانا غلام محی الدین بگوی اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا احمد دین بگوی سے حاصل کی۔ مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے حضرت مولانا مفتی صدر الدین آزردہ صدر الصدور کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے۔ تکمیل علوم کے بعد لاہور تشریف لائے اور اندرون بھاٹی دروازہ اونچی مسجد میں خطیب مقرر ہوئے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے بہرہ ور ہوئے۔

آپ کے اوراد و اشغال میں حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ سے اویسی نسبت کی بنا پر قادریت کا غلبہ تھا۔ مشہور تاریخ گو اور تذکرہ نویس بزرگ مولانا غلام دستگیر نامی اپنی کتاب "تذکرۂ بزرگانِ لاہور" میں لکھتے ہیں۔ کہ آپ کو لاہور کا قطب سمجھا جاتا تھا۔ ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء میں اورنٹیل کالج لاہور میں عربی کے نائب استاد مقرر ہوئے اور دو سال تک طلباء کو علم و فضل سے فیضیاب کرتے رہے۔ انہی دنوں انگریزوں نے ایک فتوے پر دستخط کروانا چاہے مگر آپ نے انکار کر دیا اور کالج کی ملازمت سے استعفےٰ دے دیا۔ اس کے بعد آپ نے جامعہ نعمانیہ بھاٹی دروازہ لاہور میں درس و تدریس کا کام شروع کر دیا۔ پنجاب کے علماء میں سب سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف آپ ہی نے فتوے دیا اور اس وقت مرزا کی تردید کی جب کہ اس نے ابھی تک نبوت کا دعوے نہیں کیا تھا۔ پنجاب کے علماء کی اکثریت آپ کی شاگرد تھی۔ چند تلامذہ کے نام یہ ہیں:-

۱۔ امیر ملت حافظ پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ

۲۔ مولانا محمد عالم آسی امرتسری (مصنف الکاویہ علی الغاویہ)

۳۔ مولانا نبی بخش حلوائی لاہور (مصنف تفسیر نبوی)

۴۔ مولانا غلام احمد حافظ آبادی (سابق مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور)

۵۔ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ

آپ نے مختلف موضوعات پر بارہ کتابیں لکھیں۔ ان میں مشہور تصنیف اسلام کی گیارہ کتابیں دینی تعلیم کا بہترین نصاب ہے۔ آج بھی پنجاب کے چھوٹے دیہاتوں تک کی

مساجد و مدارس میں اسلام کی پہلی کتاب اور اسلام کی دوسری کتاب وغیرہ پڑھائی جاتی ہیں۔ آپ نے ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ / ۱۰ اپریل ۱۹۰۹ء کو وصال فرمایا۔ اور بیگم شاہی مسجد لاہور میں دفن ہوئے۔[1]

علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ

مولانا وصی احمد محدث سورتی ۱۸۳۹ء میں راندھیر (ضلع سورت بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۷۷ھ میں آپ دہلی آئے، یہاں مسجد فتحپوری میں قیام کیا پھر مدرسہ حسین بخش دہلی پہنچے وہاں کچھ عرصہ پڑھنے کے بعد ۱۲۷۹ھ میں مدرسہ فیض عام کانپور چلے گئے جہاں ان کو مولانا لطف اللہ علی گڑھی جیسا استاد ملا۔ یہاں مولانا محمد حسن کانپوری آپ کے ہم سبق رہے۔ ۱۲۸۶ھ میں مدرسہ فیض عام سے فارغ ہوئے اور گنج مراد آباد (ضلع اناؤ یو پی) پہنچے جہاں آپ نے مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی سے بیعت کی۔ ۱۲۹۳ھ میں آپ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور پہنچے۔ جہاں مولانا احمد علی سہارنپوری سے درس حدیث لیا اور تقریباً ۱۲۹۵ھ میں سند حدیث لی۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد محدث سورتی کانپور پہنچے جہاں مدرسہ فیض عام میں درس و تدریس اور فتوے نویسی کی ذمہ داریاں آپ کو تفویض کی گئیں۔ یہاں آپ آٹھ سال رہے۔ نسائی شریف کا حاشیہ یہیں لکھنا شروع کیا۔ شادی کے بعد کانپور سے پیلی بھیت تشریف لائے اور یہاں مدرسہ حافظ العلوم میں صدر مدرس ہو گئے۔ پندرہ سال تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ پھر آپ نے مدرسۃ الحدیث کے نام سے اپنا الگ مدرسہ پیلی بھیت میں قائم کیا اور درس حدیث

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے "تذکرہ اکابر اہل سنت" از مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری مطبوعہ ۱۹۷۶ء

کا آغاز کیا، اس کے ساتھ ساتھ مسجد شیخ کبیر میں آخر عمر تک امامت کے فرائض انجام دیتے رہے، درمیان میں دو سال کے لیے قاضی عبدالوحید کی دعوت پر مدرسہ حنفیہ پٹنہ چلے گئے لیکن دو سال بعد پھر اپنے مدرسہ میں آ گئے۔ محدث سورتی نے تحریک ندوۃ العلماء میں بھی حصہ لیا۔ ۱۳۱۰ھ میں مدرسہ فیض عام کانپور میں اس کا آغاز ہوا۔ امام احمد رضا بھی اس کے ایک اجلاس میں شریک ہوئے اور اصلاح نصاب کے بارے میں ایک مقالہ پڑھا۔
لیکن جب ندوۃ العلماء کا مزاج اور کردار بدلا تو پہلے امام احمد رضا علیحدہ ہوئے اس کے بعد محدث سورتی۔ یہی نہیں بلکہ ندوۃ العلماء کے خلاف مستقل ایک تحریک کا آغاز ہوا اس سے قبل محدث سورتی نے پاک و ہند اور حجاز میں مولوی نذیر حسین دہلوی کے زیر اثر چلنے والی مہم کا تعاقب کیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک کتاب جامع الشواہد لکھی۔
فقہ و حدیث میں آپ کو بڑا تبحر حاصل تھا جس پر ـــ مندرجہ ذیل تصانیف اور حواشی گواہ ہیں۔

۱ : حاشیہ مدارک
۲ : حاشیہ بیضاوی
۳ : حاشیہ جلالین
۴ : تعلیقات سنن نسائی
۵ : تعلیقات شرح معانی الآثار
۶ : تعلیقات شروح اربعہ ترمذی
۷ : شرح سنن ابی داؤد
۸ : شرح مشکوٰۃ المصابیح
۹ : افادات حصن حصین
۱۰ : التعلیق المجلی لما فی منیۃ المصلی
۱۱ : الدرہ فی عقد الایدی تحت السرۃ

۱۲ : کشف الغمامہ عن سنیۃ العمامہ
۱۳ : اظہار شریعت
۱۴ : انفع الشواہد
۱۵ : حاشیہ مقامات حریری
۱۶ : حاشیہ شافیہ
۱۷ : حاشیہ ملا حسن
۱۸ : حاشیہ میبذی وغیرہ

محدث سورتی کے تلامذہ میں یہ حضرات قابلِ ذکر ہیں:

۱ : مولانا محمد ظفر الدین بہاری
۲ : مولانا ضیاء الدین احمد مدنی
۳ : مولانا مشتاق احمد کانپوری
۴ : مولانا نثار احمد کانپوری
۵ : مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی
۶ : مولانا خادم حسین علی پوری
۷ : سید سلیمان اشرف بہاری وغیرہ

محدث سورتی کے حلقہ احباب میں یہ حضرات شامل تھے۔

۱ : امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی
۲ : مولانا عبدالقدیر بدایونی
۳ : مولانا احمد حسن کانپوری
۴ : مولانا عبدالکریم گنج مرادآبادی
۵ : مولانا ارشاد حسین رامپوری
۶ : مولانا عبدالعلی آسی
۷ : پیر مہر علی شاہ گولڑوی
۸ : مولانا وید ار علی شاہ الوری وغیرہ

۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ / ۱۲ اپریل ۱۹۱۶ء کو وصال فرمایا۔ ؎

؎ تفصیل کے لیے دیکھیے "تذکرہ محدث سورتی" از خواجہ رضی حیدر مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء)

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے

شیوخِ طریقت

خلیل احمد رانا

حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی بن مولانا نقی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں قدس سرہم، ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ / جون ۱۸۵۶ء کو پیدا ہوئے۔ میزان و منشعب حضرت مولانا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمۃ سے پڑھی، بعد میں مرزا صاحب نے آپ سے ہدایہ کا درس لیا تھا۔ ۱۲۸۶ھ میں تیرہ ۱۳ برس کی عمر میں والد ماجد سے درسیات مکمل کریں۔ ۱۲۹۱ھ کے بعد رام پور میں مولانا عبدالعلی ریاضی داں سے شرح چغمینی کے چند اسباق پڑھے۔ ۵ جمادی الآخر ۱۲۹۴ھ میں مخدوم سید آل رسول مارہروی نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت ہوئے، اسی وقت اجازت و خلافت مرحمت ہوئی۔ ۱۲۹۵ھ میں والد ماجد کے ساتھ پہلی بار حج و زیارت کے لیے گئے۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی مفتی احناف مکہ نے فقہ کی اجازت و سند دی۔ شیخ الاسلام علامہ احمد زینی دحلان مکی نے حدیث کی اجازت بخشی، حضرت شیخ حسین صالح جمل اللیل شافعی امام مسجد الحرام بغیر کسی تعارف کے مغرب کے بعد مقام ابراہیم سے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور دیر تک فرماتے رہے انی لاجد نور اللہ فی ھذا الجبین (یعنی میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں) اور ضیافت کے بعد صحاح ستہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی سند و اجازت دی۔ ۱۳۲۳ھ میں دوسری بار حرمین طیبین حاضر ہوئے۔ اس حاضری میں دیار عرب کے علماء و مشائخ کبار نے آپ سے سند و کتب اجازت و خلافت حاصل کی، اور آپ کے علمی تبحر کا اعتراف کیا، فقہ

حنفی کے عظیم المرتبت عالم علامہ صالح کمال کے پانچ سوال متعلقہ علم غیب کا بغیر کتب دیکھے ساڑھے آٹھ گھنٹے میں کتاب "الدولۃ المکیہ" کے نام سے جواب لکھے۔ شیخ الخطباء علامہ احمد ابوالخیر مکی نے مذکورہ کتاب کی سماعت کے بعد حسن انشاء، طرز استدلال اور جامعیت کی بے حد تحسین کی اور علوم خمسہ کے اضافے کا مشورہ دیا نیز کتاب پر تقریظ لکھی اور آپ کی شان میں امام و مجدد جیسے کلمات لکھے۔ شیخ الخطباء کے فرزند حضرت مولانا عبداللہ میرداد اور ان کے استاد مولانا حامد بن محمد بن احمد جداوی نے نوٹ کے بارے میں استفسار کیا۔ آپ نے اس کا مبسوط و مفصل جواب تحریر فرمایا۔ جو "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" کے نام سے طبع ہوا۔ مفتی احناف مکہ علامہ عبداللہ بن عباس بن صدیق نے کتب خانہ حرم میں اس کا مطالعہ کیا۔ اور غایت درجہ تحسین و آفرین کی۔ حضرت شیخ الدلائل علامہ عبدالحق الٰہ آبادی مہاجر مکی نے بھی آپ سے ملاقات کی۔ مدینہ منورہ کے علماء کرام نے بھی اکرام کیا اور سند حدیث و تفسیر اور خلافت و اجازت حاصل کی۔

۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو بریلی (بھارت) میں آپ کا وصال ہوا۔ "شیخ الاسلام والمسلمین" سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔ انتہائی ذہین تھے گیارہ برس کی عمر میں ہدایۃ النحو کی شرح لکھی۔ ایک ہزار کتابیں پچاس علوم و فنون پر تحریر فرمائیں۔ [3]

---

[1] علامہ شیخ صالح ابن شیخ العلامہ صدیق ابن شیخ علامہ عبدالرحمٰن کمال ۱۲۶۳ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور نشو و نما پائی، پہلے قرآن مجید حفظ کیا، پھر تجوید پڑھی، اکثر کتابوں کے متن اپنے والد ماجد کی عنایت سے حفظ کیے، اس کے بعد حضرت علامہ شیخ عبدالقادر خوقیر المتوفی ۱۳۰۱ھ سے در المختار مع حاشیہ علامہ محقق ابن عابدین شامی پڑھا۔ معانی و بیان و عروض علامہ سید عمر شامی سے اور فقہ مولانا رحمت اللہ بانی مدرسہ صولتیہ سے حاصل، لغت حدیث و تفسیر کا درس حضرت علامہ سید احمد بن زینی دحلان علیہ الرحمۃ سے لیا۔ آپ نوعمری میں ہی علوم و فنون میں ماہر ہوگئے تھے، آپ کے تمام اساتذہ آپ کے تبحر علمی کے مداح و معترف تھے۔ فراغت کے بعد مسجد حرام میں درس کا سلسلہ شروع کیا، انداز تدریس عمدہ و دلنشین تھا۔ اس لئے جلد ہی آپ کے تدریس کی شہرت ہوگئی۔ ۱۲۹۸ھ میں جدہ کے قاضی بنائے گئے، دو سال بعد مشاہدہ کعبہ کے شوق میں

مکہ چلے آئے، اور پھر سے درس دینے لگے۔ شریف مکہ عبدالمطلب بن غالب کو آپ سے کمال درجہ محبت تھی آپ شریف مکہ کے خاص مشیر تھے اور بعد انتقال آپ ہی نے شریف مکہ کو غسل دیا اور کفنایا، اور ان کی وصیتوں کو جاری کیا۔ شریف عون نے بھی آپ کی بہت قدر کی، افتاء اور امامت وخطابت حرم اور شیخ العلماء کا منصب آپکو سپرد کیا۔ بڑے بڑے علماء نے آپ سے درس لیا۔ ۱۳۲۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ علماء و مشائخ آپ کا جنازہ لئے، شیخ سلیمان حسب اللہ نے ملتزم کے پاس نماز پڑھائی، اور رونمائی کے وقت آبدیدہ ہوکر فرمایا: الیوم مات فقہ ابوحنیفہؒ (آج کے دن ابوحنیفہ کے فقہ کی موت ہوگئی) آپکو اعلیٰ حضرت بریلوی سے حدیث وسلاسل طریقت کی عام اجازت حاصل تھی۔ ("تذکرہ علمائے اہلسنت")

۱؎ شیخ علامہ احمد ابوالخیر بن عبداللہ بن محمد بن صالح بن سلیمان بن محمد صالح محمد میرداد الحنفی ۱۲۹۵ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے حفظ قرآن مجید کیا، شیخ علی المسعودی سے قرأت سبعہ پڑھی، مفتی جمال مکی المتوفی ۱۲۸۴ھ، شیخ محمد سعید بشارۃ الخالدی وغیرہ سے علوم وفنون کی تکمیل کی۔ ۱۲۹۳ھ میں حضرت شیخ شریف عبداللہ نے شیخ سلیمان عبدالمعطی مرداد کے انتقال کے بعد آپکو شیخ علمائے حرم مقرر کیا۔ ۱۲۹۹ھ میں حضرت شریف عبدالمطلب نے آپکو طلب کرکے منصب افتاء کی پیشکش کی، مگر آپ نے منع کردیا۔ ۱۳۱۰ھ میں حضرت شریف عون نے منصب افتاء قبول کرنے کے لیے کہا، تو آپ نے معذرت کی۔ آپ زہد وتقوے میں اور تواضع میں مشہور تھے، آپ کا گھر ہر وقت مستفیدین سے بھرا رہتا تھا۔ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ میں مکہ مکرمہ میں آپ نے وفات پائی اور جنت المعلیٰ میں آپکا مدفن ہے۔

۳؎ حضرت مولانا عبداللہ ۱۲۸۵ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، والد ماجد سے علوم وفنون پڑھا۔ فراغت کے بعد مکہ مکرمہ کے قاضی اور مسجد حرام کے امام اور شیخ الخطباء اور مدرس مقرر کئے گئے۔ آپ طویل القامت، دُبلے پتلے، وسیع الاخلاق اور متواضع وشکستہ المزاج تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد کے حکم سے اسی سفر میں حضرت امام العصر مولانا شاہ احمد رضا قادری قدس سرہٗ سے بیعت کی۔ حضرت بریلوی نے آپکو طریقت وحدیث بھی عطا کی۔ آپ رواق باب العقا میں حلقۂ درس قائم کرتے تھے۔ ۱۳۴۳ھ میں مکہ مکرمہ ہی میں آپ فوت ہوئے۔

۳؎ تفصیل کے لیے دیکھئے "حیات امام احمد رضا" از ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مطبوعہ سیالکوٹ،

حضرت شیخ سید حسین الحسنی الکردی رحمہ اللہ

قدوۃ الواصلین حضرت شیخ سید حسین الحسنی الکردی قدس سرہٗ بغداد شریف (عراق) میں ایک متقی بزرگ تھے۔ یہ کردستان کے رہنے والے تھے۔ جن دنوں بغداد شریف میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ان سے ملاقات ہوئی، اُس وقت ان کی عمر ۱۰۲ برس تھی۔ گھوڑے پر سواری فرماتے تھے۔ اتنی عمر ہونے کے باوجود کھڑے ہوکر نماز ادا فرماتے اور دوران قیام قرآن کریم کے دو تین پارے تلاوت فرماتے تھے۔ بڑے عابد وزاہد تھے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمہ اللہ نے ان کی خدمت میں تقریباً ۱½ سال قیام کیا۔ حضرت سید حسین نے حضرت مدنی قبلہ کو اپنے سلسلہ عمرۃ میں مجاز وماذون فرمایا۔ سلسلہ اجازت اس طرح ہے:

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ
سید حسین الکردی علیہ الرحمۃ
سید اسماعیل اولیانی قدس سرہٗ
سیدی عبدالعزیز الجش رحمہ اللہ
سید عبدالرزاق قدس سرہٗ
سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ۱؎

۱؎ روزنامہ جنگ کراچی ۵ ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

• انٹرویو مولانا ضیاء الدین احمد مدنی (آڈیو کیسٹ ۱۹۸۲ء) مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

• غلام قادر اشرفی، مولانا: مجموعہ وظائف مطبوعہ لالہ موسیٰ (گجرات۔ پاکستان) ۱۳۹۹ھ

حضرت شیخ احمد الشمس المالکی القادری المراکشی المدنی رحمۃ اللہ

حضرت سیدی شیخ احمد الشمس الشنقیطی المالکی قدس سرہٗ مشائخ مدینہ میں سے تھے یہ بزرگ حافظ الحدیث تھے ہمیشہ خاموش رہتے تھے، اگر کسی بات کا جواب دینا ہوتا تو صرف اسی مفہوم کی حدیث سُنا دیتے تھے، چند کھجوروں کے علاوہ کچھ نہ کھاتے تھے، ایک بکری پالی ہوئی تھی اس کا دُودھ پی لیتے تھے۔ حضرت ضیاء الدین احمد مدنی نے ان کی صحبت میں کافی وقت گزارا۔ اُنہوں نے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو اپنے طریقت کے سلسلہ مقررہ کی اجازت عطا فرمائی سلسلہ اجازت اس طرح ہے:

حضرت سیدی مدنی علیہ الرحمہ
|
حضرت شیخ احمد الشمس قدس سرہٗ
|
حضرت سیدی مصطفےٰ ماء العینین الحسنی الشنقیطی قدس سرہٗ
|
حضرت سیدی عبدالعزیز الحبش قدس سرہٗ
|
قطب الآفاق حضرت عبدالرزاق قدس سرہٗ
|
حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ

حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی نے سیدی احمد الشمس قدس سرہٗ سے مدینہ منورہ میں بیضاوی شریف کو دوبارہ تبرکاً پڑھا۔ ان کا وصال ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ [1]

---

[1] انٹرویو حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی (آڈیو کیسٹ) مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

" ماہنامہ ترجمان اہل سنت، کراچی شمارہ جولائی ۱۹۷۵ء

حضرت علامہ سیدی عبدالرحمٰن سراج مکی مفتی حنفیہ قدس سرہٗ

حضرت سیدی عبدالرحمٰن بن عبداللہ سراج مکی رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں مفتی حنفیہ تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پہلے حج پر مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو حضرت سیدی عبدالرحمٰن سراج مکی قدس سرہٗ نے آپ کو تفسیر، حدیث، فقہ، اُصول فقہ کی سند سے نوازا اور اپنے سلسلہ طریقت میں اجازت عطا فرمائی۔ ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۴ء میں مکہ مکرمہ میں وصال ہوا اور جنت المعلےٰ میں دفن ہوئے۔ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے بواسطہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اس طرح اجازت ہے:

حضرت سیدی مدنی قدس سرہٗ
|
امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ
|
سیدی عبدالرحمٰن سراج مکی رحمۃ اللہ علیہ
|
سید محمد بن علی السنوسی قدس سرہٗ
|
سیدی عبدالعزیز الحبش قدس سرہٗ
|
سیدی عبدالرزاق قدس سرہٗ
|
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

---

[1] فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ص ۹۲

" مجموعہ وظائف از مولانا غلام قادر علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ محدث بدرالدین حسنی شامی رحمۃ اللہ

قطب شام علامہ شیخ بدرالدین محدث دمشق قدس سرہٗ نہایت متبع سنت یگانۂ روزگار مرجع العلماء بزرگ تھے اور حضرت امام نووی (شارح صحیح مسلم) کے مشہور مدرسہ دارالحدیث کے جانشین تھے۔ شیخ محمد یحییٰ المکتبی حسینی استاذ مدرسہ دارالحدیث دمشق (شام) آپ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں :-

"میں عرب و عجم کے علماء سے ملا۔ ان میں بزرگ ترین شخصیت میرے شیخ میرے سردار اور میرے رہنما، عالم ربانی، چودہویں صدی کے مجدد، کتب حدیث و آثار کے حافظ، سنت کو زندہ کرنے والے، بدعت کو مٹانے والے یعنی شیخ محمد بدرالدین محدث مشہور ہیں، اللہ مسلمانوں کو ان کی درازیٔ حیات سے نفع پہنچائے۔ وہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد سے عصر کی اذان تک اسناد کے ساتھ حدیث کی کتابوں کا زبانی درس دیا کرتے تھے، پھر کوئی شخص آجاتا تو حضرت استاذ اس کی طرف متوجہ ہوتے اور اس شخص کے ضمیر میں جو ہوتا اُس پر گفتگو فرماتے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے جو اس سے پیشتر کبھی حاضر درس نہیں ہوئے تھے اور بہت سے ایسے ہوتے جو پہلے کسی مسئلہ میں ان سے اختلاف رکھتے اور پھر ان کے درس میں آتے تو ان کی مشکلیں حل ہو جاتیں۔" [1]

حضرت مولانا ضیاءالدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے انٹرویو میں فرمایا کہ علامہ بدرالدین شامی رحمۃ اللہ علیہ ادب کی وجہ سے مسجد نبوی شریف میں باب رحمت میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا کرتے تھے۔ [2] ان کے وصال کا حال اور تاریخ معلوم نہ ہو سکی۔

۱؎ الدولۃ المکیۃ مع الفیوضات الملکیہ، مطبوعہ کراچی ص ۵۱۵
۲؎ انٹرویو مولانا ضیاءالدین علیہ الرحمۃ (آڈیو ٹیپ) مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور

حضرت شیخ سید احمد الشریف السنوسی قدس سرہٗ

حضرت شیخ السید احمد الشریف السنوسی بن سید المہدی السنوسی بن محمد بن علی السنوسی رحمہم اللہ تعالیٰ مشہور مجاہد، مصلح اور صوفی تھے۔ آپ ۱۸۷۳ء میں جغبوب کے مقام پر پیدا ہوئے اور اسی جگہ تعلیم و تربیت پائی۔ آپ نے طرابلس (لیبیا) اور برقہ کی جنگ میں اطالیوں کے چھکے چھڑا دیئے تھے اور تیرہ برس تک محض اپنے تربیت یافتہ رفقاء اور تلامذہ کی مدد سے یورپ کی اس بڑی طاقت کا کامیابی سے مقابلہ کرتے رہے۔ آپ سیف، تسبیح اور قرآن و شمشیر کے بیک وقت حامل تھے۔ آپ اپنے وقت کے شیخ کبیر اور بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ ۱۹۲۶ء میں مکہ مکرمہ تشریف لے آئے تھے حضرت شیخ ضیاءالدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے طریقہ سنوسیہ میں اجازت اس طرح ہے:

حضرت سیدی مولانا ضیاءالدین احمد مدنی قدس سرہٗ
سیدی احمد الشریف السنوسی قدس سرہٗ
سید السید المہدی قدس سرہٗ
سید محمد بن علی السنوسی قدس سرہٗ (بانی طریقہ سنوسیہ)
سیدی عبدالعزیز الحبش قدس سرہٗ
قطب الآفاق سیدی عبدالرزاق قدس سرہٗ
حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید احمد الشریف السنوسی نے ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۳ء میں مدینہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ [1]

۱؎ نقوش رسول نمبر ۱ جلد اول مطبوعہ لاہور ص ۲۳
" غلام قادر اشرفی، مولانا، مجموعہ وظائف ص ۳۸۴

الشیخ العالم حضرت علامہ شاہ عبدالباقی فرنگی محلی المہاجر المدنی قدس سرہٗ

مولانا شاہ عبدالباقی بن مولانا علی محمد بن مولانا محمد معین بن ملا محمد مبین انصاری قدس سرہم ۱۲۸۶ھ میں فرنگی محل (لکھنؤ) میں پیدا ہوئے۔ مولانا سید عبدالحی چاٹگامی، مولانا ابوالحسنات عبدالحی بن مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی، مولانا سید عین القضاۃ بن محمد وزیر حیدرآبادی، مولانا فضل اللہ بن نعمت اللہ فرنگی محلی اور مولانا محمد نعیم بن مولانا محمد عبدالحکیم نظامی رحمہم اللہ تعالیٰ سے اخذ علوم کیا۔ حضرت مولانا شیخ شاہ عبدالرزاق بن مولانا شاہ جمال الدین لکھنوی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ ایک مدت تک فرنگی محل میں درس و تدریس میں مشغول رہے، پھر حرمین شریفین کا سفر کیا، حج کے بعد مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی اور ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ بانی درس نظامی کی یاد میں مدرسہ نظامیہ قائم کیا، اور پوری توجہ سے تدریس کے کام میں مصروف ہوئے۔ نظام حیدرآباد میر عثمان علی مرحوم کی طرف سے مدرسہ کا وظیفہ مقرر تھا۔ سلطنت ہاشمی کے سقوط کے بعد آپ سخت آزمائش میں مبتلا ہوگئے۔ نجدی حکومت کی آپ پر سخت نظر تھی، مگر آپ نے اعتقادی امور میں کبھی مداہنت گوارا نہ کی۔[1]

آپ کا ذاتی کتب خانہ مدینہ منورہ میں موجود و محفوظ ہے۔ پروفیسر محمد رضا انصاری نے ۱۹۶۵ء میں اس کتب خانہ میں بیٹھ کر کتاب "در خیر العمل" تراجم علمائے فرنگی محل" تالیفات ابوالحسنات محمد عبدالحی فرنگی محلی سے استفادہ کیا تھا۔[2]

---

۱ محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہل سنت مطبوعہ انڈیا ۱۹۷۱ء ص ۱۴۲

۲ محمد رضا انصاری، پروفیسر: بانی درس نظامی مطبوعہ اردو اکادمی، اترپردیش (یو۔پی۔ بھارت) ۱۹۷۳ء ص ۱۲

آپ کی تصانیف میں حسرۃ الفحول بوفاۃ نائب الرسول، المنح المدنیہ فی مختارات الصوفیہ، رسالہ فی بحث القضا، رسالہ فی تحقیق علم الغیب[3]، قرۃ الابصار فی نسب قطب الاقطاب اور دوسرے رسائل کے نام ملتے ہیں۔

۴ ربیع الآخر ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء کو وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ سبحان اللہ، حضرت علامہ شیخ محمد علی حسین الخیرآبادی المدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۴ھ) آپ کے ممتاز تلمیذ اور خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی قدس سرہٗ کو آپ نے اپنے سلسلہ طریقت کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔[4]

---

۳ عبدالحی لکھنوی، مولانا: نزہۃ الخواطر (عربی) جلد ۸ مطبوعہ کراچی، ص ۲۱۷
(صاحب نزہۃ الخواطر نے مولانا عبدالباقی فرنگی محلی کے حالات میں تصانیف کا ذکر کیا ہے لیکن رسالہ قرۃ الابصار کا ذکر نہیں کیا، پروفیسر محمد رضا انصاری نے کتاب "بانی درس نظامی" میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۴ محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہل سنت، ص ۱۴۲

شیخ الدلائل حضرت مولانا شاہ عبدالحق الٰہ آبادی مہاجر مکی قدس سرہٗ

شیخ الدلائل حضرت مولانا عبدالحق بن شاہ محمد بن یار محمد صدیقی النسب اپنے وطن نیوان ضلع الٰہ آباد میں پیدا ہوئے، مولانا تُراب علی لکھنوی وغیرہ سے درسیات پڑھی۔ حضرت مولانا عبداللہ گورکھپوری سے بیعت کی، ۱۲۸۳ھ میں مکہ کا سفر کیا، پچاس برس تک آپکا دریائے علم مکہ میں موجیں مارتا رہا۔ آپ شیخ الدلائل کے لقب سے مشہور تھے۔[۱]
آپ بہت بڑے ولی اللہ، عالم باعمل، متقی، شب زندہ دار اور عبادت گزار بزرگ تھے۔ اہلِ مکہ مکرمہ آپکو قطب مکہ مکرمہ کہا کرتے تھے۔[۲] امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ دوسرے سفر حج میں آپ کی قیام گاہ پر بار بار ملاقات کے لئے جاتے رہے، انکے ملفوظات میں آپ کا ذکرِ خیر اس طرح موجود ہے۔

"حضرت مولانا عبدالحق الٰہ آبادی کو چالیس برس سے زائد مکہ معظمہ میں گزرے تھے کبھی شریف مکہ کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے۔ قیام گاہ فقیر پر دو بار تشریف لائے۔ مولانا سید اسماعیل محافظ کتب خانہ حرم شریف، وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے ہیں کہ یہ محض خرقِ عادت ہے۔ مولانا کا دم لب غنیمت تھا، ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے۔ التزاماً ہر سال حج کرتے تھے۔ مولانا اسمٰعیل فرماتے تھے کہ ایک سال حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے۔ نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا مجھے

[۱] محمود احمد قادری، مولانا، تذکرہ علمائے اہل سنت مطبوعہ کانپور انڈیا ۱۳۹۱ھ صفحہ ۱۰۸
[۲] محمد طاہر فاروقی، پروفیسر: سیرت امیر ملت، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۲ھ صفحہ ۶۱۔

حرم شریف میں لے چلو! کئی آدمی اٹھا کر لائے۔ کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھایا، زمزم شریف منگا کر پیا اور دُعا کی کہ الٰہی حج سے محروم نہ رکھ۔ اسی وقت مولا تعالٰی نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ اُٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا۔[۱]

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے سند و اجازت دلائل الخیرات شریف حضرت سید علی حریری مدنی قدس سرہٗ اور شیخ محمد المغربی قدس سرہٗ دونوں بزرگوں سے حاصل فرمائی۔ لیکن حضرت شیخ اپنے تلامذہ کو موافق روایت سید علی حریری مدنی قدس سرہٗ ہی اجازت عطا فرماتے تھے۔ حضرت شیخ کی اجازت اس طرح ہے؛

حضرت شاہ عبدالحق الٰہ آبادی قدس سرہ کو عارف باللہ حضرت علامہ شیخ سید علی الحریر المدنی بن یوسف ملک باشلی المدنی قدس سرہما سے۔ ان کو حضرت شیخ السید محمد بن السید احمد المدغوی الشریف الحسنی قدس سرہٗ سے، ان کو ابی البرکات سیدی محمد بن احمد بن احمد المثنی قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت شیخ احمد بن الحاج قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت شیخ سیدی احمد المقری قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت سیدی عبدالقادر الفاسی قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت شیخ سیدی احمد بن ابی العباس الصمعی قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت شیخ سیدی السملالی قدس سرہٗ سے ان کو حضرت شیخ سیدی عبدالعزیز التباع قدس سرہٗ سے، انکو مؤلف دلائل الخیرات شریف قطب ربانی حضرت شیخ السید محمد ابن سلیمان الجزولی قدس سرہٗ سے۔[۲]

[۱] مصطفیٰ رضا خاں، مولانا، ملفوظات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، مطبوعہ لاہور ص
[۲] نسخہ مجیہ دلائل الخیرات مطبوعہ مطبع احمدی لکھنؤ بار اول ۱۹۱۳ء

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ کو بھی حضرت شیخ الدلائل نوراللہ مرقدہٗ سے دلائل الخیرات شریف کی سند اجازت حاصل تھی۔

مولانا حکیم غلام مصطفےٰ کوثر امجدی بلیاوی (بھارت) ۱۹۵۹ء میں حج پر گئے تو مکہ معظمہ میں کئی اکابر علماء سے ملاقاتیں ہوئیں جن میں مفتی سعداللہ مکی، مولانا سید محمد علوی، مالکی استاذ حرم شریف، علامہ شیخ محمد المغربی الجزائری اور مولانا عبدالرحمٰن درویش کی سے خصوصی ملاقاتیں ہوئیں، حکیم صاحب مولانا عبدالرحمٰن درویش کی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ نہایت ہی ہر دلعزیز بزرگ ہیں۔ دن کے وقت ان کے گھر گرمی سے بچنے کے لیے چلا جاتا ہے، ان کا مکان حرم سے متصل اور نہایت ٹھنڈا تھا۔ ان کی عمر تقریباً اسّی سال کی تھی لیکن جوانوں سے زیادہ چست تھے۔ ان پر بالوں کی سفیدی کے سوا بڑھاپے کا قطعی کوئی اثر نہ تھا۔ میں نے ان کی صحت کے متعلق پوچھا تو فرمایا یہ بندگانِ دین کا کرم ہے۔ میں جب چھوٹا تھا تو حضرت شیخ الدلائل علامہ عبدالحق مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا جھوٹا کھانا مجھے نصیب ہو جایا کرتا تھا۔ حضرت موصوف اپنے بچے ہوئے کھانے کے متعلق فرماتے یہ عبدالرحمٰن کو کھلا دینا۔ یہ حضرت موصوف کے جھوٹے کھانے کی برکت ہے کہ میں ابھی تک جوان ہوں" لے

شیخ الدلائل نوراللہ مرقدہٗ نے ۱۶ رشوال المکرم ۱۳۳۳ھ کو وصال فرمایا اور مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔ تصانیف میں الاکلیل علےٰ مدارک التنزیل (قرآن پاک کی تفسیر) فقہ میں التعلیقات علی الدر المختار، الکنز الاکبر شرح فقہ الاصغر، الدر المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم،

لے بدر الدین، مولانا، سوانح اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور

ہفت روزہ الہام بہاولپور ش ۲۱ جولائی ۱۹۸۵ء ص ۷ ک ۱

مشہور ہیں۔ لے

لے محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہلِ سنت مطبوعہ کانپور ۱۳۹۱ھ ص ۱۷۸

" شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی: مقامات اخیار (فارسی) مطبوعہ دہلی

حضرت علامہ شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل بن یوسف بن اسمٰعیل بن ناصر الدین نبہانی قدست اسرارہم۔ فلسطین کی شمالی جانب واقع قصبہ اجزم میں ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۸-۹ء میں پیدا ہوئے یہ قصبہ اس وقت حیفا کی حدود میں واقع ہے، عرب کے ایک بادیہ نشین قبیلہ بنو نبہان کی نسبت سے نبہانی کہلاتے ہیں، قرآن پاک والد ماجد شیخ اسماعیل نبہانی سے پڑھا، اسّی سال کی عمر کے باوجود ان کے حواس بالکل صحیح اور صحت بہت عمدہ تھی اکثر و بیشتر اوقات اللہ تعالےٰ کی عبادت میں صرف کرتے وہ ہر روز دس پارے کی تلاوت کرتے پھر ایک ہفتے میں تین قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے۔

پھر علامہ نبہانی جامع ازہر مصر میں داخل ہوئے اور محرم ۱۲۸۳ھ سے رجب ۱۲۸۹ھ تک تکمیل علم میں مصروف رہے، علامہ فرماتے ہیں میں نے وہاں ایسے ایسے محقق اساتذہ سے استفادہ کیا کہ اگر ان میں سے ایک بھی کسی ولایت میں موجود ہو تو وہاں کے بسنے والوں کو جنت کی راہ پر چلانے کے لئے کافی ہو اور تن تنہا تمام علوم میں لوگوں کی ضروریات کو پورا کردے۔

چند اساتذہ کے نام یہ ہیں:

۱۔ علامہ سید محمد دمنہوری شافعی (۱۲۸۶ھ)
۲۔ علامہ شیخ ابراہیم السقا (؟) خلیل شافعی (م ۱۲۸۷ھ)۔
۳۔ علامہ شیخ احمد الاجہوری شافعی نابینا (م ۱۲۹۳ھ)
۴۔ علامہ شیخ حسن العدوی المالکی (م ۱۲۹۸ھ)
۵۔ علامہ شیخ سید عبدالہادی نجا الابیاری (م ۱۳۰۰ھ)

۶۔ علامہ شیخ شمس الدین محمد الانبابی الشافعی (اس وقت کے شیخ الازہر)
۷۔ علامہ شیخ عبدالرحمٰن الشربینی الشافعی
۸۔ علامہ شیخ عبدالقادر الرافعی الحنفی الطرابلسی (شامی پر التحریر کے نام سے دو جلدوں میں ان کا حاشیہ ہے۔)
۹۔ علامہ شیخ یوسف برقاوی حنبلی
۱۰۔ شیخ المشائخ علامہ ابراہیم السقا الشافعی (م ۱۲۹۸ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ

علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی سب سے زیادہ اپنے استاذ علامہ ابراہیم السقا کے معتقد اور مداح دکھائی دیتے ہیں ان سے شیخ الاسلام زکریا انصاری کی شرح التحریر اور شرح منہج اور ان پر علامہ شرقاوی اور بجیرمی کے حواشی پڑھے اور تین سال تک اُن سے فیضیاب ہوئے انہوں نے علامہ نبہانی کو سند دیتے ہوئے ان القاب سے نوازا ہے۔

الامام الفاضل والهمام الكامل والجهبذ اللاتق
اللوذعي الاديب والالمعي الاريب ولدنا الشيخ يوسف
ابن الشيخ اسمٰعيل النبهاني ايده الله بالمعارف
ونصر

اندازہ کیجئے کہ اساتذہ کی نظر میں علامہ نبہانی کی کتنی قدر و منزلت تھی، اس اقتباس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علامہ مذہباً شافعی تھے۔

جب علامہ کے علم و فضل کا چرچا ہوا تو بیروت میں محکمۃ الحقوق العلیا کے رئیس روز بر انصاف، مقرر کئے گئے، ایک عرصہ تک اس منصب پر فائز رہے، آخر عمر میں انہوں نے اپنے اوقات عبادت اور تصنیف و تالیف کے لئے وقف کر دیئے۔ اور ایک عرصہ مدینہ منورہ میں رہے۔

آپ کے سوانح نگار حضرت علامہ محمد حبیب اللہ شنقیطی (استاذ شعبہ تخصص جامع ازہر، مصر) کا بیان ہے کہ میں نے آپکو مدینہ طیبہ میں اتنی زیادہ عبادت و ریاضت

کرتے دیکھا ہے، جسے دیکھ کر بے ساختہ یہ کہہ دینا پڑتا ہے کہ اتنی زیادہ عبادت وریاضت کی توفیق اللہ تعالےٰ بطور کرامت اپنے اولیاء و اصفیاء ہی کو عنایت فرماتا ہے۔ ۱

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے عاشق صادق تھے کہ اپنے دل کو ہمیشہ محبوب کی قیام گاہ بنائے رکھتے۔

مولانا ابوالنور محمد بشیر احمد مدظلہٗ "مدیر ماہ طیبہ" کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ اپنے والد ماجد فقیہ اعظم حضرت علامہ محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ) کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں :-

میرے والد ماجد علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا تھا کہ میں جب شریف مکہ کے دور میں حج کرنے گیا تو مدینہ منورہ کی حاضری اور زیارت گنبد خضراء کے شرف سے مشرف ہوتے وقت میں نے باب السلام کے قریب اور گنبد خضراء کے سامنے ایک سفید ریش اور انتہائی نورانی چہرہ والے بزرگ کو دیکھا جو قبر انور کی جانب منہ کر کے دوزانو بیٹھے کچھ پڑھ رہے تھے۔ یہ حضرت شیخ یوسف نبہانی تھے، میں ان کی وجاہت اور چہرے کی نورانیت دیکھ بہت متاثر ہوا اور ان کے قریب جاکر بیٹھ گیا اور ان سے گفتگو شروع کی۔ وہ میری جانب متوجہ نہ ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ میں ہندوستان سے آیا ہوں اور آپ کی کتابیں حجۃ اللہ علی العالمین اور جواہر البحار وغیرہ میں نے پڑھی ہیں جن سے میرے دل میں آپ کی بڑی عقیدت ہے۔ انہوں نے یہ بات سن کر سمجھا کہ یہ کوئی خوش عقیدہ اور عالم ہے تو میری طرف محبت سے ہاتھ بڑھایا اور مصافحہ فرمایا۔ میں نے ان سے عرض کیا حضور! آپ قبر انور سے اتنی دور کیوں بیٹھے ہیں؟ تو رو پڑے اور فرمانے لگے "میں اس لائق نہیں ہوں کہ قریب جاؤں"۔ اس کے بعد اکثر ان کی جائے قیام پر حاضر ہوتا رہا اور ان سے سند حدیث بھی حاصل کی۔"

---

۱ ماہنامہ تاجدار کائنات، راجپورہ، یوپی، بھارت، اشاعت جنوری ۱۹۸۱ء ص ۱۳ ک ۱

بقول حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ کی اہلیہ محترمہ کو چوراسی مرتبہ سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) علامہ موصوف جو شمع رسالت پر پروانہ وار نثار تھے، ان کی حالت و کیفیت کے بیان سے الفاظ قاصر ہیں۔ ۱

حضرت علامہ نبہانی قدس سرہٗ نے اپنی دیگر مصروفیات کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا، ان کی تمام تصانیف مفید ہیں اور مقبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکی ہیں، اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ ان کی تمام تصانیف حدیث شریف اور اس کے متعلقات سے وابستہ ہیں، حدیث شریف کے علاوہ انہوں نے ان موضوعات پر خامہ فرسائی فرمائی ہے، سیرت مبارکہ، علم الاسانید، اکابر علماء و مشائخ کا تذکرہ، درود شریف اور بارگاہ رسالت میں پیش کیے جانے والے قصائد، وہ جواہر پارے جو خود علامہ نے لکھے یا مذاہب اربعہ کے متقدمین اور متاخرین نے لکھے۔ ان کی تصانیف کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ان کی تمام کتابیں چھپ چکی ہیں، بلکہ بعض کتابوں کے تو کئی کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

علامہ نبہانی نے سات سو پچاس اشعار پر مشتمل قصیدۃ الرائیۃ الکبریٰ لکھا جس میں دین اسلام اور دیگر ادیان کا تقابل پیش کیا ہے۔ بالخصوص عیسائیت کا تفصیلی رد کیا ہے کیونکہ عیسائی آئے دن اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے رہتے تھے، دوسرا قصیدہ الرائیۃ الصغریٰ پانچ سو پچاس اشعار پر مشتمل ہے جس میں سنت مبارکہ کی تعریف و توصیف اور بدعت کی مذمت کی اور ان اہل بدعت مفسدین کا بھرپور رد کیا جو اجتہاد کا دعوےٰ کرتے ہیں، اور خدا کی زمین پر فساد برپا کرتے ہیں۔

ان قصائد کو آڑ بنا کر بعض کفار اور منافقین نے سلطان عبدالحمید سلطان ترکی کے کان بھرے کہ علامہ نبہانی ان قصائد کے ذریعے تمہاری رعایا میں انتشار پھیلا رہے ہیں، چنانچہ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۳ء میں جب علامہ مدینہ طیبہ پہنچے تو انہیں شاہی حکم کے تحت نظر بند کر دیا گیا۔ علامہ فرماتے ہیں :

---

۱ اختر شاہجہانپوری، مقدمہ جواہر البحار (اردو) مطبوعہ لاہور

حبست فی المدینہ مدۃ اسبوع لکن بالاکرام والاحترام

مجھے مدینہ منورہ میں ایک ہفتے تک قید رکھا گیا، لیکن عزت و احترام کے ساتھ۔

قُطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی خلیفہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہما اس واقعہ کے عینی شاہد تھے انہوں نے یہ واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا، انہی کے الفاظ میں تفصیل ملاحظہ ہو:

ایک دفعہ سلطان عبدالحمید نے مدینہ منورہ کے گورنر بصری پاشا، کو علامہ نبہانی کی گرفتاری کا حکم دیا، گورنر بصری علامہ کا انتہائی معتقد تھا، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان کا حکم نامہ پیش کیا، علامہ نبہانی ملاحظہ فرماتے ہی گویا ہوئے:

سمعت و قرأت و اطعت

میں نے سُنا، پڑھا اور اطاعت کی

گورنر بصری عرض کرنے لگا حضرت! گرفتاری تو ایک بہانہ ہے گورنر ہاؤس تشریف لائیے آپ میرے ہاں حیثیت مہمان ہی ہوں گے، اس بہانے مجھے میزبانی کا شرف حاصل ہو جائے گا جو علماء و فضلا اور مشائخ آپ سے ملاقات کے لیے آئیں گے وہ بھی میرے ہی مہمان ہوں گے، آپ کے عقیدتمندوں پر گورنر ہاؤس کے دروازے ہر وقت کھلے رہیں گے، آپ کا گورنر ہاؤس میں قیام قید نہیں محض سُلطان کے حکم کی تعمیل کا ایک حیلہ ہے۔

حضرت علامہ یوسف نبہانی عالم اسلام کی ممتاز شخصیت تھے، ہم عصر علماء و مشائخ کے ان کے ساتھ گہرے مراسم تھے ان کی گرفتاری کی خبر جنگل کی آگ کی طرح بڑی تیزی سے عالم اسلام میں پھیل گئی خاص و عام سراپا احتجاج بن گئے، مگر علامہ یوسف بالکل مطمئن تھے گھبراہٹ اور پریشانی کا نام تک نہیں تھا پھر بھی علماء و زعماء ملت نے ملاقات کے دوران علامہ سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم آپ کی رہائی کے لیے سُلطان سے اپیل کرتے ہیں، علامہ نے فرمایا: اگر آپکو اپیل کرنا منظور ہے تو سلطانِ وقت کی بجائے سلطانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی بارگاہِ اقدس میں صلوٰۃ و سلام کے ساتھ یوں استغاثہ عرض کریں:

صلی اللہ علی النبی الامی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوٰۃ و سلاماً علیک یارسول اللہ قلت حیلتی انت وسیلتی ادرکنی یا سیدی یارسول اللہ۔

حضرت قُطب الوقت (مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی قدس سرہٗ) نے فرمایا چنانچہ ہم نے ابھی تین دن تک ہی اس درود شریف کے ساتھ استغاثہ پیش کیا تھا کہ سلطان عبدالحمید کے گورنر بصری کو پیغام ملا حضرت الشیخ یوسف النبہانی کو باعزت بری کر دیا جائے۔

علامہ نبہانی فرماتے ہیں:

جب حکومت پر واضح ہو گیا کہ میں پورے خلوص کے ساتھ دین اسلام کی خدمت کر رہا ہوں اور دین متین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے دفاع کر رہا ہوں تو میری رہائی کا حکم صادر کر دیا گیا اور حکومت کے ذمہ دار افراد نے گرفتاری پر معذرت پیش کی۔

علامہ نبہانی کی تصانیف عالیہ کی فہرست حسب ذیل ہے:

۱۔ الفتح الکبیر فی ضم الزیادات الی الجامع الصغیر

جامع صغیر اور اس کے حاشیہ "زیادۃ الجامع الصغیر" پر مشتمل ہے، یہ دونوں کتابیں چودہ ہزار چار سو پچاس حدیثوں پر مشتمل تھیں علامہ نبہانی نے انہیں حروف معجم کے مطابق مرتب کیا ہر حدیث کے بارے میں بتایا کہ یہ کس نے روایت کی ہے اور ان کا اعراب بھی بیان کیا، یہ کتاب مطبوعہ مصطفےٰ البابی الحلبی و اولادہ مصر کی طرف سے تین جلدوں میں علامہ کے وصال کے بعد چھپی۔

۲۔ منتخب الصحیحین: تین ہزار دس حدیثوں پر مشتمل ہے اور اعراب و حرکات مکمل طور پر لگائے گئے ہیں۔

۳۔ قرۃ العینین علی منتخب الصحیحین: منتخب الصحیحین پر حاشیہ

۴۔ وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

٥ افضل الصلوات على سيد السادات صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
٦ الاحاديث الاربعين فى وجوب طاعة امير المؤمنين.
٧ النظم البديع فى مولد الشفيع صلى الله تعالى عليه وسلم.
٨ الهمزية الالفية (الطيبة الغراء) فى مدح سيد الانبياء صلى الله عليه وسلم.
٩ الاحاديث الاربعين فى فضائل سيد المرسلين.
١٠ الاحاديث الاربعين فى امثال افصح العالمين.
١١ قصيدة سعادة المعاد فى موازنة بانت سعاد.
١٢ مثال نعله الشريف صلى الله عليه وآله وسلم
١٣ حجة الله على العالمين فى معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم
١٤ سعادة الدارين فى الصلوة على سيد الكونين صلى الله عليه وسلم
١٥ السابقات الجياد فى مدح سيد العباد صلى الله عليه وآله وسلم
١٦ خلاصة الكلام فى ترجيح دين الاسلام.
١٧ هادى المريد الى طرق الاسانيد ثبته الجامع النافع
١٨ الفضائل المحمدية ترجمها بعض السادات العلوية للغة الجاوية
١٩ الورد الشافى يشتمل على الادعية والاذكار النبوية
٢٠ المزدوجة الغراء فى الاستغاثة باسماء الله الحسنى
٢١ المجموعة النبهانية فى المدائح النبوية واسماء رجالها (چار جلدوں میں)
٢٢ نجوم المهتدين فى معجزاته صلى الله عليه وسلم، والرد على اعداء اخوان الشياطين
٢٣ ارشاد الحيارى فى تحذير المسلمين من مدارس النصارى التى انتهكت دين المسلمين.
٢٤ جامع الثناء على الله ويشتمل على جملة من الاحزاب لاكابر الاولياء.
٢٥ مفرج الكروب، وذيله حزب الاستغاثات، وذيله احسن الوسائل فى نظم اسماء النبى الكامل.
٢٦ وذيله كتاب الاسماء فيما لسيدنا محمد من الاسماء.

٢٧ البرهان المسدد فى اثبات نبوة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم، ودليل التجار الى اخلاق الاخيار
٢٨ والرحمة المهداة فى فضل الصلاة وحسن الشرعة فى مشروعية صلاة الظهر بعد الجمعة ورسالة.
٢٩ التحذير من اتخاذ الصور والتصوير، وتنبيه الافكار لحكمة اقبال الدنيا على الكفار.
٣٠ سبيل النجاة فى الحب فى الله والبغض فى الله.
٣١ القصيدة الرائية الكبرى فى مجموعة منها سعادة الانام فى اتباع دين الاسلام.
٣٢ ومختصر ارشاد الحيارى.
٣٣ الرائية الصغرى فى ذم البدعة ومدح السنة الغراء.
٣٤ جواهر البحار فى فضائل النبى المختار صلى الله عليه وسلم. (چار جلدوں)
٣٥ تهذيب النفوس فى ترتيب الدروس مختصر رياض الصالحين للنووى.
٣٦ اتحاف المسلم جعله خاصا بما ذكره صاحب الترغيب والترهيب من احاديث البخارى ومسلم.
٣٧ جامع كرامات الاولياء، ومعه رسالة فى اسباب التاليف (دو جلدوں میں)
٣٨ ديوان المدائح المسمى العقود اللؤلؤية فى المدائح النبوية.
٣٩ الاربعين، اربعين من احاديث سيد المرسلين صلى الله عليه وآله وسلم، وهو كتاب نفيس جامع.
٤٠ الدلالات الواضحات شرح دلائل الخيرات، وذيلها المبشرات المنامية.
٤١ صلوات الثناء على سيد الانبياء صلى الله عليه وسلم
٤٢ القول الحق فى مدح سيد الخلق صلى الله عليه وسلم
٤٣ الصلوات الالفية فى الكمالات المحمدية
٤٤ رياض الجنة فى اذكار الكتاب والسنة.
٤٥ الاستغاثة الكبرى باسماء الله الحسنى
٤٦ جامع الصلوات على سيد السادات
٤٧ الشرف المؤبد لآل محمد صلى الله عليه وسلم
٤٨ الانوار المحمدية مختصر المواهب اللدنية.

۴۹۔ صلوات الاخیار علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۵۰۔ تفسیر قرۃ العینین من البیضاوی والجلالین

۵۱۔ الشائر الایمانیۃ فی المبشرات المنامیۃ

۵۲۔ الاسالیب البدیعۃ فی فضل الصحابۃ واقناع الشیعۃ ؎

علامہ نبہانی راسخ العقیدہ مسلمان اور سچے عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے، کسی شخص یا گروہ کو بارگاہِ رسالت میں گستاخ اور بے ادب پاتے تو بے دھڑک اس کی تردید کرتے اور کسی طرح کی رو رعایت روا نہ رکھتے، ابن تیمیہ کے علم و فضل اور خدمات کے قائل ہونے کے باوجود اس پر سخت رد کیا کہ اس کے نزدیک حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر حاضری کی نیت سے سفر کرنا حرام ہے، علامہ فرماتے ہیں:

مجھ ایسے چھوٹے سے طالب علم کا ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم اور ابن عبد الہادی ـــــ ایسے ائمہ کبار پر جرأت کرنا ایسا امر ہے کہ اگر اس مسئلے کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہوتا تو میں کہتا کہ امر قابل ملامت ہے، اسی لیے میں ایک عرصہ تک تردد اور پس و پیش میں مبتلا رہا یہاں تک کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا، جب میں نے دیکھا کہ ان لوگوں کی کتابیں پھیل رہی ہیں تو میں نے یہی مناسب سمجھا کہ ان کے خلاف قلم اٹھایا جائے۔

اگر میں نے ان کے خلاف جرأت کی ہے تو انہوں نے حضور سید الانبیاء اور دیگر انبیاء کرام صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم اور اولیاء کرام کے حقوق پر جرأت کی ہے اور ان کی زیارت کرنے اور ان سے استعانت کرنے والے ایمانداروں پر جرأت کی ہے اور اسی بنا پر انہیں گروہ مشرکین سے شمار کیا ہے، ان کی جرأت اور دیدہ دلیری میری جرأت سے کہیں بڑی ہے، ان میں کوئی نسبت نہیں ہے۔ ؎

ایک جگہ علامہ نبہانی نے خود یہ سوال اٹھایا ہے کہ ابن تیمیہ وغیرہ کا علم و فضل ان کے مخالفین کے نزدیک بھی مسلّم ہے، اگر ان کے نزدیک انبیاء و اولیاء کے مزارات کے لیے جمہور مسلمانوں کا سفر کرنا اور ان سے استعانت کا بطلان ثابت نہ ہوتا تو وہ انہیں مشرک قرار دینے

کی جسارت نہ کرتے۔

اس سوال کا جواب یہ دیا کہ ائمہ بدعت وہوا بھی بڑے بڑے علماء ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہی میں رہنے دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ آپ کی امت میں دین کے معاملے میں اختلاف ہوگا اسی لیے یہ حکم دیا کہ ہم سوادِ اعظم کا ساتھ دیں، سوادِ اعظم جمہور مسلمان ہیں یعنی مذاہب اربعہ (مذہب حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) کے متبعین اور ہمارے مشائخ صوفیہ اور اکابر محدثین امتِ محمدیہ یہی ہیں اور یہ سب ابن تیمیہ کی بدعات کے مخالف ہیں اور ان میں ایسے ایسے حضرات ہیں جن کا علم اس سے زیادہ، سمجھ زیادہ دقیق، ذوق زیادہ سلیم اور معرفت بہت ہی وسیع ہے، اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک سے اس وقت تک لاکھوں ایسے حضرات ہوئے ہیں جو علم و فضل میں ہر اعتبار سے ابن تیمیہ سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں، کیا وہ تمام بزرگ اور ساری امت مسئلہ سفر زیارت اور استعانت کے سبب گمراہ ہوگی، اور ابن تیمیہ اور گروہ وہابیہ حق و ہدایت پر ہوگا؟ یہ ایسی بات ہے جسے کوئی نرا جاہل بے عقل اور ذوق سلیم سے عاری ہی قبول کرے گا خصوصاً ان بدعات میں سے اس کی شدید اور فاش غلطی ظاہر ہے اور از قبیل خیالات واوہام ہے، ائمہ اسلام کی آراء میں سے نہیں ہے۔ ؎

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بارے میں فرماتے ہیں:

وہ ابن تیمیہ سے پانچ سو سال بعد آیا اور اس کی بدعت کو زندہ کرکے ایسے فتنے اٹھائے کہ ان کے سبب شر اور بلا عام ہوگئی، خون کے سمندر بہا دیئے گئے اور اتنے مسلمانوں کی جانیں تلف کی گئیں کہ ان کو تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ؎

علامہ نبہانی اپنا ایک عجیب خواب بیان کرتے ہیں:

میں نے ۲ ربیع الاوّل ۱۳۳۰ھ پیر کی شب خواب میں دیکھا کہ میں قرآن پاک کی آیات مبارکہ بکثرت تلاوت کر رہا ہوں، گویا کوئی لکھوانے والا مجھے لکھوا رہا ہے، مجھے اس وقت خاص طور پر وہ آیات یاد نہیں البتہ اتنا یاد ہے کہ ان میں بعض انبیاء کرام کے اوصاف، دشمنوں

کے خلاف اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کی امداد اور انہیں صبر کا حکم تھا۔ خصوصاً سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ذکر تھا بہت دیر تک میں اُن آیات کو پڑھتا رہا اور اسی حالت میں بیدار ہوگیا، میں نے اس خواب کی یہ تعبیر نکالی کہ یہاں مبتدعین محمد عبدہٗ مصری کی جماعت کی طرف اشارہ ہے، میں نے پانچ سو پچاس اشعار پر مشتمل القصیدۃ الرائیۃ الصغرےٰ میں ان کی، ان کے شیخ مذکور (محمد عبدہٗ) اس کے شیخ جمال الدین افغانی اور محمد عبدہٗ کے شاگرد، جریدہ المنار کے ایڈیٹر اور ان سب سے زیادہ شریر رشید رضا کی مذمت کی۔

میں نے خواب میں اشارہ ان اشرار کی طرف اس لیے سمجھا کہ اس خواب سے تین دن پہلے ان میں ایک شخص میرے گھر آیا اور از راہ ہمدردی مجھے کہنے لگا کہ میں محمد عبدہٗ اور جمال الدین افغانی سے تعرض نہ کروں کیونکہ ان کی جماعت میرے قصیدہ کے سبب ناراض ہے اور مجھے اذیت دینا چاہتی ہے۔[1]

ان اقتباسات کے پیش کرنے سے مقصد یہ دکھانا ہے کہ علامہ نبہانی کس قدر راسخ العقیدہ تھے اور حق کی حمایت کرنے میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

عرب ممالک میں علامہ نبہانی اور ہندوستان میں امام احمد رضا بریلوی نہ صرف یہ کہ ہمعصر تھے بلکہ افکار و نظریات میں ایک دوسرے سے ہم آہنگی رکھتے تھے۔ علامہ نے امام احمد رضا کی تصنیف لطیف "الدولۃ المکیہ" پر زوردار تقریظ لکھی ہے اور فرماتے ہیں:

سید عبدالباری سلمہٗ ابن سید امین رضوان مدنی نے یہ کتاب الدولۃ المکیہ میرے پاس بھیجی، میں نے اوّل سے آخر تک اس کا مطالعہ کیا اور اسے تمام دینی کتابوں میں بہت ہی نفع بخش اور مفید پایا۔ اس کے دلائل بہت قوی ہیں جو بڑے امام اور علامہ اجل سے ہی ظاہر ہو سکتے ہیں اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہے اور اپنی نوازشات سے انہیں راضی رکھے اور ان کی پاکیزہ امیدوں کو برلائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسّل سے بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ

اس کتاب کے مصنف ایسے افراد زیادہ سے زیادہ پیدا فرمائے، جو اہلِ اعلام ہوں، اسلام کے حامی ہوں اور کفار اور اہل بدعت کے رد میں مشغول رہیں، ایسے علماء عظیم مجاہد اور دین کی حدود کے محافظ ہیں۔[2]

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہٗ کا وصال بیروت میں ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۲ء ماہ رمضان المبارک کی ابتداء میں ہوا، آپ کا آخر تک یہ معمول رہا کہ باقاعدگی سے فرض ادا کرنے سے علاوہ کثرت سے نوافل ادا کرتے اور بارگاہ رسالت میں ہدیۂ درود و سلام پیش کرتے، عبادت اور اتباع سنت کا نور آپ کے چہرہ پر جگمگاتا رہتا تھا۔[3]

---

[3] نقوش رسول نمبر، لاہور، جلد اول ص ۶۹۱ تا ۶۹۷

قطب العالم شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی قدس سرہٗ

حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ العزیز ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ / ۱۸۵۰ء بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق کچھوچھہ (ضلع فیض آباد، اتر پردیش (یو۔پی)، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا گل محمد خلیل آبادی علیہ الرحمۃ نے بسم اللہ خوانی کی رسم ادا کرائی۔ مولانا امانت علی کچھوچھوی، مولانا سلامت علی گورکھپوری اور مولانا قلندر بخش کچھوچھوی علیہم الرحمۃ سے فارسی عربی کی تکمیل کی۔ ۱۲۸۲ھ میں اپنے برادر اکبر قطب المشائخ حضرت شاہ اشرف حسین قدس سرہٗ سے مرید ہوئے اور تکمیل سلوک فرما کر اجازت وخلافت حاصل فرمائی۔ ۱۲۹۳ھ میں پہلا حج کیا، دربار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خاص نعمتیں مرحمت ہوئیں۔ ۱۲۹۷ھ میں مسند نشینی پر فائز ہوکر مصروف ہدایت وارشاد ہوئے۔ ۱۳۲۳ھ میں دوبارہ حج وزیارت کا سفر کیا، تیسری بار ۱۳۲۹ھ میں مناسک حج کی ادائیگی اور زیارت روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد بیت المقدس (فلسطین)، حماۃ شریف، حمص شریف (شام)، کربلا معلیٰ، بغداد شریف (عراق)، اور مصر کی زیارات سے شرف یاب ہوئے۔ چوتھا اور آخری سفر حج وزیارت ۱۳۵۴ھ میں کیا۔ مذکورہ بالا ممالک میں صدہا علماء ومشائخ داخل سلسلہ ہوئے اور اجازت وخلافت سے سرفراز کئے گئے۔ حضرت میاں راج شاہ صاحب قدس سرہٗ[1] سوندھ

[1] حضرت میاں راج شاہ صاحب سوندھ شریف ضلع گڑگانواں کے باشندے تھے اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے عالی نسبت بزرگ تھے۔ ۱۲؍ رمضان المبارک ۱۳۰۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔ (بشیر القاری شرح بخاری از مولانا غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ)

شریف (ضلع گڑگانواں) نے سلسلہ قادریہ زاہدیہ کی اجازت کے ساتھ سلطان الاذکار و دیگر اشغال مخصوصہ کی اجازت دی اور ایک دوائی عطا فرمائی۔[1] حضرت شاہ محمد امیر کابلی قدس سرہٗ سے مقام بلیا میں سلسلہ قادریہ منوریہ میں مجاز و ماذون ہوئے اور تعلیم طریقہ خاص ذکر خفی جو قلب مدور سے متعلق ہے حاصل کی۔ اس سلسلہ کو سلسلۃ الذہب کہنا چاہیئے جو عرفی طور پر چار واسطوں سے حضرت غوث پاک سیدنا عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ تک پہنچتا ہے۔ سلسلہ اجازت اس طرح ہے، حضرت شاہ ابو احمد علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کو حضرت مولانا شاہ محمد امیر کابلی قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت ملا عبد الکریم رامپوری معروف ملا آخوند قدس سرہٗ (م ۱۳۰۶ھ) سے، ان کو حضرت شاہ منور علی الہ آبادی قدس سرہٗ[2] سے۔

[1] محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ بھوانی پور (ضلع مظفر پور، بہار) رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ ص ۱۸۸

[2] حضرت شاہ منور علی علیہ الرحمۃ کو سترہویں ماہ ربیع الاول ۴۸۸ھ بروز دوشنبہ بوقت عصر بغداد شریف (عراق) میں حضرت شاہ ودود سید کبیر الدین بغدادی قدس سرہٗ نے بیعت خلافت سے مشرف فرمایا۔ اور نفس بقری کا خطاب دے کر عبد الغفور بادل کو خدمت کے لئے ساتھ کر دیا۔ حضرت شاہ منور علی الہ آبادی، عبد القادر سہروردی کے بھانجے تھے۔ ان کا شجرہ نسب یہ ہے شاہ منور علی بن سید عبد اللہ بن سید عبد الرحمٰن بن سید عثمان بن القاسم جنید بغدادی۔ پھر شاہ منور علی الہ آباد (ہندوستان) آگئے۔ حضرت شاہ منور علی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب غفر العفیف میں لکھا ہے کہ ۲۸ برس کی عمر میں بتاریخ ۲۱ ماہ ذوالحجہ ۵۱۹ھ بروز یکشنبہ بعد نماز مغرب حضرت سید عبد القادر جیلانی کے ہاتھ پر بیعت توبہ سے مشرف ہوکر ۲۲ برس وضو کرانے کی خدمت پر مامور رہا۔ بتاریخ ۲۰ ماہ شوال ۵۴۱ھ بروز چہارشنبہ وقت ظہر کے حضرت ممدوح کو وضو کرا رہا تھا۔ میں نے عرض کیا حضرت آب حیات کی کیا کیفیت ہے جس کو نوش کرنے سے حضرت خضر علیہ السلام کو حیات ابدی حاصل ہوئی۔ حضرت ممدوح نے ایک چلو آب سینے سے ہاتھ میں لے کر

(ان کی عمر ساڑھے پانچ سو برس ہوئی) ان کو حضرت سیّد کبیر الدین شاہ دولہ قدس سرہٗ سے ان کو حضرت غوث اعظم میراں محی الدین ابو محمد سید شیخ عبد القادر الحسنی الحسینی الحنبلی الجیلانی سے

(بقیہ حاشیہ ص) ارشاد فرمایا، اس وقت فقیر کے ہاتھ میں ساڑھے چھ سو برس کی عمر کا آبِ حیات ہے، تو نوش کر لے۔ میں نے اسی وقت نوش کر لیا۔ اس وقت میری عمر پچاس برس کی تھی..... الخ

پھر لکھتے ہیں کہ بتاریخ نویں ماہ ذی قعدہ ۵۸۴ھ بروز دوشنبہ وقت عصر سے حسب حکم حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ حضرت کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سرگرم عمل رہا۔ پھر قطب الاسرار حبیب اللہ شاہ دولہ گجراتی نے مجھے بتاریخ اوّلی ماہ ربیع الاول ۵۸۶ھ بروز دوشنبہ بوقت عصر بیعتِ خلافت ارشاد سے مشرف فرمایا۔

یہ واقعہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کے وصال کے سولہ برس بعد کا ہے۔

شیخ کا وصال ۱۰ ویں ماہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو قبل از نماز جمعہ ہوا، حضرت شاہ دولہ سید کبیر الدین علیہ الرحمۃ نے مجھے اپنی کلاہ مبارک اور ایک جلد دعائے حزب یمانی کی عنایت فرما کر الٰہ آباد (ہندوستان) بھیج دیا اور خود حسب الحکم حضرت سید عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کے بغداد شریف میں حضرت سیف الدین عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ کلاں کو صاحب سجادہ کر کے بلدہ گجرات تشریف لے آئے کہ واقع سرحد ولایت افغنہ میں ہے۔ (حقیقت گلزار صابری)

بعض مورخین کو الفاظ بلدہ گجرات سے دھوکہ ہوا اور انہوں نے اسے گجرات، پنجاب تصور کیا اور حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی (پنجابی) علیہ الرحمۃ کو سید کبیر الدین شاہ دولہ بغدادی گجراتی کاٹھیاواڑی جانا، حالانکہ یہ درست نہیں۔ (پروفیسر شریف کنجاہی، حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی حیات و تعلیمات مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء ص ۱۴۶)

حضرت شاہ منور علی الٰہ آبادی علیہ الرحمۃ کی عمر شریف کے متعلق مولانا محمود احمد قادری

اسی طرح سلسلہ عالیہ اشرفیہ کی تعلیم حضرت سید محمد حسن غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی، سید محمد حسن قدس سرہٗ کو شاہ باسط علی قدس سرہٗ سے ان کو حضرت شاہ عبد العلیم سے، ان کو شاہ ابو الغوث گرم دیوان قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت مخدوم

(بقیہ حاشیہ ص) نے تذکرہ علمائے اہلسنت مطبوعہ مظفر آباد۔ بہار ۱۳۹۱ھ نے ص ۱۴۴ پر لکھا ہے کہ آپ کی عمر ساڑھے پانچ سو برس ہوئی۔ غلام بھیک نیرنگ نے "تحائف اشرفی" مطبوعہ ازہر بک ڈپو کراچی میں اتنی ہی عمر شریف کا ذکر کیا۔ محمد عبد الرحمٰن شاہ چشتی قدوسی محمدی منصور پوری نے سلاسل اربعین مطبوعہ مطبع بیت الشرف دہلی رجب ۱۳۳۱ھ کے صفحہ ۲ پر تین سو برس کی عمر کا ذکر کیا۔ واللہ اعلم (خلیل احمد)

حضرت شاہ دولہ گجراتی (کاٹھیاواڑ۔ بھارت) کا نام سید کبیر الدین ابن سید موسیٰ حنبلی بغدادی ہے۔ آپ تقریباً [illegible]ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کے خاص دوست تھے۔ اس لیے حضرت شاہ دولہ علیہ الرحمۃ کو حضرت غوث پاک قدس سرہٗ سے ارادت تھی۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ اپنی کتاب رتبۃ الوحدت میں فرماتے ہیں:

"میں نے بتاریخ ۱۹ ماہ رجب ۵۲۱ھ بروز پنجشنبہ بعد نماز مغرب سید کبیر الدین شاہ دولہ بن حضرت سید سعید موسیٰ حنبلی علیہ الرحمۃ دوست علومی حقیقی اپنے کو بیعت توبہ سے مشرف کر کے تعلیمات کیفیات باطنی سے بہرہ مند کیا اور ترقی کیفیت باطنی میں متوجہ کر دیا۔"

اس واقعہ کی تصدیق شاہ دولہ علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب تحفۃ الارواح میں فرمائی۔

"میں ۴۴ سال کی عمر میں بتاریخ ۱۹ رجب ۵۲۱ھ بروز پنجشنبہ بعد نماز مغرب بیعت توبہ سے حضرت قطب ربانی غوث صمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین الحسنی

سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ سے ، ان کو خود حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہٗ سے بسلسلۂ شطاریہ میں سید شاہ سعادت علی محقق احمد پوری قدس سرہٗ سے اجازت حاصل ہوئی ۔ حرزِ یمانی کی اجازت مولانا سید شاہ عبد القدیر خلیفہ سید شاہ علی قدس سرہٗ سجادہ نشین بغداد شریف سے مکہ معظمہ میں حاصل ہوئی ، دلائل الخیرات شریف کی اجازت مولانا ابو الاحیاء محمد نعیم فرنگی محلی لکھنوی قدس سرہٗ سے نیز حضرت شاہ عبد الغنی مجددی علیہ الرحمۃ حضرت سید محمد رضوان مدنی علیہ الرحمۃ اور شیخ الدلائل مولانا عبد الحق مہاجر مدنی قدس سرہٗ سے حاصل ہوئی ۔ حضرت سید شاہ آلِ رسول قدس سرہٗ سجادہ نشین مارہرہ شریف ضلع ایٹہ

(بقیہ حاشیہ ۔ الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مشرف ہوا ۔"

ستائیس سال بعد شیخ کامل کی توجہ مرید خاص کی طرف ہوئی ۔ بحوالہ کرتبۃ الوحدت نوماہ ذی قعدہ ۸۴۸ھ بروز دوشنبہ بعد عصر محفل عام سامنے بٹھلا کر بیعت امامت و ارشاد سے مشرف کیا اور کلاہ جو اپنے شیخ حضرت ابو سعید مبارک ابن علی مخدومی قدس سرہٗ سے ملی تھی اور آپ تک بسلسلہ بسلسلۂ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے پہنچی تھی ، اپنے ہاتھ سے شاہ دولہ سید کبیر الدین علیہ الرحمۃ کے سر پر اڑھائی اور عمامہ اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنادیا ۔ اور خطاب قطب الاسرار حبیب کے ساتھ سند دی ، دو غلام عبد الغفور ابدال اور شاہ منور علی بھی عطا فرمائے ۔ آپ کا وصال بروز دوشنبہ ۲۲ رشعبان ۹۰۳ھ کو احمد آباد دکن (دہارت) میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے ۔ رحمۃ اللہ علیہ

(پروفیسر شریف کنجاہی ، حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی حیات و تعلیمات ، مقدمہ و نظرِ ثانی ڈاکٹر وحید قریشی ، زیر اہتمام مرکزی معارف اولیاء محکمہ اوقاف پنجاب لاہور ، مطبوعہ لاہور اشاعت اول شوال المکرم ۱۴۰۵ھ / جون ۱۹۸۵ء ص ۱۴۳ ، ۱۴۴)

(مولوی حاجی محمد احسن صاحب چشتی صابری نگرامی ، وفیات الاخیار ، مطبوعہ در مطبع نسیم اودھ واقع لکھنؤ ص ۸۰ ، ۱۴۴)

.. حضرت مخدوم شاہ آلِ رسول قادری مارہروی قدس سرہٗ تیرھویں صدی ہجری کے اکابر اولیاء اللہ

(یو ۔ پی) ، حضرت مولانا سید نوازش علی شاہ مجیبوی قدس سرہٗ حضرت شاہ مقبول احمد حافظ عبد العزیز دہلوی عرف اخون صاحب علیہ الرحمۃ[۱] حضرت شاہ حافظ احمد حسین خان شاہجہان پوری علیہ الرحمۃ ، حضرت شاہ خلیل احمد مخاطب بہ مین اللہ صفی پوری قدس سرہٗ نے اپنے سلاسل کی اجازتیں عطا فرمائیں ۔ حضرت کچھوچھوی علیہ الرحمۃ علاوہ باطنی اعلیٰ اوصاف و خصوصیات کے ظاہری شکل و صورت میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ کے ہم شکل و صورت تھے ۔ ارباب مشاہدہ نے اس کی تصدیق کی ہے ۔ حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف مدظلہٗ سجادہ نشین کچھوچھہ شریف کی روایت ہے کہ ایک بار حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ عنہٗ کے مزار پاک کے اندر فاتحہ پڑھ کر نکل رہے اور امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ بغرض فاتحہ جارہے تھے کہ فاضلِ بریلوی کی نظر حضرت اشرفی میاں پر پڑی ، دیکھا تو بالکل ہم شکل محبوب الٰہی تھی اسی وقت برجستہ یہ شعر کہا ؎

اشرفی اے رخت آئینۂ حسنِ خوباں ؛ اے نظر کردہ و پروردہ سہ محبوباں[۲]

(بقیہ حاشیہ) سے تھے ۔ ۱۲۰۹ھ میں ولادت ہوئی ، اپنے بڑے چچا حضرت اچھے میاں اور والد ماجد حضرت شاہ آل برکات ستھرے میاں قدس سرہٗ کی آغوش شفقت و محبت میں تربیت و نشو و نما پائی ، حضرت عین الحق شاہ عبد المجید بدایونی ، حضرت شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی قدس سرہما سے خانقاہ برکاتی میں ابتدائی درسیات پڑھ کر فرنگی محل کے علماء حضرت ملا نور صاحب اور مولانا عبد الواسع صاحب سے تکمیل کی ، ۱۲۲۶ھ میں مخدوم شیخ العالم عبد الحق ردولوی قدس سرہٗ (م ۸۴۰ھ) کے عرس مبارک کے موقع پر مشاہیر علماء و مشائخ کی موجودگی میں دستار بندی ہوئی ، اسی سنہ میں حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی علیہ الرحمۃ کے درس حدیث میں شامل ہوئے ۔ حضرت کو اجازت و خلافت حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ سے تھی ، حضرت شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی ، امام احمد رضا فاضل بریلوی ، حضرت شاہ ابو الحسین

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ آپ کا بہت احترام کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ ہزارہا افراد تو صرف آپ کے حسنِ خداداد کی زیارت سے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ [۱]

آپ کی تقریر نہایت مؤثر ہوتی تھی۔ مثنوی مولانا روم منفرد انداز میں پڑھتے تھے۔ آپ سے سلسلہ اشرفیہ کو بہت فروغ ہوا۔ ہزاروں علماء آپ کے حلقۂ ارادت سے وابستہ تھے۔ آپ کے محبوب مرید اور مشہور مبلغ اسلام میر غلام بھیک نیرنگ وکیل انبالہ نے دیوانِ عرفان ترجمان کے مجموعہ بنام "تحائف اشرفی" ۱۳۱۳ھ میں مرتب کر کے شائع کیا۔ دوبارہ ازہر بکڈپو کراچی نے شائع کیا۔ آپ کا وصال ۱۱ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء کو ہوا۔ مرقد درگاہ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ میں زیارت گاہ ہے۔ [۲]

حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ نے مدینہ منورہ کی حاضری کے موقع پر حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ کو از خود سلسلہ عالیہ قادریہ منوریہ میں اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ سلسلہ اجازت اس طرح ہے۔ حضرت مدنی قدس سرہٗ کو حضرت سید علی حسین اشرفی قدس سرہٗ سے، ان کو عارف باللہ مولانا شاہ محمد امیر احمد کابلی قدس سرہٗ سے، ان کو ملا اخوند رامپوری قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت شاہ منور علی الہ آبادی قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے۔ [۳]

(بقیہ حاشیہ ص) نوری جیسے یگانہ روزگار عارف آپ کے خلفاء میں تھے۔ ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ کو وصال فرمایا۔ [۱] غلام بھیک نیرنگ، تحائف اشرفی مطبوعہ ازہر بکڈپو، کراچی سنِ طباعت ندارد ص: ۵، ۶ [۲] محمد محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علماء اہلسنت ۱۹۰

---

[۱] اذکارِ حبیب ص ۲۲ مطبوعہ لاہور [۲] محمود احمد قادری، تذکرہ علمائے اہل سنت ۱۹۰
[۳] یادداشت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ۔ غلام قادر اشرفی، مولانا: مجموعہ وظائف مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء

حضرت شیخ ابوالخیر قدس سرہٗ

یہ مشائخ کبار میں سے تھے۔ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ یہ بزرگ دمشق (شام) میں شیخ اکبر حضرت شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ کی شہرۂ آفاق کتاب "فتوحاتِ مکیہ" کا درس دیتے تھے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ان سے بھی علمی اور روحانی استفادہ کیا۔ [۱]

حضرت شیخ سید احمد الحریری قدس سرہٗ

حضرت سید احمد الحریری قدس سرہٗ مشائخ مدینہ میں سے تھے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سید احمد الحریری قدس سرہٗ نے مجھے دلائل الخیرات شریف کی اجازت دی۔ [۲]

حضرت شیخ سید الصباغی قدس سرہٗ

حضرت شیخ الصباغی قدس سرہٗ مشائخ مکہ معظمہ میں سے تھے۔ حضرت الصباغی علیہ الرحمۃ نے ۱۲۹۵ھ میں مکہ معظمہ میں امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی زیارت کی۔ حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے ان سے بھی علمی اور روحانی استفادہ کیا۔ [۳]

---

[۱] انٹرویو حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ (ریکارڈ ٹیپ) مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ لاہور
[۲] " " " " " "
[۳] " " " " " "

سیرۃ قطبِ مدینہ کی ایک جھلک

خلیل احمد رانا

قطب مدینہ ضیاء المشائخ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی قدس سرہٗ ، کلاس والا ضلع سیالکوٹ (پاکستان) میں شیخ عبد العظیم کے ہاں ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں تولد ہوئے ۔ "یا غفور" سے سن پیدائش نکلتا ہے ۔ سلسلۂ نسب حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے ۔ گھرانے کے جدِ اعلیٰ شیخ قطب الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ تھے ۔ آپ کے اجداد میں حضرت مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ (محشی خیالی ، قطبی) بہت مشہورِ عالم ہوئے ہیں ۔

ابتدائی تعلیم حضرت مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری رحمۃ اللہ علیہ بمقام سیالکوٹ حاصل کی ، پھر بوجوہ گھر سے نکلنا پڑا اور لاہور آ گئے ، یہاں حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ (خطیب بیگم شاہی مسجد) سے ڈیڑھ سال تک اخذ علوم کیا اور لاہور سے دہلی تشریف لے گئے ۔ دہلی میں تقریباً ۴ سال قیام کے بعد آپ پیلی بھیت (یوپی ، بھارت) میں حضرت مولانا قبلہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے حصولِ علم حدیث کے لیے حاضر ہوئے اور تقریباً ۴ سال حضرت محدث سورتی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر تمام علومِ دینیہ کی تکمیل کی اور دورۂ حدیث کے بعد سندِ فراغت حاصل کی ، محسنِ ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ نے اپنے دستِ مبارک سے دستار بندی کی ۔

پیلی بھیت میں دورانِ تعلیم آپ کے ہم سبق طلباء میں امیرِ ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا سید خادم حسین

محدث علی پوری[1] اور پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری[2] صدر شعبہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھی شامل تھے ۔

---

[1] مولانا سید خادم حسین ولد — پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری تقریباً ۱۲۹۴ھ میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم علی پور (سیالکوٹ) میں حاصل کی ، حافظ قاری شہاب الدین سے قرآن مجید حفظ کیا اور لاہور ، گورنمنٹ اورینٹل کالج سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا ، بعد میں تحصیل و تکمیل علم کے لئے کانپور پہنچے یہاں کچھ دن قیام کے بعد حضرت محدث سورتی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دورۂ حدیث کی سند حاصل کی ۔ آپ نہایت ذہین اور لائق طالب علم تھے ۔ منیۃ المصلی کی تدریس کے دوران آپ کی گزارش پر محدث سورتی نے منیۃ المصلی کی شرح التعلیق المجلی کے نام سے لکھی اور اسکی غرض تصنیف بیان کرتے ہوئے مولانا سید خادم حسین کی تعریف کی ، آپ کے ہم درس طلباء میں مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی اور مولانا فضل حق رحمانی شامل تھے ۔ فراغت دورۂ حدیث کے بعد ایک عرصہ تک علی پور سیداں میں مسند تدریس پر فائز رہے ۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو ریل گاڑی کے ایک حادثہ میں زخمی ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ۔ آپ کے صاحبزادے مولانا سید تذ حسین آپکے علمی جانشین ہیں ۔
(رضی حیدر ، خواجہ ، تذکرہ محدث سورتی مطبوعہ کراچی ، ۱۹۸۱ء)

[2] مولانا سید سلیمان اشرف بہاری محلہ میرداد قصبہ بہار شریف ضلع پٹنہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی ، بعد میں جون پور کے مدرسہ حنفیہ میں حضرت استاذ العلماء مولانا ہدایت اللہ فاضل رامپوری سے براہ راست اکتساب علم کیا اور درسیات تمام کر کے سند فراغت حاصل کی ، قادر الکلام مقرر تھے ۔ ۱۹۰۲ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں صدر شعبہ علوم اسلامیہ مقرر ہوئے ، عربی زبان کی فضیلت و برتری پر "المبین" نامی کتاب تالیف کی ، مشہور مستشرق پروفیسر براؤن نے المبین دیکھ کر کہا مولانا نے اس عظیم موضوع پر اردو میں یہ کتاب لکھ کر ستم کیا ، عربی یا انگریزی میں ہوتی تو کتاب کا وزن اور وقار بڑھ جاتا ۔ ڈاکٹر علامہ اقبال نے بھی اس کی تعریف کی ، فارسی شعر و ادب کی تاریخ میں "الانہار" لکھی ۔ حج کے موضوع پر ایک کتاب "الحج"

پیلی بھیت میں قیام کے دوران آپ ہر جمعرات کو مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ اور مولانا عبدالرحمٰن اعظم گڑھی کے ہمراہ بریلی شریف میں امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوتے، رات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ہاں قیام ہوتا، دوسرے دن جمعۃ المبارک کی نماز ادا کر کے واپس پیلی بھیت آجاتے۔ ساڑھے تین برس یہی معمول رہا اور اس طرح آپ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے۔ اسی دوران سلسلہ ارادت میں داخل ہوئے۔

۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت و خلافت عطا کی، اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ [1]

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بھی حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ سے اجازت و خلافت حاصل تھی، حضرت محدث سورتی کو حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ [2] سے خلافت حاصل تھی، حضرت محدث سورتی علیہ الرحمۃ کے ایک شاگرد مولانا قاری غلام محی الدین مدظلہ

(بقیہ حاشیہ ص) لکھی۔ اسکے علاوہ دو قومی نظریہ کی وضاحت اور حمایت میں النور اور الرشاد بھی آپ کی مایۂ ناز تصانیف ہیں۔ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ میں علی گڑھ میں وصال ہوا۔ یونیورسٹی کے قبرستان میں شروانیوں کے احاطہ میں دفن ہوئے۔

(محمود احمد قادری، مولانا۔ تذکرہ علمائے اہلسنت مطبوعہ کانپور، بھارت ۱۳۹۱ھ)

[1] ماہنامہ عرفات، لاہور، ش ستمبر، اکتوبر ۱۹۶۵ء

[2] حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی ۱۲۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔ آپکے والد شاہ اہل اللہ مشہور بزرگ حضرت سید عبدالرحمٰن لکھنوی کے مرید تھے۔ حضرت کا تاریخی نام

جو کہ ہلدوانی ضلع نینی تال (بھارت) میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت محدث سورتی نے آخری اور پہلی مرتبہ اپنے تلامذہ میں سے صرف مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کو بیعت کیا۔ محدث سورتی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات ایک مرید صادق بھی پیر کی شفاعت کا وسیلہ بن جاتا ہے۔ [1]

۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں تقریباً چوبیس سال کی عمر میں آپ اپنے شیخ طریقت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ سے رخصت ہو کر کراچی آئے اور کراچی میں مختصر قیام کے بعد بغداد زیارات کی غرض سے بصرہ (عراق) کے لیے روانہ ہو گئے، وہاں چار سال تک شدت استغراق کے سبب آپ پر مجذوبی کیفیت طاری رہی، ایک کردستانی بزرگ جن کا اسم گرامی حضرت شیخ سید حسین الحسنی الکردی تھا، حضرت مدنی پر بہت مہربانی فرماتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت مدنی کے جذب کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو بستی چرچہ قلعہ کردستان لے گئے، حمام میں لے جا کر حجامت بنوائی، غسل کرایا اور خصوصی توجہ سے نوازا۔ [2]

(بقیہ حاشیہ ص) بھی مولانا لکھنوی ؒ نے رکھا تھا۔ آپ نے مولانا نورالحق بن مولانا انوارالحق فرنگی محلی سے پڑھنے کے بعد مولانا احسن علی لکھنوی کی معیت میں دہلی کا سفر کیا اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے درس میں شریک ہو کر بخاری شریف کی سماعت کی۔ اس کے بعد وطن لوٹے، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے انتقال (۱۲۳۹ھ) کے بعد دہلی گئے اور شاہ محمد آفاق کی صحبت میں رہ کر طریقت کی تعلیم حاصل کی اور بیعت و ارادت کا تعلق قائم کیا۔ اجازت و خلافت سے سرفراز ہو کر وطن واپس آئے۔ ۱۳۳۹ھ میں امام احمد رضا فاضل بریلوی، مولانا وصی احمد محدث سورتی کی رفاقت میں گنج مرادآباد آپکی ملاقات کے لئے گئے۔ حضرت نے قصبہ سے باہر نکل کر استقبال کیا اور بڑی محبت سے پیش آئے۔ ۲۳ ربیع الاول کو ۱۳۱۳ھ میں وصال ہوا۔

(محمود احمد قادری، مولانا۔ تذکرہ علماء اہلسنت مطبوعہ کانپور ص ۲۰۰، ۱۳۹۱ھ)

[1] روزنامہ حریت، کراچی مجریہ ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء [2] روزنامہ جنگ کراچی ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء

حضرت مدنی فرماتے ہیں کہ بس ایک گرہ تھی جو کھل گئی اور پھر اللہ کریم نے حال اچھا کر دیا۔ یہاں آپ نے حضرت سید حسین قدس سرہٗ کی خدمت میں تقریباً ڈیڑھ سال تک قیام کیا۔[1]

بغداد شریف میں آپ کی بہت سے بزرگوں سے ملاقاتیں ہوئی۔ حضرت شیخ مصطفےٰ القادری قدس سرہٗ اور ان کے صاحبزادے حضرت شیخ شرف الدین علیہ الرحمۃ (کلید بردار خانقاہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بھی ملاقات ہوئی اور ان بزرگوں سے سلسلہ طریقت قادریہ میں اجازت بھی ہوئی۔ بغداد شریف میں نو برس کچھ ماہ قیام رہا۔[2] ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ دوسرے حج پر تشریف لے گئے تو ان دنوں حضرت مدنی علیہ الرحمۃ بغداد شریف میں قیام پذیر تھے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اپنی کتاب "حسام الحرمین" علماء کی تقاریظ کے لئے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو بغداد شریف بھیجی تھی۔[3]

یہ قلمی نسخہ مولانا احمد علی رامپوری کا کتابت کیا ہوا تھا۔ اور اس پر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی مہر تھی۔ مولانا احمد علی رامپوری خود سیدنا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے۔[4]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو وہیں یہ اشتیاق ہوا کہ دیارِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاؤں۔ آپ نے اس شوق کا اظہار حضرت سید حسین الحسنی قدس سرہٗ کے سامنے کیا تو انہوں نے رختِ سفر تیار کر دیا۔ آپ نے ان سے اجازت حاصل کی اور حجاز مقدس روانہ ہوئے۔[5]

حضرت مدنی نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب میں بغداد شریف سے مدینہ منورہ آنے لگا تو بغداد شریف کے ایک نیم مجذوب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت! میرا

---

۱ انٹرویو حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ (ریکارڈ شدہ ۱۹۷۳ء) محفوظہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی، لاہور

۲ ماہنامہ عرفات، لاہور، ش ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۵ء اور ۳ ماہنامہ ترجمان اہلسنت، کراچی ش جولائی ۱۹۷۵ء
۵ روزنامہ جنگ کراچی، ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء

۴ انٹرویو حضرت مدنی علیہ الرحمۃ مجیب کیسٹ محفوظہ حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

ارادہ مدینہ منورہ جانے کا ہے، آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ وہ بزرگ فرمانے لگے کہ لوگ نصیحت کے لیے کہتے ہیں مگر نصیحت پر عمل نہیں کرتے، اس لیے نصیحت کرنے کا کیا فائدہ؟ میں نے عرض کیا کہ ان شاء اللہ "میں عمل کروں گا"، انہوں نے فرمایا کہ جب تم وہاں پہنچو تو مسجد نبوی شریف میں پہلی صف میں نماز نہ پڑھنا، دوسری بات یہ کہ اس مسجد میں خیرات نہ دینا اور تیسری بات یہ کہ اہلِ مدینہ سے زیادہ میل جول نہ رکھنا،

پہلی صف کی فضیلت مجھے معلوم تھی اور وہ بزرگ پہلی صف میں نماز پڑھنے سے منع فرما رہے تھے، اسلئے عرض کیا کہ حضرت اگر اجازت ہو تو پوچھوں کہ پہلی صف میں نماز نہ پڑھنے کے حکم میں کیا مصلحت ہے!

فرمانے لگے کہ پہلے تو لوگ نصیحت کو کہتے ہیں کہ نصیحت کرو پھر اسکی وضاحت طلب کرتے ہیں، پھر خود ہی فرمانے لگے کہ پہلی صف کی فضیلت تو اپنی جگہ برقرار ہے، مگر آج کل پہلی صف پر جاہلوں کا قبضہ ہے اس لیے تم ان میں نہ گھسو، دوسری صف میں پڑھ لیا کرو اس میں بھی فضیلت ہے پھر مسجد میں خیرات کے لیے فرمایا کہ مسجد میں مانگنا اور دینا دونوں منع ہیں۔ اس دربارِ اقدس میں تو سب فقیر ہیں تم وہاں خیرات کرکے اپنی غنا کیا بتاؤگے۔

تیسری بات کے متعلق ارشاد فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مدینہ کی تکریم کا حکم دیا ہے اگر تم ان سے گھل مل جاؤگے تو ممکن ہے کہ بعض ایسی باتیں سامنے آجائیں جس سے اس تعظیم کو دھچکا لگے۔ اس لئے تم ان سے زیادہ ملو جلو نہیں۔ بس دور سے تعظیم و تکریم کا معاملہ رکھو۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ایک محفل میں فرمایا کہ الحمدللہ میں نے ان تینوں نصیحتوں پر عمل کیا۔[1]

۱۳۲۷ھ/۱۹۱۰ء میں آپ بغداد شریف سے براستہ دمشق (شام) بذریعہ ریل گاڑی مدینہ منورہ پہنچے، اس وقت وہاں ترک حکومت تھی، ترکوں کے عہد

---

۱ شکور بیگ مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن (بھارت) ۱۹۸۲ء ص ۲۰، ۲۱

میں اسلامی تہوار بڑے تزک و احتشام اور شان و شوکت سے منائے جاتے تھے، حکومت خود بڑی عقیدت مندی سے انتظام کرتی تھی۔ اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا تھا۔ بڑی امن و سکون کی زندگی تھی، ترک حکومت بزرگوں کے آثار کو باقی رکھنے کی جدوجہد کرتی تھی۔ لیکن انگریزوں کی فریب کاری نے شریف مکہ کو ابھارا اور اس نے ترک حکومت کے خلاف بغاوت کر دی، انگریزوں کی مدد سے جنگ ہوئی، ترک حرمین شریفین میں خون ریزی سے بچنا چاہتے تھے اس لیے انہوں نے مزاحمت نہ کی پھر بھی بہت سے مسلمانوں کا خون بہا۔ [1]

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ترک یہاں کے دیندار لوگوں کو ان کی جانوں کی حفاظت کے لیے اپنے ساتھ لے گئے، اس طرح مجھے بھی یہاں سے جانا پڑا، پھر جب ۱۳۳۴ھ میں شریف مکہ محافظ حرمین شریفین ہوا تو میں پھر مدینہ منورہ حاضر ہو گیا۔[2]

گیارہ بارہ سال تک شریف مکہ کی حکومت رہی، اس کے زمانہ میں بھی امن اور چین تھا۔ وہ حرمین شریفین کی خدمت کو اپنا فرض تسلیم کرتا تھا، عقائد کے جھگڑے بھی اتنے کھڑے نہیں ہوئے تھے۔ یہ دور ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء تک رہا۔ ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء میں سعودی خاندان اور شریف مکہ کی جنگ ہوئی، ہزاروں مسلمان شہید ہوئے، بلکہ گنبد خضراء پر گولی چلی[3] بہت سے لوگ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے ہجرت کر گئے، شریف مکہ کو شکست ہوئی، سعودی حکومت برسر اقتدار آئی، یہ لوگ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقیدے پر گامزن ہیں۔

---

[1] ماہنامہ ترجمان اہل سنت، کراچی، ش جولائی ۱۹۷۵ء

[2] انٹرویو علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی (ٹیپ) محفوظہ حکیم محمد موسیٰ مدظلہٗ لاہور

[3] گنبد خضراء پر گولی چلنے کے واقعہ کو سید محمد سرور حسنی بی۔ اے نے حیات سلطان ابن سعود کے ص ۱۵۰ پر ایرانی تحقیقاتی وفد کی رپورٹ کے تحت تفصیل سے لکھا ہے۔
(خلیل احمد)

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اس وقت ایک بہت بڑے بزرگ عارف باللہ حضرت سیدی شیخ احمد الشمس المالکی القادری المراکشی قدس سرہٗ العزیز مدینہ منورہ میں موجود تھے، حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے ان کی صحبت میں کافی وقت گزارا۔[1] ان کے علاوہ شبیہ غوث الاعظم حضرت سید علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ سجادہ نشین کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد۔ یو۔پی، حضرت شیخ محمود المغربی قدس سرہٗ العزیز (مدینہ منورہ) حضرت مولانا شیخ عبدالباقی فرنگی محلی قدس سرہٗ (مدینہ منورہ) حضرت شیخ سیدی عبدالرحمٰن سراج مکی مفتی حنفیہ قدس سرہٗ (مکہ مکرمہ) حضرت شیخ احمد الشریف السنوسی طرابلسی قدس سرہٗ (لیبیا) سے طریقہ سنوسیہ[2] میں اجازت و خلافت، حضرت علامہ شیخ محمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ شیخ محدث بدرالدین حسنی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ سید احمد الجریری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الدلائل حضرت علامہ عبدالحق الٰہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، عاشق رسول علامہ شیخ امین قطبی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ نور سیف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ علوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الصباغی رحمۃ اللہ علیہ اور لبنان و فلسطین کے مشہور

---

[1] ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی، شمارہ جولائی ۱۹۷۵ء

[2] طریقہ سنوسیہ کے بانی محمد بن علی سنوسی ۱۲۰۶ھ / ۱۷۸۷ء میں مستغانم (الجزائر، افریقہ) کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ فاس میں تعلیم پائی ۱۸۱۰ء میں حج کیا، پھر مغربی افریقہ واپس ہوئے، اغواط میں مزید تعلیم حاصل کی، ۱۸۳۹ء جامعہ ازہر مصر آ گئے، شیخ سید احمد ادریس الفاسی قادری سے ان کو بڑی عقیدت تھی، شیخ سید احمد ادریس کے انتقال کے بعد انہوں نے اپنا ایک جداگانہ مستقل طریقہ سنوسیہ جاری کیا، برقا (لیبیا) میں ایک زاویہ (خانقاہ) بنایا، پھر ۱۸۵۵ء میں جغبوب کے مقام پر اپنے طریقہ کا مرکز بنایا، آپ کا طریقہ لیبیا، سوڈان، چاڈ، نائیجیریا، مشرق میں ملائشیا، انڈونیشیا تک پہنچا، سنوسی طریقہ قادریہ سے مشابہ ہے۔
(احمد عبداللہ المسدوسی - افریقہ میں اسلام، مطبوعہ، اسلامی مرکز، کراچی)

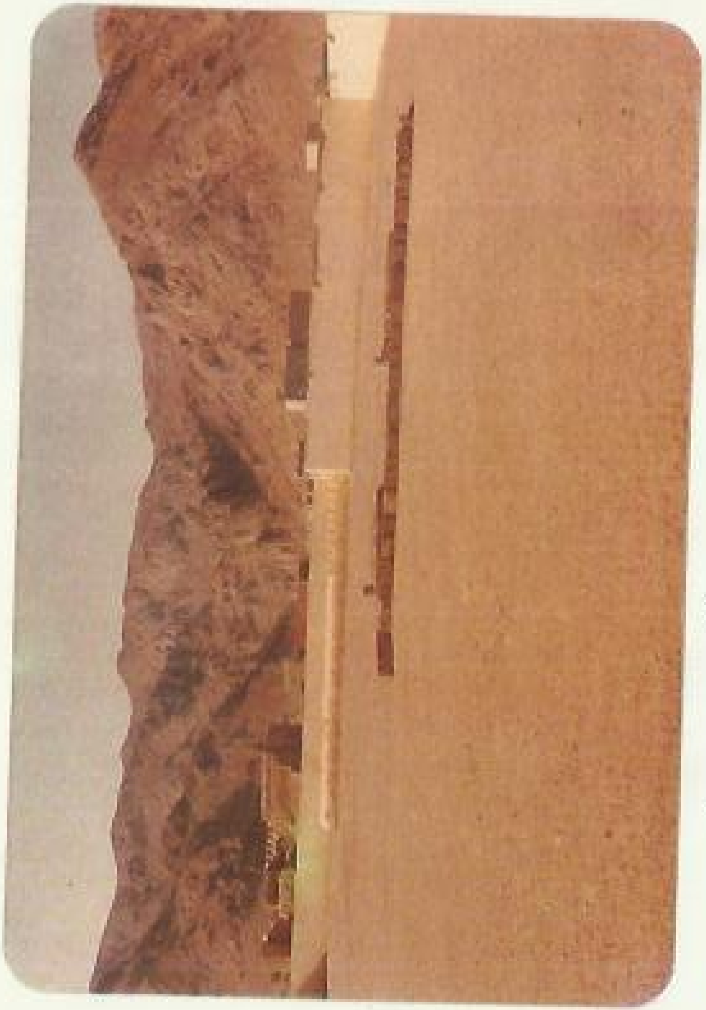

شیخ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علمی اور روحانی استفادہ کیا۔[1]

حضرت سیدی مدنی قبلہ قدس سرہ نے ایک مرتبہ شیخ طریقت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ[2] (لالہ موسیٰ، گجرات پنجاب) سے فرمایا کہ جب میں شروع میں مدینہ منورہ آیا تو ان دنوں ایک ایسا وقت بھی آیا کہ مجھے سات دن مسلسل فاقہ رہا، یہاں تک کہ میرے پاس پانی خریدنے کے لئے بھی کوئی پیسہ نہ تھا، آخر فاقہ کی شدت سے نڈھال ہو گیا، ساتویں روز ایک پُر ہیبت بزرگ تشریف لائے ان کے پاس تین مشکیزے تھے۔ ایک مشکیزے میں گھی، دوسرے میں شہد اور تیسرے میں آٹا تھا انہوں نے سامان رکھا اور یہ کہہ کر بازار چلے گئے کہ میں کچھ مزید سامان لے آؤں، کچھ دیر بعد وہ چائے کا ڈبہ اور چینی وغیرہ لے کر واپس آئے اور کہا کہ یہ سب تمہارے لیے ہے، پکاؤ اور کھاؤ، یہ کہہ کر واپس باہر چلے گئے، میں نے دل میں خیال کیا ان بزرگ کو باہر دیکھوں اور کچھ تفصیل معلوم کروں، میں نے فوراً دروازے سے باہر آکر دیکھا تو وہ غائب تھے۔ مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مدنی قدس سرہ سے دریافت کیا کہ حضرت آپ کے خیال میں وہ کون تھے؟ آپ نے فرمایا میرے خیال میں وہ شاہ

---

[1] انٹرویو حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ (ٹیپ) محررہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور روزنامہ نوائے وقت لاہور، مجریہ ۶ اکتوبر ۱۹۸۱ء

[2] مولانا غلام قادر اشرفی بن میاں باغ علی چشتی ۲۳ محرم ۱۳۲۴ھ / ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء میں ریاست فرید کوٹ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں سکول داخل ہوئے، ۱۹۲۲ء میں امتیازی حیثیت سے میٹرک کرنے کے بعد کالج میں داخلہ لیا، مگر طبیعت مائل نہ ہوئی، پھر مذہبی تعلیم شروع کی مختلف اساتذہ سے پڑھنے کے بعد جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے سند فراغت حاصل کی۔ ۱۹۲۶ء تا ۱۹۲۸ء تک مکتسر (ضلع فیروزپور) میں تدریس و خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ نواب شاہ محمد کی ہدایت پر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیا۔ شدھی تحریک کے خلاف اپنے استاذ مولانا قطب الدین برہمچاری کے ساتھ بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۲۹ء میں سیاست میں عملی طور پر حصہ لیا۔ ۱۹۳۸ء میں لالہ موسیٰ (گجرات) کے ہائی سکول میں مدرس مقرر ہوئے، مسلم لیگ کی تمام تحریکوں میں حصہ لیا، ۱۹۵۳ء میں اور ۱۹۷۴ء کی ختم نبوت کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ ۲ شوال ۱۳۹۹ھ / ۲۶ اگست ۱۹۷۹ء کو رات

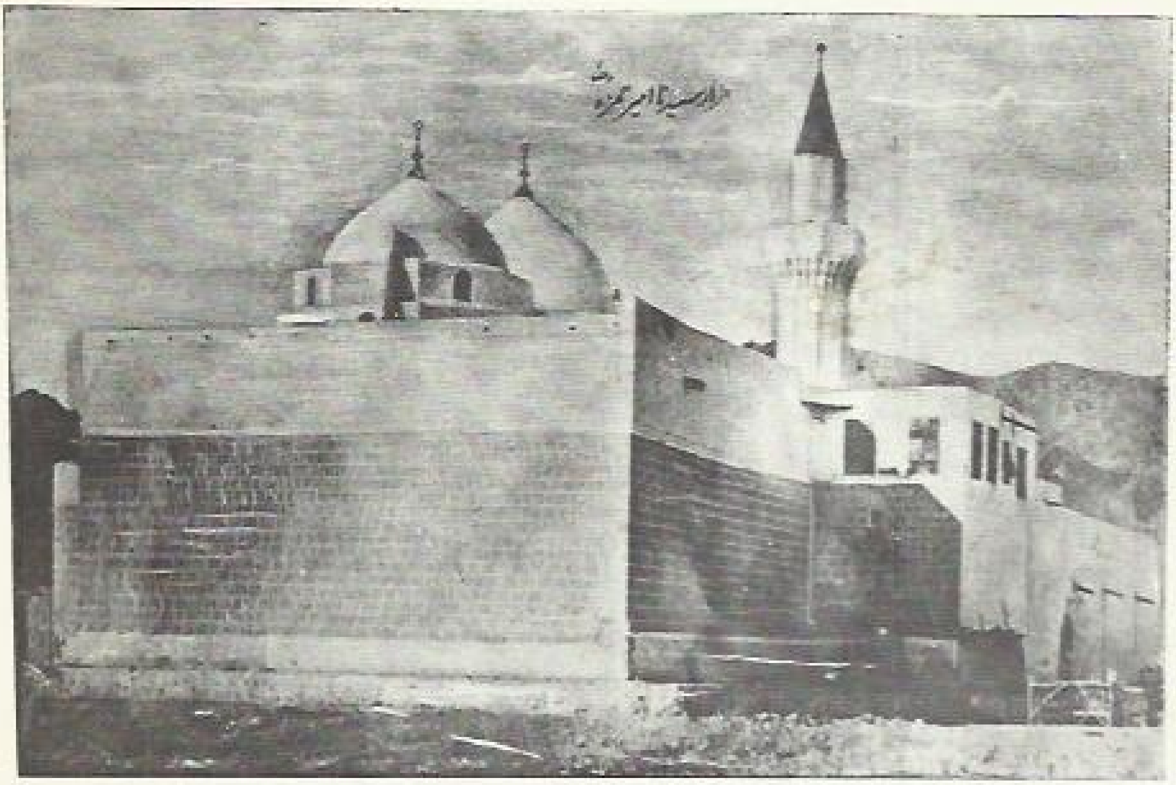

روضۂ سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ — ترکی عہد میں

دو جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیارے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے کیونکہ مدینہ منورہ کی ولایت اُنہی کے سپرد ہے۔[1]

حضرت شیخ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی فلسطینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی شہرۂ آفاق کتاب "جامع کرامات الاولیاء" میں سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی غریب نوازی کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت سید جعفر بن حسن برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "نتائج الارتحال والسفر فی اخبار اہل القرآن الحادی عشر" میں حضرت شیخ احمد بن محمد دمیاطی المعروف ابن الفقی البنا متوفی مدینہ منورہ محرم الحرام ۱۱۱۹ھ سے روایت کی کہ شیخ احمد نے فرمایا، میں نے ایک قحط زدہ سال میں مصر سے دو اونٹ خریدے اور اپنی والدہ کے ساتھ سفر حج اختیار کیا۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ میں حاضری دی، دونوں اونٹ مدینہ منورہ پہنچ کر مر گئے، ہمارے پاس رقم ختم ہو گئی، نہ ہم اونٹ خرید سکتے تھے اور نہ ہی کرایہ پر سواری لینے کے قابل رہے تھے۔ میں تنگ دستی میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں ساری کیفیت عرض کر دی، وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمانے لگے کہ آپ ابھی سیدنا حمزہ عم مصطفےٰ رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر حاضری دیں، وہاں جتنا ہو سکے قرآن پڑھیں اور پھر اول تا آخر اپنا حال سنائیں۔ میں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی اور چاشت کے وقت آپ کے مزار اطہر پر حاضری دی، شیخ کے حکم کے مطابق قرآن پڑھا اور اپنا حال عرض کیا۔ ظہر سے پہلے واپس ہوا، باب رحمت میں

(بقیہ حاشیہ صد) ۱½ بجے لالہ موسیٰ گجرات، پاکستان میں وفات پائی، اور وہیں دفن ہوئے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے "تعارف علمائے اہل سنت" مرتبہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۹ء

—— ہفت روزہ افق، کراچی
شمارہ
۲۷ اگست تا ۹ ستمبر ۱۹۷۹ء

[1] یادداشت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ (لاہور)

طہارت خانہ میں وضو کر کے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوا تو والدہ محترمہ کو بیٹھے ہوئے پایا۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگیں ابھی تمہیں ایک آدمی پوچھ رہا تھا، میں نے عرض کیا وہ کہاں ہے؟ فرمایا کہ حرم نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پچھلی طرف گئے ہیں، میں ادھر چلا گیا۔ یک لخت ایک پرہیبت شخصیت اور سفید داڑھی والے بزرگ سامنے آئے اور مجھے فرمانے لگے، شیخ احمد مرحبا! میں نے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا، مجھے فرمانے لگے آپ مصر چلے جائیں۔ میں نے عرض کیا آقا کس طرح جاؤں، فرمانے لگے میں کسی آدمی سے آپ کے کرایہ کی بات کرتا ہوں، پھر آپ مجھے ساتھ لے کر مدینہ طیبہ میں مصری حاجیوں کے خیموں میں گئے۔ آپ نے ایک خیمہ میں داخل ہو کر اس کے مالک کو سلام کیا، تو وہ اٹھ کر کھڑا ہوا، آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور بہت تعظیم کی۔ آپ نے اسے فرمایا کہ شیخ احمد اور ان کی والدہ کو مصر لے جاؤ، آپ نے اسے کرایہ ادا کر دیا اور مجھے فرمانے لگے کہ شیخ احمد تم اپنی والدہ اور سامان کو یہاں لے آؤ، میں تھوڑی دیر میں اپنی والدہ کے ساتھ سامان لے کر واپس خیمہ میں آگیا۔ آپ نے اونٹ والے کو راستہ میں میرے ساتھ اچھائی سے پیش آنے کی وصیت کی اور اٹھ کھڑے ہوئے، میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم مسجد نبوی شریف کے قریب پہنچے تو فرمانے لگے کہ تم اندر چلے جاؤ، میں مسجد شریف میں داخل ہو کر آپکا انتظار کرنے لگا۔ انتظار کرتے کرتے نماز کا وقت ہو گیا لیکن آپ نظر نہ آئے، میں نے بہت تلاش کیا مگر آپ نہ ملے۔ میں واپس اس مصری اونٹ والے کے پاس آیا اور اس سے آپ کے متعلق اور آپ کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے آج سے پہلے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ آخر میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری بات بتائی۔ آپ فرمانے لگے کہ وہ حضرت سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی روح پاک تھی جو جسمانی شکل میں سامنے آئی تھی۔ [1]

مرزا شکور بیگ حیدرآبادی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مدنی

---

[1] علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی، جامع کرامات اولیاء (اردو) ۳۹۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء

علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اہل مدینہ منورہ سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اپنی مشکل پیش کرتے ہیں اور ان سے عرض کرتے ہیں کہ اپنے بھتیجے حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارش فرمائیں کہ وہ اپنی دعا سے یہ مشکل حل فرمائیں، چنانچہ حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے اپنا ایک خانگی واقعہ بیان فرمایا کہ میری ایک عزیزہ کی اراضی اور باؤلی (کنواں) تھی، جس پر غیر مجاز اشخاص نے قبضہ کر لیا تھا۔ قاضی مدینہ کے پاس دعوے پیش کیا گیا۔ ان کی جواب دہی ہوئی کہ جس خاتون کے ذریعے سے مدعیہ اپنے آپکو مالک بتاتی ہے، وہ مطلقہ تھی اور ان کی طرف سے ایک جھوٹا تحریری طلاق نامہ بھی پیش کر دیا گیا جس پر دو گواہوں کے دستخط ثبت تھے۔ اس جھوٹے طلاق نامہ کی تردید ہمیں پیش کرنی تھی، سب کو فکر تھی کہ اس کی تردید کیسے کی جائے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لئے مدینہ منورہ سے پیدل چل دیا، مزار مبارک سے ذرا قریب مجھے ایک شخص ملا، اس نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے شیخ میرے ہاں چل کر چائے پی لیجئے، میں نے اس سے کہا کہ اب تو میں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لیے جا رہا ہوں اس لئے آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ اس نے کہا خیر واپسی تشریف لے آیئے! میں نے کہا کہ مجھے آپکے گھر کا پتہ معلوم نہیں۔ اس شخص نے کہا کہ آپ کی واپسی تک میں یہیں ٹھہرا رہوں گا، چنانچہ جب میں مزار مبارک کی حاضری سے فارغ ہو کر واپس آیا تو وہ شخص میرے انتظار میں کھڑا تھا، میں اس کے ساتھ چل دیا، جب اس کے گھر پہنچا تو وہ مجھے ایک جگہ بٹھا کر ایک کمرہ میں داخل ہوا اور ایک چھوٹی سی ٹوکری وہاں سے اٹھا کر لے آیا جس میں بہت سے کاغذات بھرے ہوئے تھے۔ اس شخص نے وہ کاغذات میرے سامنے انڈیل دیئے اور کہا کہ حضرت جب تک میں چائے تیار کروں آپ ان کاغذات پر ایک نظر ڈال لیجئے، یہ میرے والد کے زمانے کے کاغذات ہیں، مجھے پڑھنا نہیں آتا اگر کوئی کام کا کاغذ ہوا تو رکھ لوں گا ورنہ سب کو جلا دوں گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے میں اتنی دیر انہیں دیکھتا ہوں، میں نے سب سے پہلے جس کاغذ کو دیکھنے کے لئے

ان یا دو گواہوں کے بیانات کی باضابطہ نقل تھی جو انہوں نے قاضی کی عدالت میں دیئے
تھے اور یہی وہ گواہ تھے جن کے دستخط اس طلاق نامہ پر تھے اور یہ بیانات اس طلاق نامہ
کے بعد کی تاریخ پر دیئے گئے تھے۔ اور ان بیانات میں اس خاتون کو زوجہ تسلیم کیا گیا تھا،
بہر حال ان بیانات کی وجہ سے وہ طلاق نامہ جھوٹا ثابت ہوا اور ہمیں کامیابی نصیب ہوئی۔[1]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ ہر سال ماہِ رمضان المبارک میں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ
کے مزار اقدس پر حاضری دیتے اور ایک روزہ وہاں افطار کرتے۔[2]

جناب شکور بیگ مرزا لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ سے پوچھا
کہ حضرت! جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں کے لوگوں کی کیا حالت تھی؟ فرمایا مرزا
صاحب میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں آپ خود اس سے اندازہ کر لیں گے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ
فرمانے لگے کہ میرے ایک دوست یہاں آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ میں نے نذر مانی تھی کہ مدینہ
منورہ کی حاضری نصیب ہوئی تو وہاں کے غرباء میں کپڑا تقسیم کروں گا۔ اب آپ مجھے کسی دکان سے
لٹھے کے چالیس تھان دلا دیجئے تاکہ تقسیم کر سکوں۔ میں انہیں ساتھ لے کر اپنے ایک دوست
عبدالرحمٰن مدنی کی دکان پر گیا اور ان سے کہا کہ بھائی انہیں لٹھے کے چالیس تھان درکار
ہیں، یہ سن کر وہ دکاندار دوست مجھے ذرا علیحدہ لے گیا اور کہنے لگا کہ آپ جتنا کپڑا چاہتے
ہیں میرے ہاں موجود ہے مگر صبح سے میں نے بفضل خدا ہزار بارہ سو کما لیے ہیں لیکن

ا۔ شکور بیگ مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد (دکن بھارت) ۱۹۸۲ء ص ۱۸
نوٹ: حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے اپنی کسی
مشکل کے لیے دعا کرنے کا واقعہ مولوی حسین احمد دیوبندی کی روایت
سے روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر خصوصی شمارہ ۲۵ رجب ۱۳۷۷ھ/
۱۹۵۸ء کے صفحہ ۱۵۹ پر بھی درج ہے۔ (خلیل احمد)
۲۔ مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ، لاہور، محررہ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۲ء

میرے مقابل کی دکان والے صاحب کے ہاں آج بکری نہیں ہوئی اسلئے یہ کپڑا آپ ان
کے ہاں سے دلا دیجئے تاکہ ان کی کچھ بکری ہو جائے۔ کیونکہ وہ بھی بال بچوں والے ہیں۔ حضرت
مدنی علیہ الرحمۃ یہ بات سنا کر فرمانے لگے کہ اس وقت ایسے قناعت پسند، ہمدرد اور اچھے لوگ
تھے۔ مگر آج یہ عالم ہے کہ باپ کے گاہک کو بیٹا چھینتا ہے اور بیٹے کے گاہک پر باپ لپکتا
ہے۔

ایک مرتبہ میں نے پوچھا حضرت جو لوگ آپ کے ابتدائی زمانہ میں حج کے لیے آتے تھے
ان کا کیا حال تھا۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اس وقت جو بھی حج کے لیے حاضر ہوتا تھا،
اسکی یہی کوشش ہوتی تھی کہ مجھے تکلیف پہنچ جائے مگر میرے ساتھ والے کو کوئی تکلیف
نہ ہو۔ اسلئے ہر جگہ آسانی رہتی تھی مگر آج کل تو آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ ہر ایک یہی چاہتا ہے
کہ میرے آرام میں خلل نہ ہو۔[1]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے مدینہ منورہ میں قیام کے بعد حجاج کرام کو دورانِ حج سہولتیں
فراہم کرنے کی جانب خصوصی توجہ فرمائی۔ قیام وطعام سے لے کر آمد و رفت کی دشواریوں
کے سدِباب کے لیے فنڈز جمع کئے اور تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی اس مقصد کے
لئے وقف کر دی، خصوصاً حجاز ریلوے لائن کی تعمیر کے سلسلے میں آپ کی خدمات کو عالم
اسلام میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔[2]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شروع شروع میں بڑی سختی ہوئی، میرے خلاف
پیچھے لگ گئے، مجھے بدعتی اور مشرک مشہور کیا گیا، مجھ سے مناظرہ کے لیے لوگوں کو بھیجا۔
ایک مرتبہ کچھ لوگ وسیلہ پر مناظرہ کرنے آئے اور مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ اللہ تک رسائی
کے لیے غیر اللہ کو وسیلہ کے قائل ہیں؟ میں نے کہا وسیلہ تلاش کرنے کا حکم قرآن میں ہے۔

ا۔ شکور مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن (بھارت) ۱۴۰۲ھ ص ۱۲، ۱۷
۲۔ روزنامہ حریت، کراچی مجریہ ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء

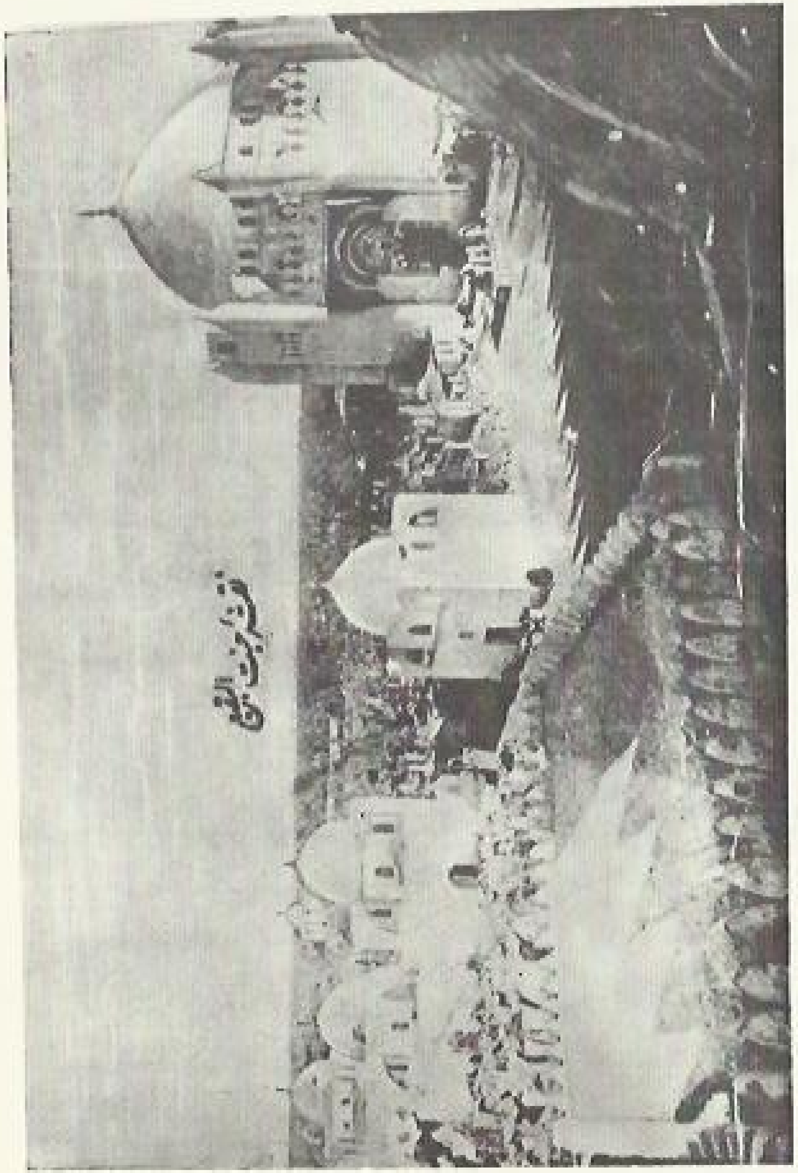

انہوں نے کہا اس وسیلہ سے مراد نماز اور نیک کام ہیں۔ میں نے سوال کیا کہ صلوٰۃ (نماز) اللہ ہے یا غیر اللہ؟ اس پر سب ساکت ہو گئے، جواب نہ بن پڑا اور واپس چلے گئے۔ اسی طرح متعدد مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے آتے رہے، بعد سے لوگوں کا ملنا جلنا بند کرتے رہے۔ ۱

ایک مرتبہ مدینہ طیبہ کے امیر۔ ابن ابراہیم نے آپکو طلب کیا، وہ بہت سخت مزاج مشہور تھا۔ اُس نے بڑے غیظ و غضب کے ساتھ گفتگو شروع کی۔ اس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی جسے وہ لہرا لہرا کر بات کرتا تھا۔ حضرت خاموشی سے اسکی گفتگو سنتے رہے۔ اُس نے پوچھا آپ انبیاء و اولیاء کو وسیلہ بنانا جائز سمجھتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا، ہاں، اس نے کہا اس پر دلیل پیش کریں۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ پڑھی، "یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلہ"

امیر نے کہا یہ تو ہماری دلیل ہے کیونکہ وسیلہ سے مراد اعمالِ صالحہ ہیں نہ کہ انبیاء و اولیاء ہیں۔ حضرت نے پوچھا کہ یہ بتایئے ہمارے یہ نیک اعمال بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہیں یا مردود؟ امیر نے کہا مجھے کیا معلوم کہ مقبول ہیں یا مردود، اس پر حضرت نے فرمایا کہ جب اعمال وسیلہ بن سکتے ہیں جن کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں کہ وہ مقبول ہیں یا مردود، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں وسیلہ نہیں بن سکتے جو کہ بارگاہِ خداوندی میں یقیناً مقبول ہیں۔ یہ جواب سن کر امیر کا سارا غصہ جاتا رہا اور بڑی نرمی سے گفتگو کرنے لگا، حضرت کو چائے پیش کی اور بڑی عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ ۲

حصارِ منکروں میں بھی نبی کے نام نامی کی
بلند رکھتے تھے عظمت حضرت قبلہ ضیاء الدین

۱ ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی، ش جولائی ۱۹۷۵ء

ایک دن شام کے وقت حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بکریوں کو درختوں کے پتے کھلا رہے تھے کہ دو وہابی پاس سے گزرے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے ابو حنیفہ کی موت پر سفیان نے کیا کہا تھا؟ اُس نے کہا میں نے کچھ نہیں سُنا۔ پہلے شخص نے کہا سفیان نے کہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین کو ابو حنیفہ کے شر سے نجات دی۔ یہ سُننا تھا کہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے جلال کے عالم میں فرمایا، "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" اُس شخص نے امیر کے پاس شکایت کی کہ حضرت نے مجھے کاذب کہا اور مجھ پر لعنت کی، امیر کے طلب کرنے پر حضرت مدنی علیہ الرحمۃ تشریف لے گئے اور اس کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ اگر کوئی شخص امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے وصال پر کہے کہ خدا نے اہلِ زمین کو ان کے شر سے نجات عطا فرمائی ہے تو تمہارے خیال میں وہ کیسا شخص ہے؟ امیر نے کہا وہ بے دین اور مردود ہے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس شخص نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسے کلمات کہے ہیں۔ امیر نے کہا یہ بات ہے! اور اس کے منہ پر تھوک دیا اور کہا کہ تم لوگ ان کو گھروں میں بھی آرام سے نہیں رہنے دیتے۔ [1]

نجدیوں نے جب اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات مسمار کرنے اور قبہ جات گرانے کا منصوبہ بنایا اور بعض مفتیوں سے اس حرکت کے جواز کا فتوے بھی حاصل کر لیا گیا تو بعض لوگ دستخط کروانے کے لیے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے مگر آپ نے تصدیق کرنے سے انکار کر دیا۔ جب ایک لاکھ ریال کا نذرانہ پیش کیا گیا تو فرمایا میں فتوے فروش نہیں ہوں، پھر دھمکی دی گئی کہ دستخط نہ کیے تو مکان جلا دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا مشیت ایزدی کے بغیر آگ نہیں لگ سکتی اور اگر اللہ جل جلالہٗ کی مشیت ہوئی تو اس سے مفر ناممکن ہے۔ پھر دھمکی دی گئی کہ اگر دستخط نہ کیے تو یہاں سے نکال دیے جاؤ گے۔ حضرت سیدی مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اصل مقصود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی ہے، آپ کے شہر میں رہنا مقصود بالتبع ہے۔ اگر یہاں رہنے

---

[1] مکتوب مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری (لاہور) بنام راقم الحروف محررہ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۱ء (خلیل احمد)

والا آپ کے حکم کے خلاف فتوے دے تو رہنے کے باوجود نکلا ہوا ہوتا ہے۔ اور اگر دور والا آپ کی شریعت کا اتباع کرے تو دُور رہنے کے باوجود یہاں حاضر سمجھا جاتا ہے۔

حرم ہے اسے ساحتِ ہر دو عالم [1]
جو دل ہو چکا ہے شکارِ مدینہ

اس گفتگو کے بعد آپ توکل بر خُدا، تکیہ بر مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حصن حصین میں بفراغِ دل مصروفِ دُعا ہو گئے اور دوسری جانب اربابِ اقتدار آپکی بابت مشورے کرنے لگ گئے۔ بالآخر طے پایا کہ یہ کوئی دیوانہ ہے اِسے اسکے حال پر رہنے دو۔[1]

ایک مرتبہ پیرِ طریقت حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سجادہ نشین خانقاہ سلیمانیہ (تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخان) نے جامع الملفوظ علامہ فقیر محمود سدیدی سلیمانی خطیب جامع مسجد سلیمانی تونسہ شریف سے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں کتنے دن ٹھہرے تھے عرض کی اُنیس دن۔ آپ نے فرمایا مولانا ضیاء الدین قبلہ کے پاس بھی گئے تھے؟ عرض کی ہاں جایا کرتا تھا، فرمایا کتنی مرتبہ حاضری دی تھی۔ عرض کی چھ سات بار۔ آپ نے ذوق میں فرمایا کہ مولانا کا وجود غنیمت ہے میں بھی عموماً ظہر کے بعد مولانا صاحب کے پاس جایا کرتا تھا۔ عصر تک مولانا صاحب کے پاس بیٹھا رہتا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد حرم شریف آجایا کرتا تھا۔ ایک ساتھی کو اپنے ساتھ ملا کر عصر کی نماز باجماعت ادا کر لیا کرتا تھا۔ پھر عشاء تک حرم شریف میں رہتا تھا۔ مولانا ضیاء الدین قبلہ اس بات پر زور دیا کرتے تھے کہ نجدیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، ایک دفعہ میں حضرت میاں نُور جہانیاں صاحب (چشتیاں) کے ساتھ مولانا قبلہ کے پاس گیا، اسی مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ مولانا ضیاء الدین قبلہ نے فرمایا جو ان کے عقیدے سے واقف ہو اسکی نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی البتہ ناواقف کی ہو جائے گی۔[2]

---

[1] ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ شمارہ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

[2] ملفوظات حضرت خواجہ خان محمد تونسوی علیہ الرحمۃ (م ۱۹۷۹ء) مطبوعہ ملتان ص ۱۵

اسی سلسلے میں فرمایا کہ امامت اور نماز کا مسئلہ حجاز مکرمہ میں پہلی مرتبہ پیش نہیں آیا بلکہ اس سے پہلے بھی ایسے دور گزر چکے ہیں کہ بہت سے مسلمانوں نے اس وقت کے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کیا حتیٰ کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی عمل رہا، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے زمانے میں بہت سے صحابہ کرام اُس وقت کے مقررہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے تھے کہ کہیں شہادتِ عثمان میں یہ بھی شامل نہ ہو۔[1]

اسی طرح یزید اور حجاج بن یوسف کے مقرر کردہ امام کے پیچھے لوگوں نے نماز ادا نہیں کی۔ اب چوتھا دَور ہے۔ بعض مفسد لوگوں کو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کچھ مخصوص عقائد کے لوگ سعودی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے جبکہ لاکھوں مسلمان پڑھتے ہیں۔ اگر لاکھوں مسلمان عقائد کی واقفیت کے بعد پڑھتے ہیں تو نماز کا ہونا محلِ نظر ہے۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ عام مسلمان ان کے عقائد سے واقف نہیں ہیں بلکہ عقیدتمندی کی بنا پر نماز ادا کرتے ہیں کہ یہ خانۂ کعبہ اور مسجد نبوی کے امام ہیں۔ اسی مسئلہ کے بارے میں ایک مرتبہ علامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا کہ وہابی نجدی امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ نے جواب میں فرمایا کہ تمام اہلِ اسلام کے نزدیک یہ حقیقت مسلّمہ ہے کہ کسی امام کے پیچھے صحتِ اقتداء کے بغیر نماز درست نہیں ہو سکتی، جس کے لیے مقتدی و امام کے مابین ایک مخصوص رابطہ قائم ہو جانا ضروری ہے۔ اس مخصوص رابطہ کے بغیر صحتِ اقتدا متصور نہیں کہ یہ رابطہ ظاہری، مادی اور جسمانی نہیں بلکہ یہ رابطہ صرف باطنی روحانی اور اعتقادی ہے جس کا وجود امام اور مقتدی کے درمیان اُصولی اعتقادی موافقت کے بغیر ناممکن ہے۔ شرک، توحید کے منافی ہے اور کفر و جاہلیت اسلام و ایمان سے قطعاً متضاد ہیں۔ اگر مقتدی جانتا ہے کہ

---

[1] بخاری شریف جلد ۱ ص ۹۶؛ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری از علامہ بدر الدین عینی حنفی مطبوعہ مصر، جلد ۵ ص ۲۳۱

میرا کوئی عقیدہ امام کے نزدیک شرک جلی کفر و جاہلیت ہے تو دونوں کے درمیان اعتقادی موافقت نہ رہی اس عدم موافقت کے باعث صحتِ اقتدار کی بنیاد منہدم ہوگئی۔ ایسی صورت میں امام کے پیچھے اسکی نماز کا صحیح ہونا کیونکر متصور ہوسکتا ہے؟ اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ مثلاً کسی منکرِ ختمِ نبوت کے پیچھے کسی مسلمان کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ مقتدی ختمِ نبوت کا اعتقاد رکھتا ہے اور امام ختمِ نبوت کا منکر ہے، دونوں کے درمیان اعتقادی موافقت نہ ہونے کی وجہ سے صحتِ اقتدار کی بنیاد باقی نہ رہی، لہٰذا نماز نہ ہوئی۔ توضیحِ مدعا کے لیے ہدایہ سے ایک جزیہ کا خلاصہ پیش کرتا ہوں، کہ اگر امام کی جہتِ تحری، مقتدی کی جہتِ تحری سے مختلف ہوئی اور تاریکی یا کسی اور وجہ سے مقتدی کو اس اختلاف کا علم نہ ہو سکے تو اسکی نماز درست ہے ________ اور اگر مقتدی امام کی جہتِ تحری کا علم رکھتے ہوئے اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔ صاحبِ ہدایہ نے اس فساد کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا لانہ اعتقد امامہ علی الخطاء یعنی فسادِ صلوٰۃ کی دلیل یہ ہے کہ مقتدی نے اپنے امام کے خطاء پر ہونے کا اعتقاد کیا۔ اس سے واضح ہوا کہ نماز درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مقتدی امام کے خطا پر ہونے کا معتقد نہ ہو، یعنی مطابقتِ اعتقاد ضروری ہے بشرطیکہ مقتدی امام کی خطا سے باخبر ہو اور اگر وہ امام کی خطا سے لاعلم ہے تو ایسی صورت میں نماز ہو جاتی ہے۔ اس مختصر تمہید پر غور کرنے سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ مقتدی جب یہ جانتا ہے کہ امام کا اعتقاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اللہ کا عطا کردہ علم ماننا کفر و شرک ہے اور امام کے عقیدے میں انبیاء کرام و صالحین سے استمداد بلکہ توسل تک شرک ہے اور امام مزارات انبیاء علیہم السلام و مزارات اولیاء عظام کے لئے سفر کرنے بلکہ مزارات کی تعظیم و تکریم کو بھی شرک قرار دیتا ہے اور مقتدی ان تمام امور کو توحید اور اسلام کے عین مطابق سمجھتا ہے تو ایسی صورت میں عدم موافقتِ اعتقاد کی وجہ سے صحتِ اقتدار کی بنیاد مفقود ہے پھر نماز کیونکر درست ہو سکتی ہے۔ رہا یہ امر کہ ایام حج وغیرہ میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کی نماز کا کیا حکم ہوگا؟ تو میں عرض کروں گا کہ ہزاروں لاکھوں مسلمان جن کے

اصول عقائد امام سے مختلف ہیں کل تین قسمیں ہیں۔ اوّل وہ جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان اصول عقائد میں امام کا عقیدہ ہم سے مختلف ہے، ان کا حکم تمہید کے ضمن میں واضح ہوگیا۔ ایسے لوگ اپنے علم کے مقتضاء کے مطابق یقیناً مجتنب رہیں گے۔ دوم وہ مسلمان جو یہ جانتے ہیں کہ امام کے بعض عقائد ہمارے عقائد سے مختلف ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ اختلاف اصول عقائد میں ہے اور ہمارے عقائد امام کے نزدیک کفر و شرک، معصیت و جاہلیت کا حکم رکھتے ہیں۔ یہ مسلمان محض حرمِ مکہ و حرمِ مدینہ اور مسجد حرام و مسجد نبوی کی عظمتوں اور عشق و محبت ورسالت پناہی کے جذبات سے متاثر ہو کر اپنی غلط فہمی کی بنا پر اس امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ ان کی اس خطاء کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و رافت کے پیشِ نظر یہ اُمید کی جاسکتی ہے کہ رب کریم ان کی نمازوں کو رائیگاں نہیں فرمائے گا۔ سوم وہ مسلمان جنہیں سرے سے امام کے عقائد کا اختلاف ہی معلوم نہیں وہ محض سادہ لوح ہیں، عشق و محبت سے سرشار ہو کر حرم مکہ اور حرم مدینہ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے بحالت لاعلمی اس امام کے پیچھے نمازیں پڑھیں، ان کے متعلق بھی کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عفو و کرم سے ان کی نمازوں کو ضائع نہ ہونے دے گا۔ دوم اور سوم قسم کے مسلمانوں کی خطا قابلِ عفو ہے۔ طبرانی میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث مروی ہے رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الخطاءُ والنسیان وما استکرہوا علیہ یعنی اٹھا لیا گیا میری امت سے خطاء اور نسیان اور اس چیز کو جس پر وہ مجبور کئے گئے ہیں۔ یعنی ان تینوں حالتوں میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا۔ [1]

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حج کے علاوہ تین مرتبہ مدینہ منورہ سے باہر جانا پڑا۔ پہلے ترکوں کے زمانہ میں اور دوسری مرتبہ ایسا ہوا کہ ۱۳۳۹ھ میں مسجد نبوی باب جبریل کے پاس ایک خواب دیکھا جس میں اشارہ تھا کہ محسنِ ملت اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان کا

[1] ماہنامہ ترجمان اہل سنت، کراچی، فروری ۱۹۷۹ء صفحہ ۲۶، ۲۷

آخری سال ہے، دل میں خیال آیا کہ چلو ایک بار اپنے مرشد کامل کی زیارت تو کر لو۔ فقیر مدینہ سے بمبئی آیا وہاں سے اجمیر شریف حاضری دیتا ہوا بریلی شریف حاضر ہوا اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی زیارت و قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ [1] اعلیٰحضرت قدس سرہٗ اس وقت چلنے پھرنے سے معذور تھے، دو آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد میں لاتے اور اعلیٰحضرت کو صف میں بٹھا دیتے۔ آپ باجماعت نماز ادا فرماتے اور عشاء تک مسجد میں تشریف رکھتے باوجود نقاہت اور ضعف کے تبلیغ دین کا سلسلہ جاری رہتا۔ فجر اور ظہر کی نماز گھر میں باجماعت ادا فرماتے۔ [2] آپ ایسی حالت میں بھی تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے اور اپنی مشہور کتاب "المحجۃ المؤتمنہ" ترک موالات و نان کواپریشن کے بارے میں انہی دنوں تحریر فرمائی۔ مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی وہیں بریلی شریف میں پہلی ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں دو مرتبہ ملاقات ہوئی ان کے ساتھ حضرت علامہ سید ابوالبرکات لاہوری علیہ الرحمۃ اور محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ بھی تھے۔ [3] بریلی شریف میں قیام کے دنوں میں عصر اور مغرب کے درمیان اعلیٰحضرت قبلہ ہوتے اور یہ فقیر ہوتا تھا کوئی تیسرا نہیں۔ شعبان میں حکیموں نے یہ رائے دی کہ گرمی بہت ہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی طبیعت ناساز ہے، کمزوری بھی بہت ہے اس لئے امسال روزہ نہ رکھیں۔ اعلیٰحضرت قبلہ سے جب کہا گیا تو فرمایا جب سے مجھ پر روزے رکھنا فرض ہوئے اب تک "بحمد اللہ" کوئی روزہ قضا نہیں ہوا، کچھ بھی ہو روزہ نہیں چھوٹ سکتا۔ پھر اعلیٰحضرت قبلہ نے فرمایا اگر موسم گرما کی وجہ سے یہ بات ہے تو رمضان المبارک کوہ بھوالی ضلع نینی تال میں گزار لیا جائے گا، وہاں موسم بہت مناسب رہے گا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کا پروگرام

---

[1] مکتوب قاری محمد امانت رسول، پیلی بھیت (بھارت) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور محررہ ۳۰ راپریل ۱۹۸۳ء

[2] روزنامہ جنگ کراچی مجریہ ۵ راکتوبر ۱۹۸۱ء

[3] انٹرویو حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی، ٹیپ کیسٹ مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

بھوالی جانے کا تھا اسلئے مجھ سے فرمایا ضیاء الدین احمد آپ حج کرتے ہوئے مدینہ طیبہ حاضر ہوں تو فقیر کے لیے بارگاہ شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں دعا کریں۔ چنانچہ دو مہینے دو دن کے بعد اعلیٰحضرت قبلہ نے حجاز مقدس واپس جانے کی اجازت دی، اور دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا۔ فقیر بمبئی سے بحری جہاز پر جدہ پہنچا پھر مکہ مکرمہ میں حج کر کے محرم الحرام کے آخری دنوں میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا، ماہ صفر کے آخر میں بریلی شریف سے ٹیلی گرام آیا کہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / ۲۸ راکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعۃ المبارک کے دن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی رُوح نے داعیٔ الی اللہ کو لبیک کہا۔ [1]

تیسری مرتبہ ایسا ہوا کہ میرا لڑکا محمد فضل الرحمٰن بیمار ہوگیا۔ انہی دنوں حیدرآباد دکن کے ایک مشہور ڈاکٹر حج پر آئے، نظام حیدرآباد نے انہیں ارسطو یار جنگ کا خطاب بھی دیا تھا، میں نے ڈاکٹر صاحب سے مشورہ کیا تو ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ اپنے صاحبزادے کو حیدرآباد لے آئیں تو وہاں علاج کیا جا سکے گا۔ چنانچہ میں اپنے لڑکے محمد فضل الرحمٰن کو لے کر حیدرآباد چلا گیا۔ وہاں نواب فخر یار جنگ کے بنگلہ پر قیام کیا جو اس وقت وہاں وزیر مالیات تھے، اسی زمانہ میں وہاں علماء و مشائخ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ان میں حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب تھے، مولانا عبدالقدیر اور مفتی عبدالرحیم تھے۔ ایک اور افغانی عالم مولانا ابوالوفا تھے یہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد میں شیخ الفقہ تھے۔ [2]

حضرت شیخ ضیاء الدین احمد علیہ الرحمۃ جب بھی اپنے شیخ طریقت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ کا ذکر فرماتے تو آپ کا چہرہ دمک اٹھتا اور لب و لہجہ بتاتا کہ آپ اپنے شیخ سے کیسی والہانہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ [3] جب کبھی احباب عرض کرتے کہ حضرت

---

[1] مکتوب قاری محمد امانت رسول، پیلی بھیت (بھارت) بنام حکیم محمد موسیٰ صاحب

[2] شکور بیگ مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن (بھارت)، ۱۹۸۲ء

[3] روزنامہ جنگ کراچی مجریہ ۵ راکتوبر ۱۹۸۱ء

ایمان کی سلامتی کی دعا فرمائیں تو حضرت فوراً اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا شعر پڑھتے ؎

تو نے سلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

اگر کوئی عرض کرتا کہ حضرت ٹھنڈا پانی پئیں گے ؟ تو فوراً ہی گنبد خضرا کی طرف اشارہ کرکے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا یہ شعر پڑھتے ؎

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

کبھی فرماتے کہ مرزا (شکور بیگ) صاحب تو یوں کہتے ہیں ؎

نہ منہ ہے تمہارے دکھانے کے قابل

لیکن اعلیٰحضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے

گیارہویں شریف کی محفل ہوتی تو اعلیٰحضرت قبلہ کے اُن اشعار کا ذکر فرماتے جن میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی شان بیان کی گئی ہے۔ رجب المرجب میں حضور خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ (اجمیر شریف) کا عرس مبارک ختم ہوتے ہی اعلیٰحضرت قبلہ کے عرس مبارک کا تذکرہ فرماتے رہتے۔ [1]

قاری محمد امانت رسول قادری رضوی بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں نے مصر کے فاضل ترین علمائے کرام کے اجتماع میں اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کا قصیدہ عربیہ پڑھا تو انہوں نے بیک زبان کہا یہ قصیدہ تو کسی فصیح اللسان عربی النسل عالم کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ فقیر نے انہیں بتایا کہ اس قصیدے کے لکھنے والے اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی ہیں جو عربی نہیں عجمی ہیں، تو علمائے مصر حیرت میں ڈوب گئے کہ وہ عجمی ہو کر عربی میں اتنے ماہر ہیں۔ قصیدہ عربی

[1] مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) محررہ ۱۲ رجب ۱۹۸۳ء

کے چند اشعار درج ذیل ہیں ؎

اَلْحَمْدُ لِلْمُتَوَحِّدِ — بِجَلَالِهِ الْمُتَفَرِّدِ
وَصَلَاتُهٗ دَوْمًا عَلٰی — خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدِ
وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ هُمْ — مَاْوَایَ عِنْدَ شَدَائِدِ
فَاِلَی الْعَظِیْمِ تَوَسُّلِیْ — بِکِتَابِهٖ وَبِاَحْمَدِ
وَبِمَنْ اَتٰی بِکَلَامِهٖ — وَبِمَنْ هُدٰی وَبِمَنْ هَدٰی
وَبِطَیْبَةَ وَبِمَنْ حَوَتْ — وَبِمِنْبَرٍ وَبِمَسْجِدِ
وَبِکُلِّ مَنْ تَجِدُ الرِّضَا — مِنْ عِنْدِ رَبٍّ وَاحِدِ [1]

۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء میں حضرت مدنی قدس سرہٗ نے مولانا ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے مندرجہ ذیل اشعار سنائے جو انہوں نے اپنے پاس موجود بہارِ شریعت حصہ ششم پر لکھ لیے۔

اَاَذْکُرُ حَاجَتِیْ اَمْ قَدْ کَفَانِیْ — حَیَاؤُکَ اِنَّ شِیْمَتَکَ الْحَیَاءُ
کَرِیْمًا لَا تُغَیِّرُهٗ ذُنُوْبٌ — عَنِ الْخُلُقِ الْکَرِیْمِ وَلَا جَفَاءُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضْلُکَ لَیْسَ یُحْصٰی — وَلَیْسَ لِجُوْدِکَ التَّامِّ انْتِهَاءُ
فَاِنْ اَکْرَمْتَنَا دُنْیَا وَّاُخْرٰی — فَلَیْسَ الْبَحْرُ یَنْقُصُهُ الدِّلَاءُ

ترجمہ

۱۔ کیا میں اپنی حاجت بیان کروں یا میرے لئے آپ کا حیا کافی ہے۔ بے شک حیا آپ کی عادت کریمہ ہے۔

۲۔ کیا اُس کریم سے عرض حال کروں جنہیں ہمارے گناہ اور جفا کاری اخلاق کریمہ سے منع نہیں کرتی۔

۳۔ یا رسول اللہ! نہ تو آپ کے فضل و کرم کا احاطہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی آپ کی

[1] مکتوب قاری محمد امانت رسول، پیلی بھیت (بھارت)، بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) محررہ ۱۹ رجب ۱۴۰۳ / ۳۰ اپریل ۱۹۸۳ء

بلندعلا کی کوئی انتہا ہے ۔

۱۲ اگر آپ ہمیں دُنیا و آخرت میں عزت بخشیں تو آپکا کوئی نقصان نہیں، کیونکہ ڈول سمندر کا پانی کم نہیں کر سکتے ۔ ۱؎

مفتی محمد اشفاق رضوی خطیب مرکزی جامع مسجد خانیوال شہر بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۹۷۹ء میں حج کے بعد مدینہ منورہ حاضر تھا۔ وہاں حضرت شیخ مدنی علیہ الرحمۃ کے ایک خادم بھائی عاشق حسین فیضوی قادری کی وساطت سے حضرت سے دریافت کیا کہ حضور ہم نے سُنا ہے کہ آپ نے مدینہ طیبہ میں اپنے شیخ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد اُن کی زیارت کی ہے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، ہاں ایک مرتبہ مواجہہ شریف میں حاضری دینے کے لیے مسجد نبوی شریف کے باب السلام سے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ مواجہہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑے ہیں اور سلام پڑھ رہے ہیں۔ میں قریب گیا تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ میری نظروں سے غائب ہو گئے، میں مواجہہ شریف کی طرف چلا گیا اور صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کر کے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ مجھے میرے شیخ کی زیارت سے محروم نہ رکھا جائے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے مواجہہ شریف کی پائنتی کی طرف دیکھا تو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ بیٹھے دکھائی دیئے، میں نے دوڑ کر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی قدم بوسی کی اور زیارت سے فیض یاب ہوا۔ ۲؎

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ پر فالج کا شدید حملہ ہوا، اس کی وجہ سے میرا آدھا جسم بالکل بیکار ہو گیا۔ سب لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ اب ان کا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ ان دنوں میں اپنے پرانے مکان میں جو باب السلام کی طرف تھا اوپر والی منزل میں رہتا تھا۔ ایک شب میں نے رو رو کر بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میرے پیر و مرشد

۱؎ امام احمد رضا: اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۴۷
۲؎ مکتوب مفتی محمد اشفاق احمد رضوی خانیوال، بنام راقم الحروف خلیل احمد محررہ دسمبر ۱۹۸۲ء

ؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے آپ کی بارگاہ میں خادم بنا کر بھیجا ہے۔ میرے آقا اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو میرے پیر و مرشد کے صدقے میں مجھے معاف فرمادیں اور اپنے روضۂ اقدس کی خدمت کا شرف عطا فرمائیں۔ اسی طرح میں نے خواجہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ رات کو جب سویا تو خواب میں دیکھا کہ تین بزرگ نورانی چہروں والے تشریف لائے۔ ان میں ایک حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ، دوسرے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرے اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ضیاء الدین آج تم نے ایسی درخواست کی ہے کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور دوسرے بزرگ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے میرے جسم پر دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ اُٹھو! میں خواب میں ہی کھڑا ہوا تو یہ تینوں بزرگ نماز پڑھنے لگے۔ میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنے جسم میں کچھ حرکت محسوس کی، میں کوشش کر کے بیٹھ گیا۔ پھر آہستہ آہستہ کھڑا ہو گیا اور ایک کرسی کا سہارا لے کر کمرے کا آہستہ آہستہ چکر لگایا۔ نیچے بچوں نے محسوس کیا کہ اوپر چلنے کی آواز آ رہی ہے۔ تمام فوراً اوپر آئے اور مجھے دیکھ کر انتہائی خوش ہوئے۔ میں نے فوراً کہا کہ پہلے یہاں سامنے کے فرش پر لوہے کی الماری لا کر رکھو، کیونکہ یہاں ابھی حضور غوث پاک، حضور غریب نواز اور اعلیٰحضرت قبلہ نے نماز پڑھی ہے۔ میں بفضل تعالیٰ بالکل ٹھیک ہوں ۱؎

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ ایک شریف الفطرت اور کریم النفس بزرگ تھے۔ آپکی تربیت میں انس و محبت کے دریا بہتے تھے اور سلف الصالحین کی تمام خصوصیات آپ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ نہایت شفیق و خلیق تھے۔ اور آپ کے اخلاق نہایت پاکیزہ تھے۔

۱؎ شکور بیگ مرزا: ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۸۲ء، ص ۱۹۰/۱۸
۲؎ راز الٰہ آبادی: کرامات مفتی اعظم ہند، مطبوعہ سکھر (سندھ) ص ۴۴

آپ کے پاس بیٹھنے سے خدا یاد آتا تھا اور ایمانی و روحانی لذت ملتی تھی. آپ خود بھی شریعت پر سختی سے پابند تھے اور مریدین کو بھی شریعت مطہرہ پر ہی عمل کرنے کی ہدایت فرماتے. آپ کا کہنا تھا کہ طریقت اور حقیقت کی ساری منزلوں کا راز پابندیٔ شریعت میں پنہاں ہے — استغفار کی بہت تاکید فرماتے بالخصوص (استغفر اللہ العظیم واتوب الیہ) اور فرماتے کہ اس میں دونوں باتیں ہیں یعنی استغفار بھی اور توبہ بھی. کثرت سے دُرود شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے اور خصوصًا فرماتے کہ یہ دُرود شریف پڑھا کریں.

صلّی اللہ علی النبی الامی وآلہٖ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃً وسلامًا علیک یا رسول اللہ

نماز کی پابندی کی بہت تاکید فرماتے. اکثر فرماتے کہ نماز کے بغیر کچھ نہیں. ایک مرتبہ ایک شخص حضرت سے ملنے کے لیے حاضر ہوا تو حضرت نے دیکھتے ہی فورًا فرمایا کہ اس کے چہرے پر نماز کا نور نہیں. پھر اس کو تلقین فرمائی کہ نماز پڑھا کرو. حضرت اکثر فرماتے کہ شریعت کے بغیر کوئی طریقت نہیں. اگر کوئی نصیحت کے لیے عرض کرتا تو فرماتے بیٹا نماز پڑھا کرو، نماز کو مضبوطی سے پکڑ لو. مریدین، مخلصین کی اصلاح ہر وقت پیش نظر ہوتی، طہارتِ قلب ونظر کی تلقین فرماتے، عقائد و اعمال کی تصحیح پر تاکید فرماتے. مخلصین علماء، اہلِ محبت کی قدر کرتے، افتراق و انتشار سے ہمیشہ الگ رہنے کی تاکید فرماتے، ہر شخص کو اس کے نوافل کی انجام دہی کی ہدایت فرماتے، صبر و شکر کے کلمات ہمیشہ آپ کی زبان پر رہتے.

آپکی صحبت میں غرباء اور فقراء کو دیکھ کر سلف الصالحین کی یاد تازہ ہوتی، تواضع و انکسار آپ کا مزاج تھا. آپ کی خدمت میں جو بھی آتا حسب مراتب اسکی پذیرائی فرماتے. آپ کا دروازہ سب کے لیے کھلا اور دسترخوان عام ہوتا. آپ کے پاس جتنے پیسے بھی آتے، سب کے سب خرچ فرما دیتے، کچھ بچا کر نہ رکھتے اور اکثر مہمانوں پر خرچ فرماتے. مفتی شام حضرت علامہ شیخ محمد علی مراد دامت برکاتہم العالیہ جب بھی حاضر ہوتے اور سلام عرض کرتے تو حضرت فورًا فرماتے کہ ان کے لیے ٹھنڈی بوتلیں لاؤ. [1]

[1] مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور محررہ ۱۲ [illegible] ۱۹۸۲ء

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے خادم محمد حنیف قادری ضیائی بیان کرتے ہیں کہ شوال ۱۴۰۰ھ میں امیر دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس قادری ضیائی[1] کراچی سے زیارت کے لیے مدینہ منورہ حاضر ہوئے. حضرت نے مجھے فرمایا مہمان کو چائے پلائیے. میں نے عرض کی حضرت آپ بھی چائے پیجیے، حضرت نے انکار فرمایا. جب اذان ہوئی تو حضرت نے چائے طلب فرمائی، تب معلوم ہوا کہ حضرت روزے سے تھے، اس وقت حضرت کی عمر سو سال سے زائد تھی.

[1] حضرت مولانا محمد الیاس قادری ضیائی ۱۹۵۰ء میں کراچی کے ایک میمن گھرانے میں پیدا ہوئے، آپ کے والد عبد الرحمٰن باوا باڈی والا بہت ہی نیک و پرہیزگار شخص تھے. ان کا انتقال حج کے بعد جدہ میں ہوا اس وقت مولانا محمد الیاس کی عمر صرف ۲ سال تھی. مولانا کو بچپن ہی سے جھوٹ، چغلی، گالی گلوچ وغیرہ رذائل سے نفرت اور نماز و نعت پڑھنے اور مذہبی کام کرنے کا بے حد شوق تھا. اسی جذبہ نے آپ کو انجمن خادمان اسلام سے منسلک کر دیا، جہاں سے آپ کی مذہبی سرگرمیوں کا آغاز ہوتا ہے. پھر کچھ عرصہ تک انجمن طلبہ اسلام کے اہم رکن کی حیثیت سے نوجوانوں میں مسلک اہل سنت کی اشاعت میں مصروف رہے. اس کے بعد آپ نے چند احباب کے ساتھ مل کر حلقہ جماعت اہلِ سنّت اولڈ ٹاؤن کی بنیاد رکھی، اور کچھ عرصہ تک اس کے ناظم رہے. کھارادر اور میٹھادر کے علاقے میں بد مذہبوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو روکنے اور ان کا مؤثر جواب دینے کے لیے آخر کار چند احباب کے ساتھ مل کر مرکزی انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد رکھی، آپ کی مسلسل اور انتھک کوششوں کی بنا پر قلیل عرصہ میں انجمن نے قابلِ قدر کام کیا. آپکا دل محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے. حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی چھوٹی سنتوں پر بڑی سختی سے عمل کرتے ہیں اور احباب کو بھی ان پر عمل کرنے کی بار بار تلقین کرتے ہیں. ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں آپ نے پہلا حج کیا. مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تقریبًا دو ماہ قیام کیا اور یہ سارا عرصہ آپ نے ننگے پاؤں رہ کر گزارا. آپ بڑے ہی سادہ منکسر المزاج ہیں، ہر چھوٹے بڑے سے بڑی محبت سے ملتے ہیں. فروری تا مئی ۱۹۸۰ء میں آپ نے سری لنکا

بقیہ حاشیہ ص

محمد حنیف قادری مقیم مدینہ منورہ لکھتے ہیں، ۲۵؍صفر ۱۴۰۰ھ کو حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے مکان پر اعلیٰحضرت احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے عرس مبارک کے موقع پر قرآن کریم کا ختم شروع ہوا تو حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ ایک پارہ مجھے دیں اور دریافت فرمایا کہ کونسا پارہ ہے؟ میں نے عرض کی فلاں پارہ ہے۔ حضرت نے اسے اپنے ہاتھوں میں بند رکھے ہوئے اسے پڑھنا شروع کر دیا، اس دن علم ہوا کہ حضرت حافظ قرآن بھی ہیں، اس سے قبل آپ نے کبھی نہ فرمایا کہ میں حافظ ہوں۔ شام کے وقت میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے قرآن کریم کب حفظ کیا، تو فرمایا کہ بیٹا بڑی عمر میں۔

جب بھی کوئی عالم دین آتے تو حضرت ان کے ہاتھ چومنے میں پہل فرماتے، اور بالخصوص سادات کرام علماء کی تو بہت ہی عزت فرماتے۔ اگر کوئی عرض کرتا کہ حضرت ہم فلاں عالم دین سے ملنے جا رہے ہیں تو فوراً فرماتے کہ ان سے میرا سلام عرض کرنا اور دعا کے لیے کہنا۔ محفل میلاد کے آخر میں کسی عالم دین سے دعا کراتے۔

محمد رفیق کشمیری مقیم مدینہ منورہ کے بچے ہر جمعہ کو حضرت مدنی سے ملنے آتے وہ سب قرآن مجید حفظ کر رہے تھے۔ حضرت ان کو بہت دعائیں دیتے اور اپنی جیب سے پیسے نکال کر دیتے کہ جو تمہارا دل چاہتا ہے کھانے کو لے آؤ۔

سادگی آپ کا شعار تھی، آپ کی صورت خدا یاد اور سیرت، سیرتِ رسول کا

(بقیہ حاشیہ ص) کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس تبلیغی دورہ میں آپ کی ملاقات پیر طریقت حضرت حافظ عبدالسلام قادری رضوی جبلپوری سے ہوئی۔ انہوں نے آپکو اپنی خلافت اور خلیفۂ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ، حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وکالت سے مشرف فرمایا۔

نماز کا جائزہ
مطبوعہ انجمن اشاعت اسلام کراچی
۱۴۰۱ھ

مظہر تھی۔ سنّتِ رسول کی اتباع میں آپ نے بکریاں بھی پالی، ان کے دودھ سے مہمانانِ رسول کی ضیافت فرماتے۔ آپ کا اصل مشغلہ حبِ رسول کی دولتِ جمیل اور نعتِ رسول تھا۔ آپ کی ہر مجلس، مجلسِ نعت ہوتی اور ہر محفل یادِ خدا ہوتی و ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آباد ہوتی۔ عرب و عجم کے ہر علاقے سے لوگ آتے اور مجلسِ نعت میں شریک ہوتے۔ عربی، ہندی، ترکی، شامی، مصری، ایرانی، سوڈانی، کردستانی، سب اپنی اپنی زبان میں نعتِ رسول پڑھتے۔ حضرت ہمیشہ دوزانو ہو کر نعت سنتے۔ اپنے شیخ کامل امام احمد رضا فاضل رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ نعت "حدائق بخشش" سے خصوصاً بار بار نعت شریف سنتے،

"مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام"

کی گونج سے آپکا قادری دولت کدہ "حدائق بخشش" معلوم ہوتا۔ عربی، فارسی، ترکی، اردو اور پنجابی نعتیہ شاعری کا بیشتر حصّہ آپ کو ازبر تھا اور یہ زبانیں روانی سے بولتے تھے۔ مصر، ترکی، اور شام کے علماء و مشائخ آپ کے پاس حاضر ہوتے تو سلام کے بعد سب کی خیریت دریافت فرماتے پھر اُن کے شہروں کے رہنے والے علماء کرام کا حال پوچھتے۔ کشف کا یہ عالم تھا کہ ہر حاضر ہونے والے کی طبع کے مطابق گفتگو فرماتے تاکہ آنیوالے کی دلجوئی ہو۔ عام و خاص آپ کو سیّدی کہہ کر مخاطب کرتے، علمائے مدینہ آپ کا بڑا احترام کرتے اور آپ کو شیخ العلماء کہہ کر یاد کرتے۔ مولانا علی حسین البکری المدنی علیہ الرحمۃ آپ کے محب مخلص اور قدردان تھے۔ [۱]

شب بیداری، مہمان نوازی، قلتِ کلام آپ کے مخصوص اوصاف تھے۔ بعد نماز عشاء روزانہ بلاناغہ سبز گنبد شریف کے قریب اپنے دولت کدہ پر محفلِ میلاد منعقد فرماتے اور بعدہٗ حاضرین کی طعام سے ضیافت کی جاتی۔ محفلِ پاک کا اختتام اعلیٰحضرت

---

[۱] مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) محررہ ۱۲ اردسمبر ۱۹۸۲ء
ہ مکتوب مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی (انگلینڈ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری محررہ مئی ۱۹۸۲ء

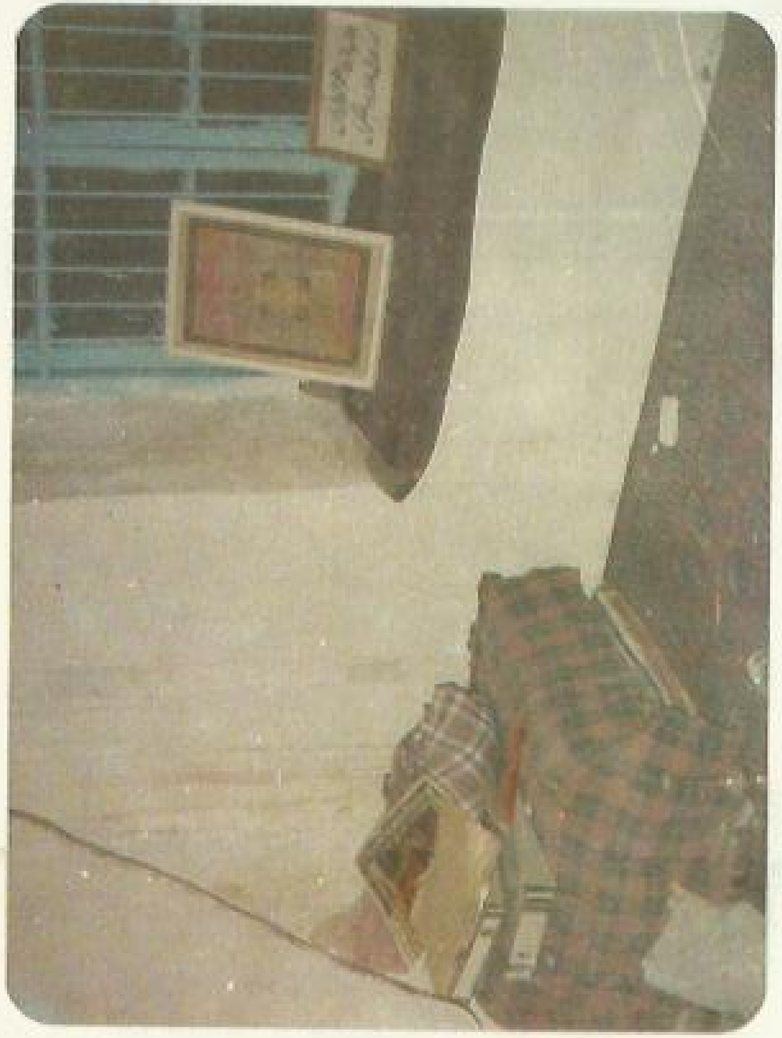

حضرت قطب مدینہ (قدس سرہٗ) کے مکان کا وہ کمرہ جس میں شبِ جمعہ ۔۔۔

قبلہ کے مشہور زمانہ سلام پر ہوتا۔ نبیرۂ شاہ جی میاں محترم الحاج شاہ قاری،
غلام محی الدین خان خطیب شیری رضوی بلدوانوی جب اس محفل میں حاضر ہوئے تو برجستہ
یہ قطعہ قلم بند فرمایا ؎

ضیائے دین کی محفل سجی سلام کے ساتھ
قریب گنبد خضرا اس اہتمام کے ساتھ

خطیب منشاء سرکار دوجہان ہے یہی
مرے رضا کا بھی ہو ذکر میرے نام کے ساتھ [1]

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات سے بے پناہ اُلفت وعقیدت تھی۔ ان کی محفل میں ہر وقت ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نعت خوانی ہوتی تھی۔ پاکستان اور بھارت کے نعت گو نعت خوان حضرات میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے مدینہ منورہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر نعت نہ پڑھی ہو۔ مدینہ منورہ میں محافل میلاد کھلے طور پر منعقد نہیں ہوتیں، لیکن ان پابندیوں کے باوجود اکثر گھرانوں سے نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح پرور آوازیں سُنائی دیتی رہتی ہیں، ان تمام نجی محفلوں میں محبت وعقیدت کا جس شوق اور اہتمام سے حضرت ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کے ہاں مظاہرہ ہوتا تھا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ اس موقع پر مدینہ طیبہ میں حاضر ہونے والے شمع رسالت کے پروانے گلہائے عقیدت پیش کرتے۔ اگر کوئی خطیب صاحب محفل میں موجود ہوتے تو وہ بھی اپنے فرمودات سے اہل محفل کو نوازتے۔ نعت کے دوران ذوقِ عقیدت سے حضرت کے چہرہ پر محبت کے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ [2]

نعت خوانی سے لگن کا یہ عالم تھا کہ مغرب کی نماز کے بعد عربی وقت کے مطابق رات تین بجے کا انتظار فرماتے رہتے اور بار بار وقت پوچھتے اکثر تین بجے سے دو چار

---

[1] ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی (بھارت)، ش جنوری ۱۹۸۲ء

[2] ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، ش اکتوبر ۱۹۸۲ء ص ۸۲

منٹ قبل ہی بلند آواز سے درود شریف پڑھنا شروع فرما دیتے۔ ادب کا یہ عالم تھا کہ محفل شروع ہونے کے بعد کسی کا آکر ہاتھوں کو بوسہ دینے کو اچھا محسوس نہیں فرماتے تھے۔ محفل کے علاوہ ہر آنے والے کے سلام کا جواب مرحمت فرماتے اور بہت دعائیں دیتے اور اس محبت و شفقت سے پیش آتے کہ آنے والا یہی محسوس کرتا کہ حضرت کا سب سے زیادہ پیار مجھ پر ہی ہے۔ محفل کے اختتام پر تازہ وضو فرماتے اور اپنے بستر پہ بیٹھ کر ذکر و اذکار میں مشغول رہتے۔ کھانا بہت کم تناول فرماتے۔ اگر کوئی کھانے کی چیز آتا تو محفل کے بعد سب حاضرین کے ساتھ کھاتے۔ [1]

مدینہ طیبہ میں جہاں بھی محفل میلاد شریف کی محفل منعقد ہوتی آپ کو ضرور مدعو کیا جاتا، آپ ہمیشہ عقیدت و محبت سے اپنے مریدین اور معتقدین کے ہمراہ تشریف لے جاتے۔

مرزا شکور بیگ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی مرتبہ باغ شعیبہ (مدینہ منورہ) کی ایک محفل میں دیکھا جو اس عمارت کے وسیع صحن میں ہوئی تھی۔ پرانے لوگ اس عمارت کو تواتیہ کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے قدیم مالک کا نام تواتی تھا۔ حیدرآباد دکن کے ایک امیر کبیر نے اس عمارت کو خرید لیا، ان کا خطاب شمس الامراء تھا، اسی مناسبت سے اس عمارت کو باغ شعیبہ کہنے لگے تھے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمہ کے دولت کدہ کی گلی میں مشرقی جانب وہ عمارت واقع تھی۔ اس محفل میں مدینہ منورہ کے بہت سے صاحبان دل شریک تھے جن کے چہرے عجیب بہار دے رہے تھے۔ سوچتا ہوں تو کل کی بات معلوم ہوتی ہے، مگر اس واقعہ کو بیس سال بیت گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں محفل میں ہلچل محسوس ہوئی اور سب کی نظریں مغرب کی جانب اُٹھ گئیں، دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لا رہے ہیں، سر پر پنجابی وضع کا سفید عمامہ، بند گلے کا کوٹ، کندھے پر شال، درمیانہ قد، رنگ سانولا، سفید داڑھی اور چھوٹی تیز خوبصورت آنکھیں، اہل محفل تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے، حضرت کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور درمیان میں بٹھا دیا۔ محفل میں نورانی چہرے جو پہلے تھے وہی اب بھی موجود تھے

---

[1] مکتوب محمد حنیف قادری بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری محررہ ۲؍دسمبر ۱۹۸۲ء

مگر نظر حضرت کے سوا کسی چہرے پر نہیں ٹک رہی تھی۔ میں نے قریب بیٹھے ایک صاحب سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد ہیں۔ ساٹھ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ اسی عمارت کے باہر گلی میں بائیں ہاتھ کی طرف آخری مکان میں رہتے ہیں۔ اور کہا دیکھئے وہ صاحب جو انتظامات میں مشغول ہیں وہ حضرت کے اکلوتے صاحبزادے ہیں جن کا نام فضل الرحمٰن ہے۔ اس محفل میں میں نے بھی ایک نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنائی۔

دوسرے دن عصر کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں اکیلا حاضر ہوا، باہر کا دروازہ کھلا ہوا تھا میں نے اندر داخل ہوکر دائیں جانب کی سیڑھیوں کے دروازے کے پاس سے آواز دی کیا میں اندر حاضر ہو سکتا ہوں؟ جواب ملا چلے آئیے، میرے دل کی حرکت تیز ہوگئی تھی اور میں کچھ پریشان سا نظر آرہا تھا۔ مصافحہ کے بعد حضرت نے میری اس کیفیت کو محسوس فرمایا اور مجھے اصلی حالت میں لے آئے۔ حضرت نے فرمایا آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے نام بتایا۔ فرمایا کہاں سے آنا ہوا؟ میں نے کہا حیدرآباد دکن سے۔ فرمایا خوب، خوب، مبارک مبارک اور فرمایا میں بھی حیدرآباد ایک مرتبہ جاچکا ہوں پھر بڑی شفقت سے فرمایا کہ یہاں رات کو نمازِ عشاء کے بعد محفل نعت شریف ہوتی ہے آیا کیجئے۔ میں اس اجازت پر بہت خوش ہوا اور جب تک مدینہ منورہ میں حاضر رہا برابر اس نورانی محفل میں حاضر ہوتا رہا، وہاں کے دیگر شرکاء محفل سے بھی تعارف ہوگیا اور سب اہلِ محفل بشمول حضرت مدنی علیہ الرحمۃ مجھے مرزا صاحب کہنے لگے۔

"تین چار سال بعد پھر مدینہ منورہ میں حاضری کی عزت نصیب ہوئی، وہی حاضرینِ مجلس اور حضرت قبلہ کی شفقت شاملِ رہی بلکہ اس میں بھی بہت اضافہ ہوگیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا کرم ہوا کہ سولہ سترہ سال سے مسلسل حاضری کی عزت نصیب ہو رہی ہے۔ اور ہر سال تقریباً تین ماہ تو ضرور ہی مدینہ منورہ میں گزارنے کی عزت نصیب ہوتی ہے۔ شروع میں پانی کے جہاز میں جایا کرتا تھا، پہلے جہاز سے جاتا اور آخری جہاز سے واپس ہوتا۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دنوں کی ہر رات حضرت علیہ الرحمۃ کی مجلس میں شریک

ہوتا تھا۔ کبھی سنا تھا کہ اگر تو فقیر نہیں بن سکتا تو کسی فقیر کے دل میں جگہ ہی پیدا کرلے، اللہ تعالیٰ کے انوار کی جو بارش اس فقیر کے قلب پر ہوگی اس کا تو بھی حصہ دار بن جائے گا۔ میں نے بھی یہی کیا بلکہ منجانب اللہ اس کی توفیق مجھے نصیب ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ مدینہ کے دل میں میری محبت ڈال دی، وہ بھی میرے لیے بہت دعائیں کرتے اور باوجود ملکی قانون کے کہ ایک مرتبہ حج کرنے والا پھر پانچ سال تک نہیں جاسکتا، مجھے ہر سال حاضری نصیب ہوتی رہی۔ قانون اپنی جگہ رہا، کرم اپنی جگہ، نہ میں نے قانون کی خلاف ورزی کی، نہ قانون نے مجھے روکا۔ کوئی نہ کوئی ایسی صورت نکلتی رہی کہ حاضری ہوتی رہی، اور حضرت مدنی کی شفقت بڑھتی رہی۔

حضرت کو یہ معلوم تھا کہ میں رات کو اپنے ٹھکانہ پر نہیں ہوتا بلکہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی دروازے یا دیوار کے پاس رات گزار دیتا ہوں۔ حضرت علیہ الرحمۃ کی مجلس میں ایک ہلکا سا کمبل لئے حاضر ہوتا تھا۔ محفل برخاست ہوجانے کے بعد اجازت چاہتا تو ارشاد فرماتے مرزا صاحب آپ جاکر کیا کریں گے بیٹھئے، میں عرض کرتا حضرت آپ کے آرام کا وقت ہے تو فرماتے آرام ہی آرام ہے بیٹھئے، میں نے بہت سی راتیں حضرت کے ساتھ ایسی گزاری ہیں کہ میں بہت سی باتیں حضرت سے پوچھتا اور حضرت خود بھی ارشاد فرماتے رہتے، تہجد کی اذان ہوجایا کرتی تھی۔ ان مبارک راتوں کو میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ ان ہی دنوں میں نے جو نعت لکھی اس کا مطلع یہ تھا:

راتیں بھی مدینے کی باتیں بھی مدینے کی
جینے میں یہ جینا کیا بات ہے جینے کی [1]

علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی[2] رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفرنامہ حج میں لکھتے ہیں کہ یکم محرم ۱۳۷۵ھ / ۳۱ اگست ۱۹۵۵ء کو بعد نماز فجر حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قبلہ کے دولت کدہ پر

---

[1] مشکور بیگ مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۸۲ء (بقیہ حاشیہ)

[2] شیخ التفسیر حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں ابن مولانا محمد یار خاں بدایونی قدس سرہٗ شوال

حاضری دی، حضرت نے بہت پُر تکلف ناشتہ کرایا، ناشتہ کے بعد مجلسِ نعت خوانی گرم ہوئی۔ ایک شامی نعت خواں نے جو تُرک قوم سے تھے عربی اشعار پڑھے۔ میں نے ترجمہ سنایا، مجمع تڑپ گیا، نعت کا مضمون یہ تھا۔

"میں آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہمان زمینِ مدینہ میں ہوں اور کریم اپنے مہمانوں کو نوازتے ہیں، شاہوں کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مجرم اُن کی پناہ میں آجائے تو معافی دے دیتے ہیں۔ آپ تو رسولوں کے شاہ ہیں، میرا تجربہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مجرموں سے درگزر فرماتے ہیں، خطاء پر عطا فرماتے ہیں۔"

۳ر محرم الحرام ۱۳۷۴ھ/ ۲/ ستمبر ۱۹۵۴ء کی شب ہم بعض حجاج نے حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی کے دولت خانہ پر محفل میلاد منعقد کی، جس میں پاکستانی، ہندی، مصری، شامی، مدنی حجاج نے شرکت کی۔ حضرت سید عبدالسلام حسینی مصری نے تلاوت قرآن پاک اس طرح سے کی کہ ایمان تازہ ہو گئے۔ پھر اہلِ مدینہ نعت خوانوں نے برزنجی میلاد شریف عربی میں پڑھا، سلام وقیام کیا، بہت ہی لطف آیا، پھر ہم لوگوں کی طرف سے طعام پیش کیا گیا۔ بعد طعام پھر مجلس ہوئی، پہلے حافظ ولی محمد صاحب نے اُردو میں نعت پڑھی، پھر سید عبدالسلام حسینی مصری نے عربی میں نعت پڑھی، حاضرین ماہی بے آب کی طرح لوٹنے لگے، یہ مبارک محفل قریباً ۲ر بجے رات ختم ہوئی۔ لہ

(بقیہ ص) ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء میں محلہ کھیڑہ اوجھیانی (ضلع بدایوں۔ یو۔پی) کے دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں داخل ہو کر تین سال تک (۱۹۱۲ء تا ۱۹۲۱ء) مولانا قدیر بخش بدایونی اور دیگر اساتذہ سے اکتسابِ فیض کیا۔ اسی زمانے میں بریلی شریف جا کر حضرت مولانا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ مدرسہ شمس العلوم بدایوں کے بعد مدرسہ اسلامیہ، مینڈھو (ضلع علی گڑھ) میں داخل ہو کر کچھ عرصہ پڑھا وہاں سے تعلیم ترک کر کے (بقیہ

لہ احمد یار خاں نعیمی، مفتی: سفرنامہ حجاز، مطبوعہ نوری بک ڈپو لاہور سنہ ۱۹۶۱ء ص ۱۴۴، ۱۴۸

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ جو محافل خصوصی طور پر منعقد فرماتے ان میں ۲۵ر صفر المظفر کو اعلیٰحضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کا عُرس مُبارک، ۱۲ر ربیع الاوّل میلاد النّبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، ۱۱ر ربیع الثانی عُرس پاک سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، ۶ر رجب عرس حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ، ۲۷ر رجب شب معراج، ۱۵ر شعبان شب براءت، ان کے علاوہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایام اور رمضان المبارک میں خصوصًا سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا عرس منعقد فرماتے اور شہداء بدر کے دن کے قریب قریب کوئی دن مقرر فرماتے۔ سن وصال تک آپکا یہی معمول رہا۔ لہ

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی محفلوں میں عرب وعجم کے بڑے بڑے علماء شریک ہوتے اور سب حضرت مدنی کے سامنے ایسے باادب بیٹھتے تھے جیسے استاد کے سامنے شاگرد، ایک مرتبہ ترکی کے ایک ایسے عالم بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئے جنہوں نے وہاں کی سیکولر حکومت

(بقیہ ص) کر کے جامعہ نعیمیہ مرادآباد چلے گئے۔ یہاں صدر الافاضل مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی اور مولانا مشتاق احمد کانپوری ابن مولانا احمد حسن کانپوری سے کتابیں پڑھیں، ایک سال بعد مولانا مشتاق احمد کانپوری میرٹھ تشریف لے گئے، ساتھ مفتی صاحب بھی چلے گئے اور ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء میں درسِ نظامی سے فراغت حاصل کی۔ اس وقت آپکی عمر بیس سال تھی۔ تدریس کا آغاز جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے کیا۔ ان مدرسہ مسکینیہ دھوراجی کاٹھیاواڑ میں نو سال تک تدریس اور خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ پھر ایک سال جامعہ نعیمیہ مرادآباد اور تقریباً تین سال کچھوچھہ شریف رہے۔ پھر مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابوالبرکات علیہ الرحمۃ کے بلانے پر بارہ تیرہ سال دار العلوم خدام الصوفیہ گجرات اور دس برس انجمن خدام الرسول میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔ وصال سے ۲ برس قبل جامعہ غوثیہ نعیمیہ میں تدریس کا کام جاری کیا۔ ۳۰ر رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء کو وصال ہوا۔ نماز جنازہ مولانا ابوالبرکات سید احمد لاہوری علیہ الرحمۃ نے پڑھائی۔ آخری آرام گاہ گجرات میں ہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے "تذکرہ اکابر اہلِ سنت" از مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مطبوعہ ۱۹۷۶ء)

لہ مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور محررہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۵ء

کی وجہ سے سکونت ترک کرنا چاہی تو وہاں کی حکومت اور عوام نے ان سے معروضہ کیا کہ آپ یہاں سے جاکر کہیں مقیم نہ بنا لیجیے، وہ بزرگ جب بھی حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے پاس آتے تو با ادب بیٹھے رہتے اور بالکل خاموش بیٹھے رہتے، کوئی بات یا استفسار کا جواب دیتے تو نہایت ادب سے اور آہستہ آواز میں جواب دیتے کہ اہل محفل بھی نہ سن پاتے۔

مولانا جمال خاں رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں جونپور کے نواب کی رباطوں کے نگران تھے، بڑے صاحب کشف بزرگ تھے اور عبد الغنی خاں لودھی تھے، حکیم سلطان بخش رحمۃ اللہ علیہ تھے، یہ سب بزرگ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی محفل میں بیٹھنے والے تھے۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ کا قیام مدینہ منورہ میں آپ ہی کے پاس ہوتا، حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے مدینہ منورہ میں آنے کے بعد حضرت امیر ملت نے تقریباً بائیس حج کئے ہیں۔[1] حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے حضرت امیر ملت کا بستر اور چارپائی تبرکاً رکھا ہوا تھا۔

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن علیہ الرحمۃ رئیس اعظم اڑیسہ (بھارت) حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آتے تو حضرت کے روکنے کے باوجود کوشش فرماکر حضرت کے تلوے کا بوسہ لے لیتے، حضرت اگر کھانے میں شریک ہونے کے لیے فرماتے تو عرض کرتے کہ اپنا لب لگا ایک نوالہ مجھے عطا فرمایئے اور اس طرح معروضہ کرتے کہ حضرت قبلہ کو ان کی بات ماننی پڑتی۔

پاکستان سے حضرت علامہ کاظمی امروہوی دامت برکاتہم العالیہ جب حضرت مدنی علیہ الرحمۃ سے ملنے آتے تو ایسے ادب سے ملتے کہ بیان نہیں کیا جاسکتا، حضرت مدنی ان سے کچھ بیان کرنے کے لئے فرماتے، تو قبلہ کاظمی صاحب کچھ تأمل کے بعد یوں بیان شروع فرماتے کہ حضرت مدنی قبلہ کے سامنے زبان کھولنا بے ادبی سے کم نہیں، تعمیل حکم بھی ضروری ہے اس لئے کچھ عرض کرتا ہوں، حضرت مدنی اکثر فرماتے کہ پاکستان کے دو عالم بہت بڑے ہیں اور انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ ایک علامہ سید ابو البرکات لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علامہ کاظمی صاحب قبلہ۔

---

[1] سیرت امیر ملت از پروفیسر طاہر فاروقی ۱۲

پاک و ہند کے علاوہ شام، ترکی، اور مصر کے اکثر علماء کرام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ فن خطابت میں مولانا حافظ محمد شفیع اکاڑوی علیہ الرحمۃ اور مولانا عبد الغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ کی مدح فرماتے اور ان کو بہت دعائیں دیتے۔ قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمۃ کا جب بھی تذکرہ ہوتا تو حضرت فرماتے وہ نیک آدمی ہیں، بہت بزرگ ہیں۔ اور فرماتے کہ کراچی میں سب کچھ انہی کے قدموں کی برکت ہے۔ تمام اہل سنت علماء و مشائخ بالخصوص سادات کا بہت احترام فرماتے، حضرت سید مسکین شاہ صاحب مدنی ملاقات کے لیے آتے تو حضرت ان کے پاؤں چومتے۔

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے تحمل و بردباری، تواضع و انکسار، ایثار و اخلاص، اعتدال و وسعت نظری، جذب و کیف، ضبط و وارفتگی اور علمی تبحر کا ہر سمت چرچا تھا، دوست و دشمن سب آپ کی ان صفات عالیہ کے معترف رہتے تھے، جو شخص بھی آپ کے قریب آتا، آشنائے درد و محبت ہوجاتا اور آپ کی محبت کیمیا اثر سے اس کی دنیا بدل جاتی۔ آپ کے مریدین حجاز مقدس کے علاوہ ترکی، شام، مصر، عراق، یمن، لیبیا، الجزائر، سوڈان، جنوبی افریقہ، بنگلہ دیش، پاکستان، بھارت، افغانستان، اور انگلینڈ وغیرہ میں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔[1]

اردو کے معروف صوفی شاعر امجد حیدر آبادی[2] کو بھی آپ سے شرف بیعت

---

[1] مشکور بیگ مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۹۸۲ء

" مکتوب مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی (انگلینڈ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری، (لاہور) محررہ مئی ۱۹۸۳ء

" روزنامہ جنگ کراچی، مجریہ ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء

[2] سید احمد حسین امجد حیدر آبادی، نواب سالار جنگ کی وفات ۱۳۰۰ھ کے پانچ چھ سال بعد حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے، امجد صاحب کی زندگی شروع ہی سے آزمائش در آزمائش رہی، ابھی سوا ماہ کے بھی نہ تھے کہ والد نے داغ

(بقیہ ص)

حاصل تھا۔ وہ ہر سال حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مدینہ منورہ میں حاضری دیتے اور تزکیہ نفس فرماتے رہے

(بقیہ حاشیہ صد) یتیمی دیا اور پالنے پوسنے کی ساری ذمہ داری والدہ پر پڑ گئی۔ سن شعور آیا تو روزگار کی تلاش میں مارے مارے پھرتے رہے۔ یہ آزمائش کچھ کم نہ تھی کہ ان کی زندگی میں ایک ایسا المیہ پیش آیا جس نے انہیں بدل کر رکھ دیا۔ حیدرآباد شہر کے بیچ کے وسط میں ایک چھوٹی سی ندی بہتی ہے۔ اسے رودِ موسیٰ یا موسیٰ ندی بھی کہتے ہیں۔ شعبان ۱۳۲۶ھ / ستمبر ۱۹۰۸ء میں اس ندی نے عذابِ الٰہی بن کر قیامت کا سماں پیدا کر دیا۔ ہزاروں جانیں ضائع ہو گئیں اور قریب کے سارے محلے چشم زدن میں ملیامیٹ ہو گئے۔ امجد صاحب بھی اپنے خاندان کے ساتھ پانی کے زبردست ریلے میں بہہ گئے۔ ان کی والدہ، بیوی، اور چار سالہ بچی بھی طغیانی کی نذر ہو گئے۔ صرف امجد صاحب کسی طرح بچ گئے۔ وہ اپنی خود نوشت داستان میں فرماتے ہیں:

"...... ماں نے بیٹے کی آواز سن لی۔ اس بدحواسی میں ہاتھ بڑھا کر ایک پتلی سی ڈالی پکڑ لی اور ہماری طرف دیکھ کر کہا ہائے بیٹا میرے دونوں چاند (یعنی بہو اور پوتی) ڈوب گئے۔ ہم نے کہا خیر جو ہوا سو ہوا تم کسی طرح بچ جاؤ...... اور وہ پتلی سی ڈالی بھی چھوٹ گئی۔ ماں کے دو چاند کے ساتھ ہمارا ایک چاند (یعنی ماں) بھی ہمیشہ کے لیے پانی میں ڈوب گیا۔ ہم ننگ خاندان، خاندان کو ڈبو کر ڈوبتے ڈوبتے ندی کے زبردست دھارے میں بہتے چلے گئے۔ اس دھارے میں کچھ دور بہے اور زنانہ ہسپتال کے محاذی میں آنے کے بعد ہسپتال کی بہادر عورتوں نے ہمت کر کے ڈوبنے سے بچا لیا۔"

پھر کئی برس بعد امجد صاحب کا نکاح مولانا نادر الدین کی صاحبزادی جمال النساء بیگم سے ہوا۔ یہ بڑی صاحبِ دل خاتون تھیں جنہوں نے امجد صاحب کے روحانی ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا۔ بیوی کے ساتھ حج پر گئے واپسی پر ان کا انتقال ہو گیا۔ یہ صدمہ امجد صاحب کے لئے سیلاب کے حادثہ سے کم نہ تھا۔ اس کے بعد دو عقد اور کئے مگر زندگی کی مسرتیں نہ لوٹیں۔ ان پے در پے صدمات نے امجد صاحب کی زندگی کا رخ بدل دیا اور

٭ روزنامہ حریت کراچی، ش ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ امجد حیدرآبادی نے اپنی ایک مشہور نعت مدینہ منورہ میں میرے گھر میں لکھی۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں:-

کس چیز کی کمی ہے مولا تری گلی میں
دنیا تری گلی میں عقبیٰ تری گلی میں
جامِ سفال اُن کا تاجِ شہنشاہی ہو
آجائے جو بھکاری داتا تری گلی میں
سورج تجلیوں کا ہر دم چمک رہا ہے
دیکھا نہیں کسی دن سایہ تری گلی میں
کس طرح پاؤں رکھے یاں صاحبِ بصیرت
آنکھیں بچھی ہوئی ہیں ہر جا تری گلی میں
دیوانہ کر دیا ہے دیوانہ ہو گیا ہوں
دیکھا ہے میں نے ایسا جلوہ تری گلی میں
ہے فیض کی تجلی گہری اندھیریوں میں!
بکتا ہے رات ہی کو سودا تری گلی میں
دیوانگی پہ میری ہنستے ہیں عقل والے
رستہ تری گلی کا پوچھا تری گلی میں

(بقیہ حاشیہ صد) دنیا کی بے ثباتی کے احساس اور حزن و ملال کی کیفیت نے ان کی طبیعت میں ایک جذب و وارفتگی کی صورت پیدا کر دی اور یہی سوز و گداز مختلف مراحل سے گزر کر ان کی شاعری کا طرۂ امتیاز بن گیا۔

ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، ش: اپریل ۱۹۷۷ء

نقوش، لاہور، شخصیات نمبر ص ۳۲۹

موت و حیات میری دونوں ترے لیے ہیں
مرنا تری گلی میں جینا تری گلی میں
احمد کو آج تک اولیٰ سمجھتے تھے
لیکن مقام اس کا دیکھا تری گلی میں [1]

عالمِ اسلام کے عظیم مورخ و مفکر ڈاکٹر حمید اللہ مقیم پیرس (فرانس) بھی ہر طور حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے روحانی فیوض و برکات کے معترف رہتے ہیں[2]۔ حضرت نے ایک مرتبہ ڈاکٹر صاحب کے بارے میں فرمایا کہ حیدرآباد (بھارت) کا رہنے والا ہے، قابل آدمی ہے، حنبلی مسلک رکھتا ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے ترکی، ہسپانوی، انگریزی، جرمن اور دنیا کی دوسری زبانوں میں اسلام کی نصرت کے لیے کتابیں لکھیں ہیں اور اس کی کتابوں سے سینکڑوں آدمی مسلمان ہوئے۔ مدینہ منورہ میں جب بھی حاضر ہوتا ہے، روزہ سے داخل ہوتا ہے اگرچہ قیام دو ماہ بھی ہو پھر بھی روزہ سے رہے گا۔ [3]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے مدینہ منورہ میں ہی دو مرتبہ نکاح کیا۔ پہلی اہلیہ محترمہ ... برس کی رفاقت کے بعد انتقال کر گئیں، ان کے انتقال کے بعد آپ نے دوسرا نکاح کیا۔ پہلی بیوی سے ہی آپ کے ہاں اولاد ہوئی، دو بیٹیاں اور چار فرزند چھوٹی عمر میں ہی انتقال کر گئے، ایک صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن اور ایک صاحبزادی ہے[4]۔ ———— آپ کی صاحبزادی ———— ایک ٹانگ سے معذور ہیں۔ انہیں ٹانگ میں ناسور ہو گیا تھا، آٹھ نو برس بیمار رہیں۔ ایک لبنانی ڈاکٹر نے آپریشن کیا ———— کیونکہ ہڈی خراب ہو گئی تھی، الحمد للہ، حرم تک چل جاتی ہیں۔ ایک بدوی لڑکی کو اپنی بیٹی بنایا اس کا نام حمدہ ہے، یہ حضرت علیہ الرحمۃ کی بیٹی سے بھی زیادہ معذور ہے۔ [5]

---

[1] انٹرویو حضرت مدنی علیہ الرحمۃ (ٹیپ کیسٹ)، مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ، لاہور
[2] روزنامہ حریت، کراچی مجریہ ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء
[3] انٹرویو حضرت مدنی علیہ الرحمۃ (ٹیپ کیسٹ)، مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ، لاہور
[4] روزنامہ جنگ، کراچی، مجریہ ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء ص ۳
[5] انٹرویو حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ (ٹیپ کیسٹ)، مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ، لاہور

مولانا فضل الرحمٰن ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے، فضل الرحمان مدنی سے مادہ تاریخ نکلتا ہے۔ آپ ماشاء اللہ، حافظ، عالم، نہایت با اخلاص، بامروت، خوش خلق اور نہایت سخی انسان ہیں، مدینہ منورہ میں احناف اہل سنت کے مفتی ہیں، اپنے والد ماجد حضرت مدنی قبلہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز ہیں، اور حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ سے بھی اجازت و خلافت یافتہ ہیں۔ ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفٰے رضا خاں قدس سرہٗ حج کے لئے تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی قبلہ مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہٗ کو تحریری خلافت عطا فرمائی اور بیت اللہ شریف میں میزاب رحمت کے نیچے اپنے ساتھ کھڑا کر کے اجازت و خلافت کے الفاظ کا اعادہ فرمایا[1]۔ مولانا فضل الرحمٰن مدنی کی اولاد میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں[2]۔ بڑے بیٹے کا نام حبیب الرحمٰن ہے[3]، دوسرے کا رضوان اور تیسرے کا خلیل ہے۔

---

[1] ماہنامہ عرفات، لاہور، شمارہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۶۵ء ص ۴۳
[2] انٹرویو (ٹیپ کیسٹ) شیخ محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا، راہ عقیدت (سفرنامہ حج)، مطبوعہ کراچی
[3] روایت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی (لاہور)

جنت البقیع شریف — سعودی عہدِ حکومت میں

نوٹ: حضرت قطب مدینہ اسی خطۂ جنت میں اہل بیت کی تربت قدسی قبور سے ۳۰ گز کے فاصلے پر محو خواب ہیں۔

سفرِ آخرت

علیل ہوجانا

حضرت سیدی مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر وصال سے دو ماہ قبل کچھ عجیب کیفیت طاری تھی، کچھ ارشاد فرماتے تو کسی کی سمجھ میں نہ آتا، بعض اوقات آپ بار بار اشارہ فرماتے کہ آپ تشریف لایئے قبلہ من تشریف لایئے اور کبھی فرماتے میرے پاس مشائخ تشریف لائے ہوئے ہیں، ان کے لئے جگہ چھوڑ دو، ان کے لئے جگہ خالی کرو، ان کو بٹھاؤ مجھ سے بے ادبی ہو رہی ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ہیں اور جملہ مشائخ ہیں، حضرت خضر علیہ السلام ہیں ان کے لیے جگہ خالی کر دو، پھر فرماتے حضرت مجھے معذور سمجھیں میں آپ حضرات کے لئے نقاہت کے باعث کھڑا نہیں ہو سکتا۔

آخری ایام میں آپ کو مدینہ منورہ کے ہسپتال میں لے جایا گیا۔ یہاں بھی آپ اپنے معمول کے مطابق میلاد شریف کا اہتمام کرتے رہے۔ ہسپتال کا عملہ اس بات کا گواہ ہے کہ آپ جتنے دن ہسپتال میں رہے، الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی صدائیں بلند ہوتی رہیں۔

وصال سے دو دن پہلے سخت علیل ہوئے، کھانا اور باتیں کرنا چھوڑ دیں تھیں، ۳ر ذوالحجہ رات کو طبیعت کچھ بحال ہوئی اور کچھ گفتگو فرمائی۔ رات آرام سے گزری ۴ر ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ بمطابق ۲ر اکتوبر ۱۹۸۱ء صبح کو طبیعت کچھ بحال ہوئی تو دودھ پینے کے لیے کہا گیا، حضرت نے پہلے انکار فرمایا لیکن جب احباب نے اس میں شہد ملایا اور کہا "صلوا علی الحبیب واشربوا الحبیب" یہ سن کر حضرت کچھ دیر ہونٹ ہلاتے رہے پھر ایک گلاس دودھ نوش فرمایا۔

تقریباً بارہ بجے دن حضرت غوث الثقلین میراں محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ جیلانیہ کے خطیب شیخ مجیح دامت برکاتہم العالیہ تشریف لائے، حضرت

ملاقات کرنے والے یہ آخری شخص ہیں، چند لمحے بعد جمعہ کی اذان کے لیے مؤذن نے اللہ اکبر کہا اور حضرت مدنی قدس سرہٗ نے کلمہ شریف پڑھ کر جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

آپ کے وصال کی خبر مدینہ منورہ، پاک و ہند اور دوسرے ممالک کے مسلمانوں میں تیزی سے پھیل گئی، جو کہ حج کے بعد مدینہ منورہ آئے ہوئے تھے۔ بعد نماز جمعہ بوقت اذان عصر آپ کو غسل دیا گیا، غسل میں حضرت مدنی کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ، حضرت کے خادم ابوالقاسم میمن مہاجر مدنی رح، قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمۃ (کراچی)، مولانا ریحان رضا بریلوی، مفتی محمد نور اللہ بصیرپوری علیہ الرحمۃ، علامہ اشرف القادری (یونان)، جناب حنیف بھائی، عبدالقیوم، اقبال سلیمان، اقبال شوقی، ڈاکٹر محمد عاشق لطیفوی، سید کاظم اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔

بعد ازاں حلقہ قادریہ مدینہ منورہ کے احباب وغیرہم نے کفن پہنایا، سر کے نیچے خاک حجرہ شریف، غلاف روضہ مطہرہ، غبار قبر اطہر، حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کی تربت مبارک کے غلاف کا ٹکڑا، اور مختلف عطر اور پھول ڈالے گئے۔ پھر کفن شریف باندھا گیا، بعد نماز عصر درود و سلام اور قصیدہ بردہ شریف کی گونج میں جنازہ اٹھایا گیا۔ مسجد نبوی شریف میں باب رحمت سے داخلہ ہوا، محراب نبوی میں منبر شریف کے قریب جنازہ رکھا گیا، فضیلۃ الشیخ ملا مفتی محمد علی مراد شامی دامت برکاتہم العالیہ خلیفہ مجاز حضرت مدنی قدس سرہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی پھر دعا ہوئی، اس کے بعد تین منٹ تک آپ کا جنازہ مواجہ شریف میں رکھا گیا۔ آپ کی میت و چارپائی پر اس وقت وجدانی حرکت و کیفیت کا مشاہدہ کیا گیا، اتنی ہی دیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم مبارک میں جنازہ رکھا گیا۔ سوگواروں کے عظیم ہجوم کے ساتھ جنازہ باب جبریل سے باہر لایا گیا، ازدحام کی یہ کیفیت تھی کہ باب عمر سے گزرتے ہوئے بیسیوں آدمی زخمی ہو کر گرے

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

طیبہ آ وا زسے کا طیبہ کا ذکر ہو رہا تھا ، کچھ لوگ امام بوصیری کا قصیدہ بُردہ شریف پڑھ رہے تھے ، کچھ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کا مشہور نذرانہ عقیدت مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام پڑھ رہے تھے اور کچھ لوگوں کی زبان پر اعلیٰ حضرت کی مشہور نعت تھی ۔ " کعبے کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں دُرود "

جنت البقیع میں اندر جانے کی اجازت نہیں ، حکومت کے مقرر کردہ آدمی ہی دفن کرتے ہیں ، لیکن مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہٗ کے کہنے پر وہاں کی انتظامیہ نے دروازہ کھول دیا اور کسی کو نہ روکا ، اس طرح تمام احباب جنازہ کے ساتھ جنت البقیع میں داخل ہو گئے ، مولانا فضل الرحمٰن نے خود قبر میں کھڑے ہو کر حضرت مدنی قدس سرہٗ کو لحد میں اُتارا ، سبھی احباب نے آپکی مدد کی ، تمام اینٹیں دُرود شریف پڑھتے ہوئے لگائی گئیں ۔ تدفین کے بعد مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی نے قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اذان کہی ، نمازِ جنازہ میں انڈونیشیا ، الجزائر ، ترکی مصر ، شام ، مدینہ منورہ ، پاکستان ، بھارت و جزائر عرب و امصار عجم کے علماء و فاضل و عامۃ الناس شریک ہوئے ۔

تدفین کے دوسرے دن حضرت مدنی قدس سرہٗ کی قیام گاہ پر محفل میلاد کے بعد صاحبزادہ مولانا فضل الرحمٰن القادری مدنی مدظلہٗ کی دستار بندی ہوئی ۔ دستار بندی تمام علماء و مشائخ کی موجودگی میں حضرت علامہ شیخ محمد علی مُراد حنفی شامی مدظلہٗ اور مولانا ریحان رضا خاں (بریلی شریف) نے کرائی ۔ تیسرے دن ختم قُل شریف ہُوا ، جس میں مدینہ طیبہ کے تمام اہلِ سنت حضرات نے شرکت کی ، بعد میں کئی دن تک سعودی عرب اور مدینہ منورہ کے سرکاری حکام تعزیت کے لیے آتے رہے ۔ حضرت کی آخری آرام گاہ ان کے حسبِ منشا جنت البقیع میں قبہ اہلِ بیت میں جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مزارِ اقدس سے صرف ۲/۱ ۲ گز کے فاصلہ پر ایک اونچی جگہ پر جہاں سے گنبد خضرا شریف کے درمیان کوئی آڑ نہیں بنی ہے ۔

قطبِ مدینہ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی قدس سرہٗ پون صدی

تک مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہٗ کے قدم بقدم اس آرزو میں زندگی بسر کر دی کہ مدینہ طیبہ میں جنت البقیع کی خاک پاک نصیب ہو جائے اور بالآخر انہوں نے یہ مقدس آرزو پالی ۔ ؎

خاک طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی
خاک طیبہ اچھی ، اپنی زندگی اچھی نہیں

حضرت فرمایا کرتے تھے میں وقار کے ساتھ رہا ہوں اور وقار کے ساتھ جاؤں گا ، ہر روز عشاء کی نماز کے بعد آپ کے ہاں محفلِ میلاد منعقد ہوتی تھی ، جس میں خصوصی طور پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کا کلام پڑھا جاتا تھا اور جب نعت خوان اشارۂ قرب سے " ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں " پڑھتے تو کیف و سرور کا عجیب عالم ہوتا ۔

الحمد للہ ! گنبد خضرا کے سایہ میں باب مجیدی کے پاس اب بھی وہ مقدس محفل جمتی ہے ، جس کی سرپرستی حضرت کے فرزند ارجمند مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ العالی فرماتے ہیں ، اور حسب سابق آخر میں دُعا کے بعد تمام حاضرین میں لنگر تقسیم کیا جاتا ہے ، وہاں صلوٰۃ و سلام بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے ، آخری شعر یہ ہوتا ہے ؎

یعنی وہ اعلیٰ حضرت بریلی کے شاہ
جن کی باب مجیدی میں چمکی ضیا
ایسے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام

حضرت شیخ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا عُرس ۲۲ ستمبر ۱۹۸۲ء کو جبلِ اُحد کے متصل حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہٗ کے مزار مبارک کے دامن میں دانیال میں منعقد ہُوا ۔ لہ

لہ مکتوب ملک شیر زمان خان تنزیل مدینہ منورہ
، ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) ش جنوری ۱۹۸۲ء

(بقیہ حاشیہ صد)

ہفت روزہ الہام (بہاول پور) ش ۱۴ ستمبر ۱۹۸۲ء

مکتوب صلاح الدین قاضی (مقیم سعودی عرب) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور)
محررہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء

مکتوب محمد عاشق الفیضوی القادری (سعودی عرب) بنام ماسٹر فیاض احمد (خانیوال)

مکتوب بدر الدین احمد (سعودی عرب) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور محررہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۱ء

مکتوب القاسم قادری (سعودی عرب) " " " " " ۹ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، ش فروری ۱۹۸۳ء

حضرت مدنی قدس سرہٗ العزیز

کے خلفاء و مجازین

(خلیل احمد رانا)

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد قادری مدنی قدس سرہٗ نے جن خوش بخت علماء و مشائخ کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا، ان کے نام درج ذیل ہیں۔

سعودی عرب

۱۔ فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مفتی فضل الرحمٰن قادری مدظلہ العالی مدینہ منورہ
(خلف الرشید حضرت قطب مدینہ قدس سرہٗ)

۲۔ حضرت علامہ مفتی شیخ محمد بن علوی بن عباس المالکی الحسنی استاذ مسجد الحرام، مکۃ مکرمہ

۳۔ شیخ العلماء حضرت علامہ مفتی سید محمد علی مراد حنفی مفتی اعظم شام (نزیل مدینہ منورہ)

جنوبی افریقہ

۴۔ پیر طریقت حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی رضوی، ڈربن (نزیل ماریشیس۔ افریقہ)

بھارت

۵۔ ابو المساکین حضرت مولانا مفتی محمد ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۶ھ) پیلی بھیت

۶۔ شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۰ھ) "

۷۔ عاشق رسول مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن عباسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء) دھام نگر۔ اڑیسہ

۸۔ غازی ملت حضرت مولانا محبوب علی رضوی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۵ھ) بمبئی

۹۔ پیر طریقت حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین کانپوری رحمۃ اللہ علیہ (م سنہ) کانپور
۱۰۔ حضرت حافظ شجاع الدین قادری ضیائی (مرید، شیخ امیر پور۔ یو۔ پی)
۱۱۔ حضرت شیخ الطریقت علامہ مظفر احمد بدایونی (داتا گنج۔ بدایوں)
۱۲۔ حضرت مولانا مفتی محمد وجیہ الدین غازی پوری (پیلی بھیت، م ۱۴۰۲ھ) غازی پور
۱۳۔ حضرت مولانا مفتی محمد طیب رضوی — بمبئی
۱۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد شاہد رضا خاں — پیلی بھیت
۱۵۔ حضرت مولانا حافظ قاری محمد احمد جہانگیر اعظمی — اعظم گڑھ
۱۶۔ حضرت مولانا سید محمد عبدالحق اعظمی — "
۱۷۔ حضرت مولانا محمد احمد کانپوری — کانپور
۱۸۔ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی — کچھوچھہ شریف
۱۹۔ حضرت مولانا قاری محمد امانت رسول رضوی — پیلی بھیت
۲۰۔ حضرت مولانا سید محمد ہاشمی میاں اشرفی — کچھوچھہ شریف
۲۱۔ حضرت مولانا محمود احمد قادری — کانپور
۲۲۔ حضرت فیض العارفین غلام آسی پیا حسنی جہانگیری ابوالعلائی قادری ضیائی
(برادرِ اکبر علامہ ارشد القادری) پوسٹ ملک ضلع رامپور
۲۳۔ حضرت علامہ ارشد القادری (مصنف زلزلہ) جمشید پور۔ بہار

پاکستان

۲۴۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری (ممبر پاکستان قومی اسمبلی) کراچی
۲۵۔ حضرت شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی — اوکاڑہ
۲۶۔ خطیب اہل سنت حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۴ء) کراچی
۲۷۔ پیر طریقت حضرت ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی قادری — پشاور

۲۸۔ شیخ الطریقت حضرت قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۳ء) کراچی
۲۹۔ حضرت مولانا غلام رضا علوی — راولپنڈی
۳۰۔ حضرت مولانا شاہ تراب الحق قادری (ممبر پاکستان قومی اسمبلی) کراچی
۳۱۔ شیخ طریقت حضرت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۹ء) لالہ موسیٰ
۳۲۔ استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں رضوی بریلوی — پیر جو گوٹھ سندھ
۳۳۔ حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی قادری — لاہور
۳۴۔ شیخ طریقت حضرت صوفی شاہ محمد فاروق رحمانی قدوسی قادری چشتی (م ۱۹۸۳ء) کراچی
۳۵۔ خطیب پاکستان حضرت مولانا الٰہی بخش قادری ضیائی — لاہور
۳۶۔ عمدۃ المقررین حضرت مولانا محمد محفوظ الحق شاہ — بورے والا
۳۷۔ حضرت مولانا محمد عبدالخالق شاہ — " "
۳۸۔ فاتح عیسائیت حضرت مولانا ابوالنصر محمد منظور احمد شاہ — ساہیوال
۳۹۔ مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی — لاہور
۴۰۔ حضرت مولانا محمد سعید شبلی قادری حامدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۲ء) ساہیوال
۴۱۔ فاضل شہیر علامہ سید حسین الدین شاہ — راولپنڈی
۴۲۔ حضرت شیخ الحدیث حافظ محمد احسان الحق — فیصل آباد
۴۳۔ فاضل جلیل حضرت مولانا محمد منظور احمد فیضی اوچی — احمد پور شرقیہ
۴۴۔ حضرت مولانا مفتی سید زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۸ء) فیصل آباد
۴۵۔ حضرت مولانا الحاج لطیف احمد چشتی — کاموکی (گوجرانوالہ)
۴۶۔ حضرت مولانا محمد علی شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ — لاہور
۴۷۔ حضرت مفتی غلام سرور قادری رضوی — لاہور

(نوٹ) جس قدر خلفاء کرام کے نام ہمیں معلوم ہوسکے وہ درج کر دیئے گئے ہیں۔ ظاہر ہے یہ فہرست نامکمل ہے۔ قارئین کرام اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔ (مرتب)

الطالع السعيد المنتخب من المسلسلات والأسانيد

تخريج

محمد بن علوي بن عباس المالكي الحسني

خادم السنة بالبلد الحرام

«اســـــنادي الى الامام عبد القادر الجيلاني»

عـن الشيخ حسن المشاط والشيخ حسن اليماني والحبيب حسن ابن محمد فدعق والحبيب علي بن حسين العطاس والحبيب علي بن عبد الرحمن الحبشي كلهم عن الحبيب حسين بن محمد الحبشي عن والده الحبيب محمد الحبشي عن السيد طاهر بن حسين بن طاهر عن السيد الامام عبد الرحمن بن علوي عن السيد عبد الرحمن بن عبد الله بلفقيه عن والده عن الشيخ أحمد القشاشي عن الشيخ الشناوي عن عبد الرحمن بن عبد القادر بن عبد العزيزبن

فهد العلوي عن عمه جار اللهبن عبد العزيز عن شيخ الحديث الجلال السيوطي عن الجلال الملقن عن ابي اسحاق التنوخي عن أبي العباس الحجار عن أحمدبن يعقوب المارستاني عن قطب الطريقة الشيخ محيي الدين عبد القادر الجيلاني رحمه الله تعالى .

وأروى كذلك عن سيدنا الشيخ ضياء الدين أحمد القادري عن مولانا أحمد رضا خان عن سيد آل رسول عن سيدشاه آل أحمد أتشي ميان عن شاه حمزه عن سيد آل أحمد عن سيد شاه بركات الله عن سيد فضل الله عن سيد أحمد عن سيد محمد عن شيخ جمال الدين أوليا عن شيخ قاضي ضياء الدين عن الشيخ محمد بهكاري عن الشيخ ابراهيم أبرجي عن الشيخ بهاء الدين عن سيد أحمد جيلاني عن سيد حسن عن سيد موسى عن سيد علي جيلاني عن محيي الدين عن الشيخ أبو صالح عـن سيد عبد الرزاق عن سيدي عبد القادر الجيلاني عن أبي سعيد المخزومي عن أبي الحسن الهكاري عـن أبي الفرج الطرطوسي عن عبد الواحد عن الشبلي عن الجنيد عن السري السقطي عن معروف الكرخي عن الامام الرضا عن الكاظم عن جعفر الصادق عن الامام الباقر عن الامام زين العابدين بن الحسين عن الحسين بن علي عن الامام علي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم .

شجرۂ طریقت منظومہ

سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ ضیائیہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کیواسطے
یا رسول اللہ کرم کیجے خدا کیواسطے
مشکلیں حل کر شہِ مشکلکشا کیواسطے
کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کیواسطے

سیدِ سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کیواسطے
صدقِ صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کیواسطے

بہرِ معروف و سری معروف دے بیخود سری
جندِ حق میں گن جنیدِ باصفا کیواسطے
بہرِ شبلی شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا!
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کیواسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کیواسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدرِ عبد القادرِ قدرت نما کیواسطے

اَحسنَ اللہُ لَہُم رزقاً سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیاء کیواسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دیں محی جانفزا کیواسطے

طورِ عرفاں و علو و حمد و حسنیٰ و بہا! دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کیواسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کیواسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال شہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کیواسطے

دے محمد کیلئے روزی کر احمد کیلئے خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کیواسطے

دین و دُنیا کے مجھے برکات دے برکات سے عشقِ حق دے عشقیِ عشق انتما کیواسطے

حبِ اہلِ بیت دے آلِ محمد کیلئے کر شہیدِ عشق حمزہ پیشوا کیواسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُر نور کر اچھے پیارے شمس الدین بدرالعلیٰ کیواسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ رکھ حضرتِ آلِ رسول مقتدا کیواسطے

کر عطا احمد رضائے احمدِ مرسل مجھے میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کیواسطے

دین و ایماں رکھ سلامت استقامت کر عطا حضرتِ شہ ضیاء الدین باصفا کیواسطے

صدقہ ان اعیان کا دے چھ عین عزّ علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت اس بےنوا کیواسطے

سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
فیضیابِ اعلیٰحضرت بریلی کے شاہ
جن کی ہر ہر ادا ، سنّتِ مصطفیٰ
جن کی بابِ مجیدی میں چمکی ضیاء
ایسے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام

وہ ضیا مردِ حق تھا وہ جب تک جیا
اہلسنّت کے جھنڈے کو اُونچا کیا
وقت آیا تو جنّت کا رستہ لیا!
جانشینی کو لختِ جگر دے دیا!
ایسے فرزندِ حضرت پہ لاکھوں سلام

اقوالِ ضیاءٔ

ضیائے ملت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی قدس سرہٗ العزیز

- جو شریعت کا پابند نہیں وہ طریقت کے لائق نہیں۔
- خواہش پرستی مہلک رفیق ہے اور بُری عادت زبردست دُشمنی ہے۔
- جو شخص اپنے کام کو پسند کرتا ہے اس کی عقل میں فتور آجاتا ہے۔
- دولت کی مستی سے خُدا کی پناہ مانگو اس سے بہت دیر میں ہوش آتا ہے۔
- دنیا بہت بُری چیز ہے جو اس میں پھنسا وہ پھنستا ہی چلا جاتا ہے۔ اور جو اس سے دُور بھاگتا ہے اس کے قدموں میں ہوتی ہے۔
- کسی نیک عمل کی توفیق ہونا ہی قبولیت کی نشانی ہے۔
- نجد کی مٹی میں خیر نہیں ہے۔
- مدینہ منورہ میں اگر کسی کا خط پڑھا جاتا ہے یا اُس کا ذکر کیا جاتا ہے یا اُس کا نام لیا جاتا ہے تو یہ اُس کی خوش نصیبی ہے۔

کشف و تصرفات

خلیل احمد رانا

مولانا عبدالحفیظ قادری (فیصل آباد) فرماتے ہیں کہ :-

حضرت سیّد زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فیصل آبادی، حضرت شیخ العرب والعجم کو مالکِ ثانی علیہ الرحمۃ کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ شاہ صاحب کی وساطت سے میرے ساتھ ایک ایسا واقعہ پیش آیا، جسے میں آج تک نہیں بھلا سکا تا قیامت، بلکہ بعد میں بھی نہ بھلا سکوں گا. یہ تقریباً جون ۱۹۷۵ء کی بات ہے۔ میں نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنے ارادت مندوں میں شامل فرما لیں، لیکن آپ نے فرمایا کہ چند روز رُک جاؤ، دوبارہ پھر عرض کیا تو آپ نے فرمایا ابھی چند دن اور رُکو۔

چند دن گزرے تو میں آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو مجھ سے یوں گویا ہوئے کہ مدینہ شریف میں ایک بزرگ رہتے ہیں ایک عرصہ سے مدینہ منورہ سے باہر نہیں جاتے، اسلئے کہ کہیں مدینہ پاک سے باہر ہی موت واقع نہ ہو جائے، اور مدینے کی گلیوں میں بہت کم چلتے ہیں مبادا کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ پا پہ میرا پاؤں نہ آ جائے — نعت خوانی کی محفل میں دوزانو تشریف فرما ہوتے ہیں چاہے تمام دن بیٹھنا پڑے۔ یہ تمام باتیں کرنے کے بعد فرمانے لگے، کیا تمہیں ان کا مرید نہ کروا دوں ؟

میں نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے نہ میں نے ان کی زیارت کی ہے اور شاید زیارت کر بھی نہ سکوں، لہذا میں مطمئن نہیں ہوں۔ دوسری نشست میں پھر آپ نے مجھے آمادہ کرنا چاہا اور مجھے بادلِ نخواستہ ہاں کرنا پڑی، اطمینان اب بھی نہیں تھا. آپ حج پر تشریف لے جانے لگے تو میرا نام اور پتہ آپ نے لکھ لیا اور آپ سیدھے مدینے شریف چلے گئے۔

چودہ پندرہ دن گزرے ہوں گے کہ ایک رات میں خواب دیکھتا ہوں کہ تمام چیزیں مغرب کی طرف دوڑ رہی ہیں۔ عجیب افراتفری کا عالم ہے۔ لوگ بھاگ رہے ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ قیامت آگئی، قیامت آگئی۔ اسی اثنا میں میں (راقم الحروف) اور میرے بڑے بھائی (نور احمد صاحب) ہم ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر بھاگ رہے ہیں اچانک ایک دروازے سے ایک بزرگ تشریف لاتے ہیں، جنہوں نے سفید لباس زیب تن کیا ہوا ہے اور سر پر سفید رومال ہے قد نہ لمبا اور نہ چھوٹا جسم قدرے کمزور لیکن بالکل کمزور نہیں ہے۔ فرماتے ہیں آؤ میں تمہاری بخشش کرواؤں اور یہ فرما کر میرا ہاتھ پکڑ لیا پھر دُور گئے ہوں گے کہ میری آنکھ کھل گئی۔ صبح یہ تمام واقعہ میں نے قبلہ شاہ صاحب کو لکھ کر ارسال کر دیا اور تاریخ بھی لکھ دی۔ پتہ غالباً یوں تھا۔ سیّد زاہد علی معرفت ص ب ۹۲۔ باب مجیدی مدینہ منورہ سعودی عرب۔

جب آپ حج سے واپس تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا کہ جس رات تو نے خواب دیکھا تھا، عین اسی وقت میں نے تمہیں مرید کرایا تھا اور تمہارا یہ خط بھی میں نے پیش کر دیا۔ آپ نے سماعت فرما کر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور خاص طور فرمایا ہے کہ اس سے پوچھنا کہ اب بھی تم مطمئن ہوئے یا نہیں ؟ میں نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اب مجھے کوئی ثبوت نہیں چاہیے، میں مطمئن ہوں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

فقط والسلام

عبدالحفیظ احمد قادری، ضیائی

مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے

فیصل آباد

ایک مرتبہ آپ کے خادمِ خاص ابوالقاسم معین جو کہ مدینہ منورہ میں آپ کے مکان پر مقیم ہیں، حرم نبوی شریف میں کام کرتے ہیں، بہت سخت بیمار ہوئے، ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ اپریشن کے بغیر مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ چنانچہ اپریشن کے لئے انتظامات

کر لئے گئے اور ابو القاسم کو ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ اپریشن کا مقررہ وقت بھی قریب تھا۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ ابو القاسم کا اپریشن نہیں ہوگا۔ لہذا دوسرے دن ہی ابو القاسم کو بغیر آپریشن کے ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا۔ [۱]

کراچی کے ایک صاحب جو کہ ابھی کراچی ہی میں ایک فارن بنک میں ملازم ہیں، حضرت مولانا فضل الرحمٰن قادری مدنی مدظلہٗ کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں، کہ ایک دن میں عشاء کی نماز کے بعد اپنے روزانہ کے وظائف سے فارغ ہو کر سو گیا، بظاہر تو میں سو گیا لیکن درحقیقت میری قسمت جاگ گئی۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ مسجد نبوی شریف کا منظر ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلوہ افروز ہیں، اتنے میں سرکار مسجد نبوی باب مجیدی سے باہر تشریف لاتے ہیں اور سامنے ایک مکان میں جاتے ہیں، جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکان میں داخل ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک ضعیف شخص نے اٹھ کر قدم بوسی کی اور عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ نے اتنی زحمت کیوں فرمائی، آپ حکم فرماتے اور بندہ حاضر ہو جاتا، کہ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ صبح ہوتے ہی میں نے قریبی مسجد کے خطیب سے یہ خواب بیان کیا۔ اُنہوں نے مجھے کہا کہ ہاں واقعی باب مجیدی کے سامنے ایک عاشق رسول رہتے ہیں اور اس خواب میں تمہیں ان کے دامن سے وابستہ ہونے کو کہا گیا ہے، لہٰذا میں اب یہ عریضہ ارسال کر رہا ہوں تاکہ حضرت مجھے اپنے دامن میں لے لیں۔ [۲]

حضرت مفتی تقدس علی خان صاحب بریلوی مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جوگوٹھ (سندھ) نے ۲۰ دسمبر بروز اتوار ۱۹۸۱ء کو حضرت حکیم موسیٰ امرتسری قبلہ مدظلہ العالی، ریلوے روڈ لاہور کے مطب پر [۳] راقم سے

---

[۱] ماہنامہ اعلیٰحضرت، بریلی شمارہ فروری ۱۹۸۳ء

[۲] " " " " "

[۳] رانا خلیل احمد

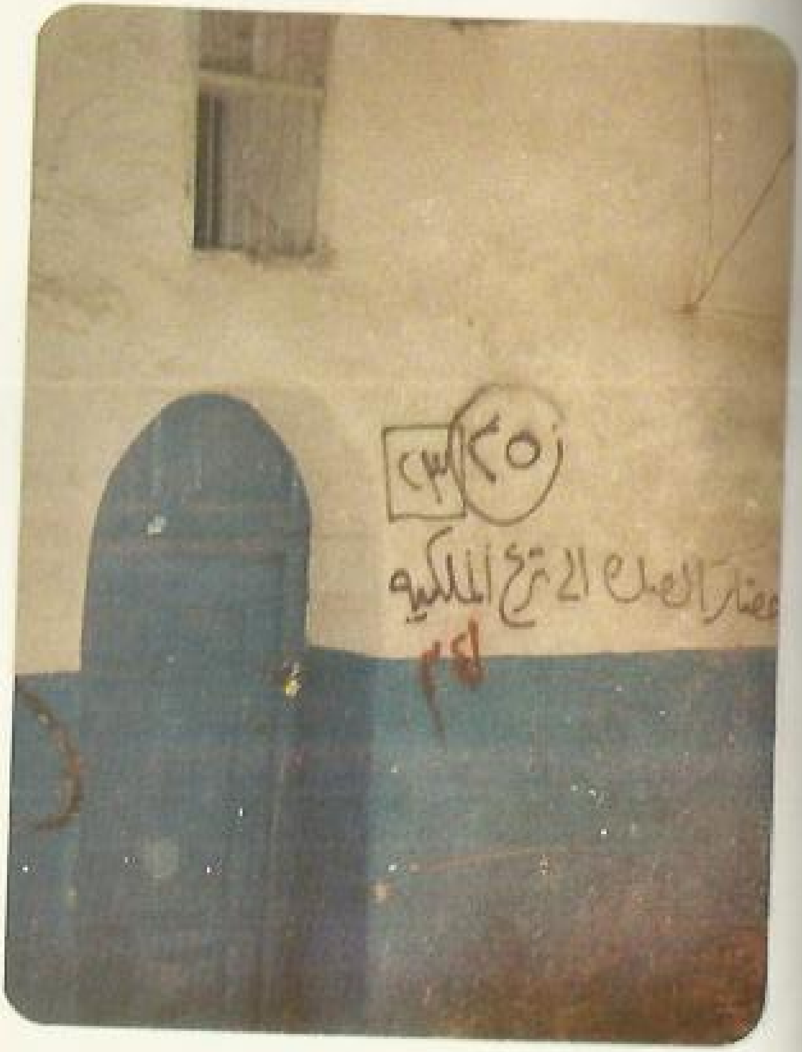

حضرت قطب مدینہ (قدس سرہٗ) کے مکان شریف کا بڑا دروازہ، مگر اب یہ یادگار مکان توسیع حرم کے منصوبے کے باعث اپنی ظاہری حالت ختم کر چکا ہے۔

فرمایا کہ میں تقریباً عرصہ دس سال سے رمضان المبارک کا مہینہ مدینہ منورہ میں گزارتا ہوں اور مہینہ بھر قیام حضرت مدنی قبلہ علیہ الرحمۃ کے مکان پر ہوتا ہے ۔ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ کو مدینہ منورہ میں حضرت قبلہ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر تھا کہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی قدس سرہٗ کے حادثہ کی خبر پہنچی ، حضرت مدنی نے خبر سنتے ہی سورۂ یٰسین کی آیت مبارکہ "ہٰذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون" پڑھی ، فقیر اور مولانا فضل الرحمٰن مدنی دامت برکاتہم العالیہ نے فوری خیال کیا کہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ ، حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی کے انتقال کی خبر دے رہے ہیں حالانکہ اس وقت صرف حادثہ کی خبر آئی تھی ، دوسرے روز اعلان ہوگیا کہ حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا ۔

جناب محمد حنیف قادری لکھتے ہیں کہ ایک روز میں ، چند دیگر حضرات اور حضرت کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن صاحب بیٹھے ہوئے تھے کہ خطوط آئے ، اس میں مولانا فضل الرحمٰن مدنی کے نام پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری کا خط بھی تھا ، مولانا نے حضرت سے کہا کہ پیر صاحب کا خط آیا ہے ، حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فوراً فاتحہ کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے ، سب نے فاتحہ پڑھی ، بعد میں خط پڑھنا شروع کیا تو اس خط میں کسی کے انتقال کی خبر تھی ۔ [1]

خمیس مشیط (سعودی عرب) سے جناب محمد ضمیر زمان قادری ضیائی لکھتے ہیں ، کہ میں بیعت کے سلسلہ میں کسی بزرگ ہستی کی تلاش میں تھا ۔ بارگاہِ رسالت میں مرشد کی باریابی کی دعا کی ۔ ایک دن محترمی سید محمد نبی شاہ صاحب نے ایک مفصل استخارہ کا عمل بتایا ۔ میں نے ان کے بتلائے ہوئے وظیفہ پر عمل کیا ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے حال پر رحم کیا ۔ رات کے پچھلے پہر میں سو گیا ، لیکن میری قسمت

---

[1] مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ (لاہور) محررہ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۶ء

جاگ گئی۔ میں نے نہایت ہی حسین خواب دیکھا کہ غوث الثقلین حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزار پُر انوار کا خوبصورت منظر ہے۔ میرے پوچھنے پر کسی نے بتایا کہ یہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی درگاہ شریف ہے۔ پھر دیکھتا ہوں کہ عرفات کا میدان ہے اور حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ ایک جگہ تشریف فرما ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرماتے ہیں کہ تم کون ہو؟ یہ سن کر میرے منہ سے بے ساختہ الفاظ نکلتے ہیں کہ حضور میں تو قادری ہوں اور آپ کا غلام ہوں۔ حضرت فرماتے ہیں اچھا ادھر آ ...... پھر حضرت نے کچھ اور فرمایا کہ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔

اب میرا گوہر مقصود میرے سامنے تھا۔ میں چند دنوں بعد مدینہ منورہ گیا اور حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے دامن سے وابستہ ہو گیا۔ حضرت پر ان دنوں استغراق کی کیفیت طاری تھی، کافی وقفہ کے بعد کلام فرماتے تھے۔ میں آپ کے قدموں کو پکڑ کر کافی دیر تک دبا رہا۔ پھر حضرت نے اوراد شریف عنایت فرمائے اور نصیحتاً فرمایا کہ سب سے بڑا وظیفہ پابندیٔ شریعت ہے، شریعت کے بغیر طریقت ناقص ہے۔

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ وصال کے آخری ایام میں کچھ تناول نہ فرماتے تھے۔ جب کہا جاتا کہ سرکار دو عالم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ اور شہد بہت پسند تھا تو فرماتے اچھا لاؤ اور صرف چند گھونٹ ہی نوش فرماتے۔ ایک مرتبہ میں آپ کے قدم دبا رہا تھا خیال آیا کہ حضرت اگر کچھ بچا دیں تو میں بھی تبرکاً پی لوں گا۔ لیکن حضرت نے پورا گلاس نوش فرمایا اور ساتھ ہی دوسرا گلاس طلب فرمایا اور اس میں سے کچھ بچا کر خود ہی گلاس میری طرف بڑھا دیا اور میں نے اپنے آپکو خوش نصیب سمجھ کر بسم اللہ پڑھ کر جھٹ سے پی لیا۔[1]

مولانا محمد احسان الحق فیصل آباد) سے لکھتے ہیں کہ ۱۹۷۵ء میں خوش نصیب

---

[1] مکتوب جناب شیر زمان قادری بنام راقم محررہ ۶ر اپریل ۱۹۸۳ء

حضرات سعادتِ حج و زیارت سے بہرہ ور ہونے کے لیے اطرافِ عالم سے قافلہ در قافلہ حرمین طیبین شریفین کو جانے لگے تو کارکنانِ قضا و قدر نے محترم جناب محمد کرم خان صاحب آف پہاڑ پور ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں کو بھی ان کی خوش نصیبی کی بنا پر قافلے میں شامل کر لیا۔

فقیر نے ان کے ہاتھ ایک عریضہ مدینہ طیبہ کے والا مرتبت شیخ طریقت صاحبِ سعادت و فضیلت حضرت ضیاء الدین احمد القادری المدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر کیا اور التجا کی کہ جس طرح اس سال ان حضرات کو حاضری حرمین طیبین کی دولت نصیب ہوئی ہے دُعا فرمائیں کہ آئندہ سال مجھ فقیر کو بھی اس سے مستفیض فرمایا جائے۔ ؎

اے رضا سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

حضرت علیہ الرحمۃ نے کرم فرمایا، عریضہ کا مضمون سنتے ہی دست ہائے شفقت اٹھائے اور پُر خلوص دعاؤں سے نوازا۔ الحمد للہ کہ یہ دُعا فی الفور قبول ہوئی — "اِنّ الدعاء یرد القضاء" کا منظر سامنے آیا۔ اسی محفل میں جناب محمد کرم خان صاحب نے عرض کی کہ حضرت! جس خلوص کے ساتھ آپ نے دُعا فرمائی ہے اسی خلوص کے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ سال مولوی صاحب کو اپنے ساتھ لاؤں گا اور اگر کسی وجہ سے خود حاضر نہ ہو سکا، تو انہیں ضرور بھیجوں گا۔ ؎

ہر دُعا جو آپ فرماتے تھے ہوتی تھی قبول
کیونکہ مقبولِ حبیبِ رب العزت آپ تھے

آخر ۱۲ر شعبان ۱۳۹۶ھ / ۱۰ر اگست ۱۹۷۶ء کو محمد کرم خان صاحب نے دس ہزار چھ سو اٹھارہ روپے کا ڈرافٹ اور ایک خط بھیجا کہ آپ یہ رقم جمع کرا دیں اور حج و زیارت کی درخواست دیں۔ ۱۵ر شعبان کو رقم جمع کرائی اور درخواست دی۔

۱۵ ر شعبان کو رقم جمع کرائی اور درخواست دی ۔ ۱۸ ر ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ / ۱۱ ر نومبر ۱۹۷۶ء کو کراچی سے سوا پانچ بجے صبح طیارے نے پرواز کی ۔ ۴ گھنٹے ۶ منٹ میں حدودِ جدہ معظمہ میں داخل ہوا ۔ اور پھر اسی روز عصر سے پہلے ٹیکسی پر سوار ہو کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے ۔ [1]

حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی نے راقم سے بیان کیا کہ جن دنوں میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا ۔ حضرت مدنی قبلہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھی حاضری ہوتی ۔ کھانے کے وقت ایک مفلوک الحال شخص آتا اور کھانا کھا کر چلا جاتا ۔ حکیم صاحب قبلہ فرماتے ہیں ۔ کہ میں نے ایک دن دل میں یہ سوچا کہ یہ شخص خواہ مخواہ کھانے کے وقت آجاتا ہے اور حضرت کو تکلیف دیتا ہے ۔ اسی دن جب محفل برخاست ہوئی حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حکیم محمد موسیٰ مجھ سے مل کر جانا ۔ میں خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ حکیم صاحب یہ جو غریب الحال شخص ہر روز کھانا کھانے کے لیے آتا ہے یہ پاکستان کے شہر لائل پور میں ایک مل میں معمولی ملازم ہے ، اسے ہر سال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت نصیب ہوتی ہے ، بڑا خوش بخت ہے ، اور مدینہ طیبہ کا زائر ہے ، میں اسی لیے اس کو کھانا کھلاتا ہوں ۔

مفتی عزیز احمد صاحب ۱۳۹۹ھ میں مدینہ منورہ آئے تو ویزہ ختم ہونے کے بعد بھی بہت کوشش کی کہ یہاں رہ جاؤں ، حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آپ جنت البقیع کے لیے کوشش کر رہے ہیں ، حالانکہ ابھی آپ کا وقت نہیں آیا ، مفتی صاحب ، بحمدللہ ابھی تک حیات ہیں ۔ [2]

نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفتیِ اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور سبز گنبد پر پہلی نظر پڑی تو یہ دعا کی کہ قطبِ مدینہ سے

[1] محمد احسان الحق ، مولانا : مضمون "مدینہ کی باتیں" ، ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ، گوجرانوالہ جنوری ۱۹۷۷ء

[2] مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم موسیٰ امرتسری (لاہور) محررہ ۱۲ ر دسمبر ۱۹۸۳ء

ملاقات ہو جائے ، یہ دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ موجود تھے اور فرمانے لگے اس فقیر کو آپ نے طلب فرمایا لہٰذا فقیر حاضر ہے ۔ حضرت ابو المساکین مولانا شاہ ضیاء الدین پیلی بھیتی اور مولانا حشمت علی لکھنوی علیہم الرحمۃ نے بھی حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو قطب مدینہ منورہ فرمایا ہے ۔ [3]

جناب سید محمد شمس الحق ضیائی قادری (لاہور) بیان کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران والدِ مکرم قبلہ کا ملفوف گرامی ملا جس میں لکھا تھا کہ "اگر دفتری امور مانع نہ ہوں تو پاکستان چکر لگا جائیں" بندہ حضرت الشیخ مولانا ضیاء الدین احمد صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور والد صاحب کے خط کے متعلق عرض کیا تو حضرت نے تھوڑی دیر توقف فرمایا اور پھر حکم دیا کہ آپ پاکستان جا آئیں " بندہ نے عرض کیا کہ ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی ہے کہ میں پاکستان سے آیا ہوں تو پھر فرمایا کہ والد صاحب کے حکم کی تعمیل ضروری ہے ۔

اسی دوران قائدِ اہلِ سنت مولانا الشاہ احمد نورانی مدینہ عالیہ حاضری کے لیے تشریف لائے ایک وقت ایسا آیا کہ مولانا الشاہ احمد نورانی ، راقم اور حضرت شیخ مکرم تینوں موجود تھے کہ مولانا نورانی صاحب نے بندہ کی پاکستان روانگی کے لیے پوچھا تو فوراً شیخ مکرم نے فرمایا کہ شمس الحق کو پاکستان جانا ہے تو مولانا نورانی صاحب نے فرمایا " بالکل ٹھیک ہے "۔

بندہ جب پاکستان روانہ ہوا تو حضرت الشیخ مولانا ضیاء الدین صاحب نے فرمایا کہ لاہور میں میرے دوست ہیں ان کے لیے ایک تحفہ لیتے جاویں ، استفسار پر فرمایا کہ " حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری میرے بہترین دوست ہیں " وہ مجھے ہمیشہ دیسی گھی اور یونانی ادویات بھیجتے رہتے ہیں ، اس لیے مدنی کھجوروں کا نذرانہ ان کی خدمت میں پیش

[3] ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ، ش جنوری ۱۹۸۲ء

کر دیں۔ بندہ اسی روز سے حکیم صاحب کو دل کی گہرائیوں سے قابلِ صد احترام تصوّر کرتا ہے۔ لاہور پہنچتے ہی امانت ان کی خدمت میں پہنچادی۔

مذکورہ واقعہ کا ردِعمل یہ ہوا کہ بندہ والد صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ چند ماہ قیام کے بعد بندہ نے واپسی کے لیے اجازت طلب کی تو حکم ملا کہ ابھی نہ جائیں۔ اور تھوڑی ہی دیر میں والد صاحب قبلہ واصل بحق ہوگئے۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ؕ

اصل میں شیخ مکرم حضرۃ مولانا ضیاءالدین صاحب قبلہ کے پیشِ نظر یہی وقت تھا جو بندہ کو ان کے ارشاد کی تعمیل پر نصیب ہوا۔ اور آخری وقت پر والد صاحب قبلہ کی زیارت سے بہرہ ور ہوگیا۔

قطعات

تاریخ وفات

قطعۂ تاریخ وصال

شیخ العالم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی علیہ الرحمۃ

نتیجۂ فکر: حضرت سید شریف احمد شرافت نوشاہی علیہ الرحمۃ

چوں شد مریض از ما آں مخزنِ معانی
رحلت سفر بہ بست و بگذاشت دارِ فانی

شیخ عرب ممالک ہم مرشدِ عجم بود
در علم و فضل یکتا شہبازِ لامکانی

در عشق ذاتِ احمد عمرے سفر بسر بود
اسرارِ فقر و عرفاں جملہ برو عیانی

جائش بصدر جنّت در بقعۂ مدینہ
ایں مرحمت شد او را از مغفرت نشانی

ترحیلِ او شرافت پرسید از سروشے
سالِ وصال گفت "مغفور جاودانی"
۱۴۰۱ھ

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ	۱۴۰۱ھ
ضیاء الدین ارشد	۱۴۰۱ھ
ضیاء الدین نیک کردار	۱۴۰۱ھ

لوحِ واحد تاریخِ وصال

۱۴۰۱ھ

مکین دیارِ سید المرسلین حضرت شیخ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری علیہ الرحمۃ

بسم اللہ الغنی الکافی
۱۴۰۱ھ

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم
۱۴۰۱ھ

آہ غروبِ مہر علماء
۱۴۰۱ھ

زبدۂ عالیہ، فاضل اوحد عالم جمیل و جلیل
۱۴۰۱ھ

شمس رضا
۱۴۰۱ھ

نائب الشاہ رضا
۱۴۰۱ھ

سلطان مناظرین
۱۴۰۱ھ

ضیاء الدین احمد القادری المدنی
۱۴۰۱ھ

شاہ ضیاء الدین احمد مدنی
۱۴۰۱ھ

فاضل اکمل اوحد ضیاء الدین احمد
۱۴۰۱ھ

الشاہ ضیاء الدین احمد مدنی
۱۴۰۱ھ

الحاج شاہ ضیاء الحق والدین
۱۴۰۱ھ

علیہ رضوان احکم الحاکمین
۱۴۰۱ھ

مستخرجہ قاری محمد امانت رسول رضوی (پیلی بھیت، یوپی)

بسم اللہ الغنی المغنی

۱۴۰۱ھ

تاریخ وصال حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ

مستخرجہ: الحاج مولانا قاری محمد امانت رسول رضوی پیلی بھیتی (انڈیا)

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم۔

۱۴۰۱ھ

آہ غروب مہ علماء ۔ زبدۂ عالم فاضل اوحد عالم نبیل وجلیل ۔ شمس رضا

۱۴۰۱ھ ۔ ۱۴۰۱ھ ۔ ۱۴۰۱ھ

نائب الشاہ رضا ۔ سلطان مناظرین ۔ ضیاء الدین احمد القادری المدنی

۱۴۰۱ھ ۔ ۱۴۰۱ھ ۔ ۱۴۰۱ھ

شاہ ضیاء الدین احمد المدنی ۔ فاضل اکمل اوحد ضیاء الدین احمد

۱۴۰۱ھ ۔ ۱۹۸۱ء

الشاہ ضیاء الدین احمد مدنی ۔ الحاج شاہ ضیاء الحق والدین

۱۴۰۱ھ ۔ ۱۴۰۱ھ

علیہ رضوان احکم الحاکمین

۱۴۰۱ھ

{ ماہنامہ المیزان بمبئی
اپریل ۱۹۸۲ء }

مولانا فضل الرحمٰن خلف الرشید مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کے نام

تاریخی مکتوب

از مبلغ اسلام مولانا محمد ابراہیم صاحب خوشتر، مانچسٹر، انگلینڈ

بنگاہ سیدی فضل الرحمٰن ۔ ادب آگاہ مولانا فضل الرحمٰن ۔ سیدی سندی حضرت مدنی سلام علیک

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

جانشین وحید ضیاء الدین احمد ۔ باب صفا جانشین ضیا ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ، زندہ باشی

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

آہ سیدی۔ یہ تاریخی نامہ ۔ وصال کعبۂ من مولانا ضیاء الدین احمد ۔ وصال ضیاء الدین احمد قادری

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

وصال سیدی مولانا ضیاء الدین احمد مدنی ۔ وصال ولی عالم مولانا ضیاء الدین احمد پر مشتمل۔ انکا ابراہیم غلام

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

حاضر کر رہا ہے۔ اور۔ تعزیت سرور اولیاء ۔ کر رہا ہے درگاہ سیدی مولانا ضیاء الدین احمد

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

میں راقم الحروف کا سلام اور نذرانۂ ثواب پیش کر دیجئے۔ آہ محفل سلوک اجڑ گئی

خاتم محفل سالک کامل۔ نہ رہا۔ عالم زہد وتقویٰ ویران ہوگیا۔ زاہد عالم خاتم جام محفل

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

روپوش ہوگیا۔ زمانہ مرثیہ خواں ہے۔ فدائے دل جہان مولانا ضیاء الدین احمد مدنی۔

۱۴۰۱

پاک نگاہ رخصت ہوا۔ قادری رضوی جلوہ گاہ۔ سونی ہے۔ بدر فلک بزم رضوی۔ چھپ گیا۔

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

بادیٔ محفل خانقاہ اصفیا ۔ محب مولیٰ احضور جان اصفیا سے ۔ خاتم مجلس اصحاب فہم

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

خموش ہوگئے ۔ داناؤں کی مجلس ویران ہوگئی ۔ اسلاف تو عالم فانی چھوڑ ہی چکے تھے ۔ آہ

خاتم اسلاف چودھویں صدی ۔ بھی عازم خلد بریں ہوا ۔ اور نائب ختم رسل باادب ۔

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

حاضر دامان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگیا ۔ وقالت الملئکۃ طب یا عبداللہ المحسی ۔

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

مرحبا حبیبی سیدی مولانا ضیاء الدین ۔ احمد وادخلوہا خالدین ۔

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

؎ چہ خبر آمد کہ دل رنجوری آید بہ بین
ماکردہ ہر نفس مہجوری آید بہ بین
بشنو چہ مژدہ ملک دادہ اند
شیخ ما حضرت ضیا مغفور آید بہ بین

۱۴۰۱

؎ جلوہ گاہ قادری رضوی نہ پوچھ
جس کے غم میں رو رہے ہیں انس و جن
ہے ملال افزا ۔ بڑی ۔ تاریخ ۔ آہ

۱۴۰۱

چار تھی ذوالحج کی اور جمعہ کا دن

واصف سیدی خورشید صدیقی

۱۹۸۱ء

حضرت شیخ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر

مولانا فضل الرحمن قادری کے نام

ایک تاریخی تعزیت نامہ

تواریخ وصال ہادیٔ بلاد ۔ ملال افزا تاریخ ۔ بنگاہ سیدی فضل الرحمن ۔ ادب آگاہ مولانا فضل الرحمن

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

سیدی سندی حضرت مدنی سلام علیک ۔ جانشین وحید ضیاء الدین احمد

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

باب صفا جانشین ضیاء ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ زندہ باشی ۔ آہ ۔ سیدی

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

یہ تاریخی نامہ ۔ وصال محبۃ من مولانا ضیاء الدین احمد ۔ وصال ضیاء الدین احمد قادری

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

وصل سیدی مولانا ضیاء الدین احمد مدنی ۔ وصال ولی عالم مولانا ضیاء الدین احمد

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

پر مشتمل ۔ ان کا ابراہیم غلام ۔ پیش کرتا ہے اور ۔ تعزیت سرور اولیاء ۔ کر رہا ہے ۔

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

درگاہ سیدی مولانا ضیاء الدین احمد ۔ میں میرا سلام اور نذرانۂ ثواب پیش کردیں ۔

۱۴۰۱

آہ محفل سلوک اجڑ گئی ۔ خاتم محفل سالک کامل نہ رہا ۔ عالم زہد و تقوے ویران

۱۴۰۱

ہوگیا ۔ زاہد عالم خاتم جام محفل ۔ روپوش ہوگیا ۔ زمانہ مرثیہ خواں ہے ۔

۱۴۰۱

فدائے ولیِ جہاں مولانا ضیاء الدین احمد مدنی ۔ پاک نگاہ رخصت ہوا ۔

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

قادری رضوی جلوہ گاہ - سونا ہے ۔ بدرِ فلک بزمِ رضوی - چھپ گیا ۔ خاتم مجلسِ اصحابِ فہم

۱۴۰۱ ۱۴۰۱ ۱۴۰۱

خموش ہوگیا ۔ داناؤں کی مجلس ویران ہوگئی ۔ ہادیِ محفلِ خاتم اصفیاء ۔

۱۴۰۱

محبِ مولیٰ حضور جانِ اصفیاء ہے ۔ اسلاف تو عالمِ فانی چھوڑ ہی چکے تھے ۔ آہ صد آہ

۱۴۰۱

خاتمِ اسلافِ چودھویں صدی - بھی عازمِ خلد بریں ہوا ۔ اور نائبِ ختم الرسل باادب

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

حاضرِ دامانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگیا ۔

۱۴۰۱

وقالت الملئکۃ یا عبد اللہ المحصی ۔ مرحبا حبیبی سیدی مولانا ضیاء الدین ۔

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

احمد وادخلوا خالدین ۔

چو خبر آمد کہ دل رنجوری آید بہ بین | نالہ کردہ ہر نفس ہجوری آید بہ بین
بشنید چہ مژدہ ملائک دادہ اند | شیخ ما حضرت ضیا مغفوری آید بہ بین

۱۴۰۱

از حرم تا ساحل ہے کیسا شور و غل | رحلتِ شیخِ طریقت واقفِ مولائے کل
مژدۂ سالِ ولادت تھا ضیاء کا یا غفور | وصل کی تاریخ کیا جو نائبِ ختمِ رسل

۱۴۰۱

واقف سیدی خوشتر صدیقی

۶ ۱ ۹ ۸

قطعۂ تاریخِ وصال

ضیاء الملت والدین شیخ العالم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

نتیجۂ فکر : صاحبزادہ میاں محمد سلیم حماد سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ

ضیائے دینِ متیں حضرت ضیاء الدیں | گئے ہیں دارِ فنا سے وہ سوئے دارِ بقا
رضائے حق سے ہم آغوش وہ ہیں آج ہوئے | رضائے شیخِ طریقت تھی ان کی "عین رضا"
بہاریں گنبدِ خضرا کی ان کی آنکھوں میں | سمائی ہر رگِ دل میں تجلّیٔ بطحا
حبیبِ خالقِ یکتا کی نگہ اُلفت سے | ہے مل گیا انہیں جنت میں رتبۂ اعلیٰ

سنِ وصال پہ حماد مجھ سے ہاتف نے
کہا ہے "پاک ادا عاشقِ رسولِ خدا"

۱۴۰۱ھ

قطعہ تاریخ وصال

نتیجۂ فکر : ابوالطاہر فدا حسین فدا

ہیں آج واصلِ حق حضرت ضیاء الدیں
کہ جن کا قبلہ و کعبہ درِ پیمبر ہے

گئے ہیں عشقِ نبی کی وہ لے کے دل میں تڑپ
نگاہ، شافعِ محشر کی خاص اُن پر ہے

زہے نصیب یہ عظمت یہ رفعتِ اعزاز
میسّر آج انہیں جو مُدام کوثر ہے

وہ تھے مجددِ دوراں کے نائبِ برحق
یہ اُن کے دُرجِ فضیلت کا خاص جوہر ہے

وہ اُنکا زہد و تقدس وہ درسِ رُشد و ہُدیٰ
نظر نواز، دل افروز روح پرور ہے

تھے ایک عالمِ دیں وہ جہانِ فکر و شعور
کہ علم و فضل میں جن کا نہ کوئی ہمسر ہے

سنِ وصال پہ اُن کے فدا سے ہاتف نے
کہا "یگانۂ آفاق شیخِ اکبر" ہے

۱۴۰۱ھ

عاشقِ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ

۱۹۸۱ء

(صابر براری - کراچی)

اعلیٰ حضرت کے خلیفہ چل دیئے سوئے عدم
اب ہے ان کا آستانہ جنت الفردوس میں

زہد و تقویٰ حبِّ خالق اور ولائے پنجتن
لے کے پہنچے یہ خزانہ جنت الفردوس میں

خیر مقدم کر رہے ہیں حور و غلمان و ملک
والہانہ والہانہ جنت الفردوس میں

ہے زباں پر یا رسولَ اللہ انظر حالنا
کیا سماں ہے عارفانہ جنت الفردوس میں

ہے اگر صابر براری فکرِ تاریخِ وفات
لکھ ضیاء الدیں یگانہ جنت الفردوس میں

۱۹۸۱ء

(تاریخ رفتگان، صابر براری، مطبوعہ باہتمام ادارہ فکرِ نو، کراچی، مطبوعہ فروری ۱۹۸۶ء، ص ۲۰۷)

صفحہ ۲۴۳ : مکتوب حضرت شیخ سیّد احمد الشریف السنوسی علیہ الرحمۃ
بنام
حضرت شیخ سیّدی ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ

صفحہ ۲۴۴ : مکتوب حضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ
بنام
حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ

صفحہ ۲۴۵ - ۲۴۶ : مکتوب حضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ
بنام
حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ

بسم الله الرحمن الرحيم   وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم

[illegible]

[illegible]

[illegible] حفظه الله [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] والسلام   تحريراً ٢٩ ذي الحجة ١٣٤٦

تار کا پتہ: مفتی اعظم ہند بریلی

شاہزادہ اعلیٰ حضرت العلامہ مصطفےٰ رضا خاں
مفتی اعظم ہند
سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ سوداگران بریلی شریف

تاریخ ... ۱۳۹۱ھ

مکرمی ... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تعزیتی

پیغامات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدی الکریم حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

انا للہ وانا الیہ راجعون ، حضرت قبلہ عالم آپ کے والد معظم سیدی حضرت مولانا ضیاء الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سے جو صدمہ قلب حزیں پر ہوا قابلِ بیان نہیں۔ حضرت اقدس کا وجود مبارک دنیائے اسلام کے لیے آیۂ رحمت و موجب برکت تھا۔ تمام سنی سوگوار ہیں خصوصاً علماء اہل سنت کے قلوب حضرت کے وصال کی خبر سے انتہائی مغموم ہیں۔ مدینہ منورہ میں حضرت ممدوح قدس العزیز کا مقصد ہی یہ تھا کہ حرم نبوی میں وفات پاکر شہادت کا درجہ حاصل ہو۔

رب العزت بجاہ نبیہ الکریم علیہ وآلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم، حضرت مخدوم معظم قدس سرہٗ العزیز کو دیارِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے انوار و برکات سے مستنیر فرما کر جنات الفردوس میں اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے اور جناب والا و نیز جملہ اہل سنت و متعلقین کرام سب مریدین و مسترشدین محبین و جمیع اہل سنت کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے۔

والسلام مع الاحترام

مسکین و غمگین

احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

حضرت قبلہ کا وصال عالم اسلام کے لیے المیہ ہے جو ناقابلِ تلافی ہے۔ میرے مربی اس دُنیا سے رُخصت ہو گئے ہیں۔ سیدی ہمیں بے آسرا چھوڑ گئے۔ خدائے برتر حضرت قبلہ کو اعلیٰ علیین میں خاص مقام عطا فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے، یہاں بھی فاتحہ خوانی ہوئی۔ اب سوائے ایصالِ ثواب کے اور کیا چارہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کو منظور یہی تھا، خداوند کریم کو منظور یہی تھا۔ خداوند قدوس آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

قرآن کریم سے میں نے تاریخ وصال استخراج کی ہے جس کے اعداد ۱۴۰۱ ہوتے ہیں۔

ان المتقین فی جنّٰت ونعیم

۱۴۰۱ ھ

(مفتی) تقدس علی قادری رضوی

درگاہ شریف، پیرگوٹ،

(خیر پور، سندھ)

۶ ر ذوالحجہ ۱۴۰۱ ھ

حضرت پیر سید افضل حسین شاہ مدظلہ العالی

سجادہ نشین دربار علی پور سیداں (سیالکوٹ)

حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم اور خصوصًا عاشق رسول تھے۔ کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بحث نہ ہو۔ اور حدیث نبوی کا ذکر نہ ہو۔ اور حلقہ بگوشان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپ کے اوصاف واضح نہ فرمائے ہوں۔ غرضیکہ اس عاشق رسول کے متعلق میں کیا تحریر کر سکتا ہوں!!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا ضیاء العصر والعجم دنیا بھر کے سنی مسلمانوں کے لیے مرکزِ رشد و ہدایت اور مینارِ نور تھے، ان کی ذات ہمارے لیے زبردست سہارا تھی، ان کی محبت آمیز گفتگو اور پدرانہ شفقت ایسی نعمت تھی جو از قبیل مغتنمات ہے، موت العالِم موت العالَم کا راز، ان کی دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کی جانب رحلت کے بعد معلوم ہوا۔ میرا ایمان ہے کہ ان کا روحانی تصرف پہلے سے زیادہ ہے۔ میری دعا ہے کہ "الولد سر لابیہ" کے مصداق اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے خصوصی الطاف و عنایات بے غایات سے نوازے۔ آپ کے ذریعے بابا رحمۃ اللہ علیہ کے دعوت و ارشاد کے مشن کو جاری و ساری رکھے، آمین، اور آپ کو اپنی عافیت میں رکھے اور مدارج بلند فرمائے۔

آمین ثم آمین

فقط والسلام

مخلص محمد عبدالستار خاں نیازی

۲ر نومبر ۱۹۸۱ء / ۴ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ دامت برکاتہم

سلام و رحمت!

آج بذریعہ اخبارات مخدومی و سیدی شیخ العالم حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً کے انتقال پُر ملال کی خبر ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت شیخ العالم کی موت یقیناً ایک عالم کی موت ہے۔ اور اہلِ سنّت ایک عظیم روحانی پیشوا اور دُعاگو بزرگ سے محروم ہوگئے۔ حقیقۃً یتیم ہوگئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ بطفیل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت والا کے مدارج بلند فرمائے اور آپ کو جملہ اہل خانہ نیز سب متوسلین اور عقیدتمندوں کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا کرے آمین اور حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی روحانی توجہات آپ کی طرف ہمہ وقت مبذول رہیں۔ مزار شریف پر حاضری کے وقت اس عاجز و خاطی غلام کا سلام عرض کریں۔

جملہ اراکین مرکزی مجلس رضا کی طرف سے مضمون واحد۔

غمزدہ

محمد موسیٰ عفی عنہٗ

۴۸۶
۹۲

محترم و مکرم جناب حکیم اہلِ سنّت حکیم محمد موسیٰ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ جناب مولانا ضیاء الدین کا دُنیا سے سفر کر جانا، اہلِ سنّت کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے۔ حق تعالےٰ اُن کو جنّت الفردوس میں مقامِ علیٰ فرمائے۔ اور ہم لوگوں کو آپ کے برکات سے ہمیشہ فائز المرام رکھے۔ آمین

والسلام

سیّد شرافت نوشاہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بلاشبہ حضور کی ذات سنّیت کا عظیم مرکز تھی، جن قدموں میں حاضری اہل دل اپنے لیے باعثِ سعادت تصور کرتے تھے۔ برطانیہ کے جملہ اہل سنّت ان کے وصال کو شدت سے محسوس کر رہے ہیں۔ جملہ مساجد اہل سنّت میں محافلِ ایصالِ ثواب منعقد ہوئیں۔ ورلڈ اسلامک مشن کی طرف سے مانچسٹر میں مجلس ایصال ثواب منعقد ہوئی جس میں برطانیہ بھر کے علماء اور مشائخ نے شرکت کی اور حضور سیدی رحمۃ اللہ علیہ کی رُوح کو ایصالِ ثواب اور خراجِ تحسین و عقیدت پیش کیا گیا۔

قمر الزماں اعظمی
دی ورلڈ اسلامک مشن
۲۲ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاخ العزیز حفظک اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وصلنی الآن الخبر بان العم والدکم توفی الی جوار رحمۃ اللہ،
انا للہ وانا الیہ راجعون ط
اعلی اللہ مقامہ فی الجنۃ و وفقکم اجمعین لحسن الصبر وجمیلہ، کنت تشرفت بزیارۃ فی سنۃ ۱۹۳۲ ومضت خمسون سنۃ تقریبًا علی ہذا ولقیت منہ دائمًا اجمل الاخلاق واکرمہا۔
مع تعزیتی ودعائی لہ ولکم اجمعین

الفقیر الی اللہ
محمد حمید اللہ
(پیرس)
۲۲ر ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدی المخدوم الکریم دامت برکاتہم القدسیہ
تحیۃ السلام واکرام بسنۃ خیر الانام

مزاج ہمایوں!

اخبارات کے ذریعے حادثہ عظیمہ کی خبر معلوم کر کے ہندوستان کے سارے سنی مسلمانوں پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، ہر طرف صف ماتم بچھ گئی، سنی مدارس میں ایصالِ ثواب اور تعزیت کے جلسے منعقد ہوئے وہ اسم بامسمّٰی دین وسنت کی ضیاء تھے۔ آج دُنیا ایک نادرالوجود شخصیت کی برکتوں سے محروم ہوگئی۔

رحمہ المولیٰ تعالیٰ رحمۃ کاملۃ واسعۃ وافرۃ۔

والسلام

ارشد القادری

مہتمم مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور
بہار، (الہند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمی گرامی قدر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

امید ہے کہ آپ کی صحت اچھی ہوگی۔

حضرت شیخ طریقت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر اسلامیان پاکستان پر بجلی بن کر گری۔ حضرت صاحب کا وجود نہ صرف یہ کہ ہم سب کے لیے ایک بڑا سہارا تھا بلکہ وہ ہمارے لیے مرکز کی حیثیت رکھتے تھے۔

مجھے یقین ہے کہ ان کے فیوض وبرکات ہمیں وصال کے بعد بھی حاصل رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کے درجات عالیہ کو بلند فرمائے اور حضرت کے وابستگان کے سروں پر آپ کا سایہ برقرار رکھے۔ آمین

حضرت صاحب کا وصال صرف آپ ہی کے لیے نہیں، عالم اسلام بالخصوص اہل سنت کے لیے عظیم نقصان ہے۔ آپ حضرت کے علم، فضل اور تقوے کے صحیح جانشین ہیں۔ اور حضرت کے بعد آپ ہی ہماری امیدوں کا سہارا ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ کی محبتیں، شفقتیں، سرپرستی اور فیض روحانی ہمیں حاصل رہیگا۔

میرے حق میں دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی مدینہ طیبہ کی موت عطا فرمائے۔

آمین۔ دیگر دوستوں اور حاضرین کو سلام۔

آپکا مخلص
ظہور الحسن بھوپالی

آہ! مولانا ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی

مورخ لاہور محمد دین کلیم قادری

شیخ العرب والعجم الشیخ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی شاہ احمد رضا خاں قادری کا وصال مدینہ منورہ میں ۲ر اکتوبر ۱۹۸۱ء کو دن کے ایک بجے بعمر ۱۰۰ سال ہوگیا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون ط

آپ تقریباً ۷۰ سال سے مدینہ منورہ میں اقامت گزیں تھے۔ ۱۹۸۰ حج کے لئے حکیم محمد موسیٰ امرتسری جب حج کے لیے گئے تو میں نے بزرگانِ لاہور پر اپنی تالیفات کا سیٹ بھیجا۔ جس پر آپ نے اظہار پسندیدگی فرمایا اور لکھا:۔

" جناب میاں محمد دین کلیم قادری کی تالیفات کا ایک سیٹ محب مخلص حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے ذریعے مجھ تک پہنچا۔ جستہ جستہ مطالعے سے معلوم ہوا کہ کلیم صاحب کی محنت لائق تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور مقبولان بارگاہ کے صدقہ قبول و منظور فرمائے۔ اور دین حقہ کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔

ازاں بعد جب میں نے "امام اہلسنت شاہ احمد رضا بریلوی کا لاہور پر فیضان" کے نام سے مقالہ لکھا تو سمیں آپ کے خلفاء میں حضرت شیخ العرب والعجم کے بھی تفصیلی حالات لکھے گئے جب حضرت مدنی کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن اور پیر حید حسین علی پوری حکیم موسیٰ امرتسری کے مطب پر آئے تو ناچیز نے ان کو اس مقالے کے متعلق بتایا۔ یہ ۱۹۷۵ء کا واقعہ ہے۔ مولانا الشاہ احمد نورانی مولانا فضل الرحمٰن کے داماد ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کی مغفرت فرمائے۔ نیز ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخلصی فی الدین حکیم صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

اخبارات اور عزیز عبداللہ کی زبانی یہ معلوم ہو کر حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب اپنے خالق حقیقی سے جاملے ہیں، دلی صدمہ ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حکیم صاحب دیار رسول وہ دیار ہے جس کی ایک جھلک مسلمان کے لیے سرمایہ ایمان و دین ہوتی ہے۔ اور جو شخص اس سعادت سے بہرہ ور ہوتا ہے اور چند لمحے قرب رسول میں بسر کرتا ہے وہ اپنے آپکو دُنیا کا خوش قسمت ترین اور کامیاب ترین فرد سمجھتا ہے۔

یہ حالت تو ہوتی ہے اُس شخص کی جسے قرب رسول میں چند لمحات گزارنے کا موقع ملتا ہے۔ اب اُس شخص کی خوش قسمتی اور علوئے بخت کا کیا کہنا جس نے اپنی عمر عزیز کے تقریباً ستر سال قرب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزارے۔ جو نہ صرف خود عشق رسول و خدا میں سرشار تھا بلکہ جس شخص نے بھی اُس مرد پاک باز کی صحبت میں چند لمحے بسر کیے وہ بھی عمر بھر کے لیے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت سے سرشار ہوگیا۔

مولانا کی جرأتِ ایمانی کا یہ عالم تھا کہ سعودی حکومت جیسی متعصب اور متشدد حکومت کے دَور میں لوائے کلمۃ الحق کو نصف صدی سے زیادہ تک بلند کیے رکھا۔ اُن کا گھر عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حریم جاں اور پناہ گاہ تھا۔ میری دُعا ہے کہ مولائے کریم اپنے فضل و کرم سے مولانا کو جنت الفردوس

میں جگہ نصیب فرمائے۔ اور اُن کے پسماندگان اور معتقدین کو صبر و ہمت کی دولت سے نوازے۔

حکیم صاحب مجھے اپنے غم میں برابر کا شریک سمجھیں۔ آپکو ناقابلِ تلافی غم پہنچا ہے۔

والسلام مخلص
سیّد نور محمد قادری
۱۱ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

مولانا محمد مظفر اقبال مصطفوی لاہور

۵ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

الحضرت الفاضل العلامہ، مولانا فضل الرحمٰن صاحب قادری مدنی مدظلکم العالی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

پاکستانی اخبارات میں شائع ہونیوالی اس رُوح فرسا خبر نے دُنیائے اہلسنت میں صفِ ماتم بچھادی کہ " قطبِ وقت الشیخ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۲ر اکتوبر ۱۹۸۱ء کو مدینۃ الرسول میں انتقال فرما گئے۔

اِنّا لِلّٰہ و اِنّا الیہ راجعون ط

ابھی شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہدِ ملت مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا زخم مندمل نہ ہونے پایا تھا کہ حضرت کی وفات حسرت آیات سے یہ زخم اور گہرا ہوگیا۔ آپ کی وفات سے شیفتوں کی آنکھیں پُرنم اور دل افسردہ ہیں، شیفتوں کا یہ عظیم نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی، امام اہلِ سنّت مجدّدِ دین و ملت امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کی علمبردار اور صحیح جانشین تھی۔

وہ اہلسنت کے لیے سایہ رحمت متلاشیانِ حق کے لیے شمعِ ہدایت اور ایک ایسا چشمۂ فیض تھے جن سے ہزاروں نہیں لاکھوں نے روحانی سکون کی لازوال دولت کو اپنے سینوں میں سمیٹا۔

حضور پُرنور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و محبت کا ہی یہ صلہ انہیں دربارِ رسالت سے عطا ہوا تھا کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس طالب صادق کو اپنے گنبدِ خضرا کے سایے میں زندگی کے لمحات معطر کرنے کا اعزاز بخشا اور

پھر کرم بالائے کرم یہ کہ تا قیامت اپنے زیر سایہ اس خطہ پاک میں آخری آرام گاہ مرحمت فرمائی جہاں شمع نبوت کے سینکڑوں پروانے محو استراحت ہیں۔

اس فقیر کو گذشتہ برس حاضری حرمین شریفین کی سعادت حاصل ہوئی اور ساتھ ہی ۱۰ محرم الحرام سنہ ۱۴۰۱ھ کو حضرت قطب وقت کی قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا تھا۔ حضرت نے بڑی شفقت فرمائی اور دعاؤں سے نوازا، اسی محفل میں مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن صاحب کا شہادت پر بیان بھی ہوا، اُس مجلس کی روحانی لذت اب تک محسوس کرتا ہوں۔

دُعا ہے کہ مولا تعالیٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل انہیں اپنے خاص جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے۔ آمین اور اُن کے فیوض و برکات کا سلسلہ آپ کے ذریعہ تا قیامت جاری و ساری رہے اور اُسی طرح خلق خدا مستفید ہوتی رہے۔

فقط والسلام مع الاکرام صاحبزادگان کی خدمت میں سلام

محتاج دعاء

فقیر محمد مظفر اقبال مصطفوی

بازار حکیم ملاحان۔ اندرون ٹیکسالی گیٹ۔ لاہور

پاکستان

مکتوب حضرت شیخ الفضیلت علامہ محمد فضل الرحمن مدنی مدظلہ العالی

بنام

مولانا محمد مظفر اقبال مصطفوی

لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از مدینۃ المنورہ

محرم الحرام سنہ ۱۴۰۲ھ

الی حضرۃ المحترم الفاضل الکامل مولانا محمد مظفر اقبال مصطفوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب والد محترم کے سانحہ ارتحال پر آپکا تعزیتی خط ملا جس کے لیے میں آپکا بیحد مشکور و ممنون ہوں، خدا تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حقیقت یہ ہے کہ جناب والد صاحب کا سایۂ کرم ہمارے سروں سے اُٹھ جانے پر ہم یتیم ہوگئے ہیں، آپ سب مزید دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس صدمہ کے تحمل کی قوت عطا فرمائے۔ اور ان کے روحانی فیوض و برکات سے متمتع فرمائے۔ آمین

المرسل الداعی لکم بالخیر

فضل الرحمن

۴۸۶/۹۴ واجب الاحترام حضرت حکیم صاحب

السلام و رحمت!

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پُرملال کا پڑھ کر دلی صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

اُن کی وفات سے مدینہ منورہ میں اہلِ سنّت کا مرکز ختم ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین، صلی اللہ علیہ وسلم

شریکِ غم

محمد صادق، قصوری

بُرج کلاں، ضلع قصور

۴ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج کون ہے جس کی آنکھ ان کے لیے نم نہیں، کون ہے جو ان کی شان اور ان کے مرتبے کا قائل نہیں، جس کا یہ کہنا نہیں کہ حضرت کی شفقت مثالی تھی، اپنے پرائے سب اس عظیم بزرگ اور سلسلہ کے بطلِ جلیل کے حضور ہدیہ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ ان کی زندگی بامقصد اور کامیاب زندگی تھی وہ دینِ حق اور مسلکِ حق پر پہاڑ کی طرح ثابت قدم تھے۔

کوکب نورانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واجب الاحترام محترم جناب حکیم صاحب مدظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج گرامی! آج ہی آپ کا مورخہ ۱۰/۸/۸۱ کا ارسال کردہ گرامی نامہ موصول ہوا۔ جو کہ عملہ ڈاک کی کوتاہی کیوجہ سے اتنی تاخیر سے موصول ہوا۔ آپکی اور تمام احباب کی خیریت معلوم ہوئی۔ حضرت قبلہ شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدین کے متعلق افسوس ناک خبر حاجی برکات صاحب سے سنی تھی۔ اپنی اور تمام اہلسنت کے یتیم ہونے پر بہت رونا آیا۔ حضرت مولانا کے وصال کے بعد ہم واقعی یتیم ہوگئے ہیں۔

۱۲ر دسمبر ۱۹۸۱ء

فقط والسلام
اقبال احمد چشتی
دوبئی

انجمن فریدیہ فخریہ لاہور

انجمن فریدیہ فخریہ لاہور کا ہنگامی اجلاس جامعہ مسجد طلا گلبرگ میں زیر صدارت مولانا حاجی عنایت احمد منعقد ہوا۔ جس میں قطب مدینہ شیخ العالم مولانا ضیاالدین مدنی قادری کی وفات پر ایک قرارداد تعزیت پاس کی گئی۔ اور مولانا فقیر اللہ صدیقی، سائیں نذیر فریدی قادری، نذر محمد، سید گلزار الحسن شاہ نے آپ کی ملی مذہبی خدمات کو سراہا۔ اور آپ کی وفات سے عالم اسلام ایک عظیم روحانی راہنما سے محروم ہوگیا ہے۔" ان کی محفل میں ہر وقت " عشق رسول کا درس ہوتا رہتا تھا۔ مرکزی مجلس رضا لاہور، پاکستان ان ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ آخر میں فاتحہ خوانی ہوئی۔

مرکزی مجلسِ امیرِ ملت، برج کلاں، ضلع قصور

"مرکزی مجلس امیرِ ملت" برج کلاں ضلع قصور کا ہنگامی اجلاس زیرِ صدارت محمد صادق قصوری صدر مجلس منعقد ہوا۔ جس میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا محمد ضیاء الدین صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت پر گہرے رنج و الم کا اظہار کیا گیا اور اُن کی مذہبی، ملی اور سیاسی خدمات جلیلہ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ انہوں نے اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ، کے خلیفہ کی حیثیت سے اہلِ سنت وجماعت کی جو خدمت کی ہے وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آخر میں فاتحہ پڑھی گئی اور اُن کے تمام پسماندگان خصوصًا مولانا فضل الرحمن مدنی مدظلہٗ اور قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہٗ سے اظہارِ ہمدردی کیا گیا۔

محمد صادق قصوری

انجمن نعمانیہ (لاہور)

لاہور ۲۴ اکتوبر: آج دار العلوم نعمانیہ میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد کی وفات حسرت آیات کی خبر ملنے پر اساتذہ وطلباء دار العلوم کے ایک مشترکہ اجلاس میں قرآن خوانی کی گئی، شیخ الحدیث مولانا ارشاد النبی صاحب نے مولانا کو خراجِ عقیدت پیش کیا کہ حضرت مولانا کا شمار برصغیر کے ان جید علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ کی زیرِ قیادت دو قومی نظریہ کے حق میں جہاد کیا اور مسلمان قوم کے تشخص کو قائم رکھنے کے لیے ہر قسم کی صعوبتیں برداشت کیں، مولانا ایک عرصہ سے مدینہ طیبہ میں مقیم تھے اور اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔

محمد شفیع رضوی

سیکرٹری انجمن نعمانیہ پاکستان لاہور

قطبِ مدینہ

کی چند

یادیں

بشیر حسین ناظم

مالکِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

آسمانوں کے ستاروں کی طرح زمین کے بھی نجوم و کواکب ہوتے ہیں، جنہیں اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں شب زندہ دار کہا جاتا ہے۔ ان زمینی نجوم و کواکب کی روشنی سے یعنی قیام اللیل اور ادائے تہجد سے شبہائے داج کی سیاہیاں لمعان پاشیوں میں بدل جاتی ہیں، اور ان نور پاشیوں پر نہ صرف سیارگانِ افلاک ناز کرتے ہیں بلکہ ساکنانِ عرش بھی فخر کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ خواجگان شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ انہی ارضی اقمار و شموس اور نجوم و کواکب میں سے تھے جن کے نورانی فیوض اور سرکارِ مدینہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربتِ خاص کی برکاتِ عالیہ کے آثار نظم گستر سے ایک عالم کو تمتع کا موقع دیا۔

کہتے ہیں تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ پہلی صدی ہجری میں اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کو پیدا فرمایا اور ان کی جبلت و طبع میں سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور مدینہ طیبہ کے پیار کے وہ تابناک جوہر رکھے کہ حضرت امام مالکؒ باوجود ہارون الرشید کی دلی دعوت، وعدۂ اکرام و انعام اور باحشمت و جاہ قیام کی ضمانت کے بھی مدینہ طیبہ چھوڑنے پر مائل نہ ہوئے بلکہ بزبانِ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرمایا ؎

گفت مالک مصطفےٰ را چاکرم
جز ہوائے او ندارم در سرم

"میں تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاکروں میں سے ہوں اور میرے سر میں صرف

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تامہ سمائی ہوئی ہے"۔

چنانچہ حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ تا وقتِ رحیل مدینہ طیبہ سے باہر نہ نکلے محض اس خوف سے کہ کہیں موت مدینے سے باہر نہ آئے۔

اس تاریخی واقعہ کے تناظر میں میں حضرت سیدی شیخ العرب والعجم خواجہ ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو مالکِ ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں۔ آپ نے زندگی کے تقریباً ۷۵ برس مدینہ طیبہ کی نورانی فضاؤں میں گزارے اور زندگی کے آخری بیس سالوں میں طیبہ منورہ سے باہر اس لئے نہ نکلے کہ وہ بھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرح جانِ مدیون شہرِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جان آفرین کے سپرد کرنا چاہتے تھے۔ یہ آپ کی تمنا تھی، آرزو تھی، بلکہ آبرو۔

راقم الحروف کو رب العزت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ۱۹۷۵ء سے باستثنائے چند سال اپنے گھر کے حج اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ عالی کی حاضری سے نواز رہا ہے۔ گنہگار ہوں، سیاہ کار و خطا کار ہوں۔ زمین پر غیر مطلوب بوجھ اور ناخواستہ بار ہوں۔ نہ جانے کس لئے اور کیوں کرم کے دروازے حاضری کے لیے کشادہ ہیں۔ میں اسکو اللہ تعالیٰ کے عواطفِ کریمہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الطافِ بے پایاں کی ایک موج بختِ رسا اور کرم قسمت انتہاء تصور کرتا ہوں۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ۔

اس فقیر کمتر از قطمیر کی یہ عادت ہوتی کہ عشاء کی نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ جہاں نواز میں حاضری کے بعد بھی دیار و امصار سے آئے ہوئے زائرین و حجاج کی مدینہ منورہ کے بازاروں میں چل پھر کر زیارت کرتا پھر امام اہلِ سنت، عاشق سید عالم و عالمیان اعلیٰحضرت مولانا حافظ قاری احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت شیخ علامہ ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ آپ کی خدمت میں حصول برکت اور دعا کے لیے عرب و عجم بلکہ دنیا کے تمام براعظموں کے حجاج و زائرین حاضر ہوتے۔ ہر روز نئے سے نئے چہرے دیکھنے میں آتے۔ بعض کے چہروں پر نظر ڈالنے سے اللہ یاد آتا اور

بعض کو دیکھ کر سرکارِ دوعالم کی رحمت کے آثار نظر آتے۔ تقریباً ہر شخص حضرت کی خوانِ نعمت سے تبرکاً اور تیمّناً، چند لقمے کھاتا اور ہم ایسے پُر جوع لوگ پیٹ بھر کر کھانا کھاتے کیونکہ ہمیں تو مدینہ طیبہ کی سمولی، مُجزا وماشیف میں لذت انگور آتی اور الحمدللہ آتی ہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ آپ ایک پٹکے سے اپنی کمر اور اپنے دونوں گھٹنے باندھ کر مجلس میں بیٹھتے۔ اور ہر ایک سے جن کے نام جانتے یا جن کے آنے کی اطلاع ہوتی خیرتیت پوچھتے۔ راقم الحروف کا اکثر پوچھتے۔ ناظم صاحب آئے ہیں۔ اس طرح ہر وارد و خارج سے خیرتیت پوچھتے۔ آپ کے اس عمل سے ہر زائر خوش دل ہو جاتا۔ اور یہ محسوس کرتا کہ جتنا حضرت صاحب کو مجھ سے محبت اور پیار ہے وہ کسی دوسرے سے نہیں۔

مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفہا کے مقامی وقت تقریباً گیارہ بجے کے قریب محفل نعت خوانی منعقد ہوتی۔ عربی فارسی اُردو، پنجابی اور دیگر زبانوں میں نعت پڑھنے والے نعت خوان حاضر ہوتے۔ ان نعت خوانوں میں سے ایک اسود اللون نعت خوان جو عربی نژاد تھے نعت پڑھتے ہوئے لوگوں کے دل لوٹ لیتے۔ میں دانستہ طور پر اپنی نعت سُنانے سے گریز کرتا اور اعلیٰحضرت یا مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ علیہما کی نعت پڑھتا۔ مجھے سینکڑوں ریال ملتے۔ حاجی آدم میمن جو کراچی سے مستقلاً طور پر مدینہ منورہ میں رہائش پذیر تھے مجھے اکثر مجالس میں بھی لے جایا کرتے تھے۔ مگر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے۔

ان محافل کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی راقم الحروف حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہتا۔ اور قلبی کیفیات بیان کر کے ان کے علاج کی التماس کرتا۔ ایک دن میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ میرا دل دن بھر خیالات باطلہ کا مدخل و مخرج رہا۔ میں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی۔ حضرت! مدینہ طیبہ میں رہ کر بھی بعض اوقات دل ایسے خیالات کا مدخل و مخرج رہتا ہے جن کے بیان کرنے سے ندامت و شرمندگی سے سر نیچا ہو جائے۔ حضرت مدنی نے فرمایا: ایسے خیالات تقاضائے بشریت ہیں اور آتے جاتے ہی رہتے ہیں۔ ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا جب صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی شکایت کرتے تو حضور پُر نور فرماتے کہ تم لوگ ذکرِ ربّانی کا دامن تھامے رکھو۔ ایسے خیالات آنی جانی چیز ہے۔ پھر فرمایا! ایسے خیالات فاسدہ سے مخلصی و رہائی کے لیے کلمہ طیبہ کا توغل سے ذکر بہترین علاج ہے۔

ایک دن میں نے عرض کی سرکار! لوگوں کی مرادیں باوجود ہزار ہا دعاؤں کے حاصل کیوں نہیں ہوتیں، کیا وجہ ہے؟ وقت ہر زمانے میں تو لوگ میں ہاتھ اٹھاتے اور رب العزت ان کی مراد بر لاتا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا! ناظم صاحب جتنی کم کہتے ہیں اور مجھے جتنی زیادہ۔ پھر فرمایا، یاد رکھو، ہر شخص کی مراد اس فضائے بسیط میں ایک طائر کی شکل میں اڑتی رہتی ہے۔ اور انسان ایک شکاری و صیاد کی شکل میں سطح زمین پر پھرتا رہتا ہے۔ اب اس طائر کو پہلے ہی تیر میں مار لینا یا ہزاروں تیر چلانے کے بعد بھی محروم رہنا اسکی اپنی چابکدستی پر منحصر ہے۔ یہ چابکدستی کیسے حاصل ہوتی ہے۔ یاد رکھو صرف قلب کی صفائی سے۔ جس شخص کا دل اللہ تعالےٰ مراد بر لانے والے کی محبت و بندگی کے نُور سے منور و مستنیر ہے، ایسے دل والے کا چھوڑا ہوا ناوکِ دُعا طائرِ مراد کے عین جگر میں پیوست ہوگا، ورنہ ؎

اے لبا آرزو کہ خاک شُدہ

والا معاملہ ہوتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنے قلوب و فؤاد کو ذکر اللہ سے ضربوں سے دنیوی جھمیلوں سے مصفا و منقّی کرے۔ دل و جان کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا مرکز و مہبط بنائے۔ حضور کے عشق کے قلزم میں ڈبکیاں لے، جسم و جسد کی ظاہری آلائش دُور کرے۔ اتباع رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حرزِ جان بنالے۔ یہی تعظیم و تکریم اور توقیر ــــ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی سے انسان تقرب خداوندی حاصل کرتا ہے۔ جب تقرب خداوندی اور رشتہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دل میں جاگزیں ہو جائے تو پھر طائرانِ مراد از خود جھولی میں آگرتے ہیں۔

حکومت سعودی عرب کے بعض عمال نے ہمارے پاکستانی بھائیوں کی مخبری کے باعث ہر اس مقام پر اپنی انٹیلی جنس (افراد مستخبرین) چھوڑ رکھے تھے جہاں ذکر رسول اور نعت نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محافل و مجالس برپا ہوتیں۔ میرے پیر بھائی اور مخدوم برادرِ کبیر فنافی الشیخ و فنافی الرسول کی منزل پر فائز جناب الحاج محمد اسماعیل مرحوم و مغفور ساکن وار برٹن، بعدہٗ مقیم منڈی شیخوپورہ جن کے بڑے برخوردار ایس ایم رفیق صاحب پاکستان گیمنر کے منیجنگ ڈائریکٹر بلکہ پاکستان میں کمپنی کے (PLENIPOTENTIARY) سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ مجھے ایسے لوگوں کی چہرہ شناسی کرا دی۔ ان میں سے فیصل آباد کا ابلیس صفت انسان میجر محمد اسلم تھا۔ یہ مدینہ منورہ میں مخبرین کا سرغنہ تھا۔ اس شخص کی یہ عادت تھی کہ ایسے مقامات پر جہاں نعت کی مجالس و محافل برپا ہوتیں وہاں چھاپے مرواتا اور خواہ مخواہ عاشقانِ رسول کو تنگ اور دق کرتا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کے واقعات و واردات کا ذکر سعودی عمال سے کرتا اور خوب مرچ مصالحہ لگا کر۔ اس کی عادت ثانیہ یہ تھی کہ اس دالان میں جہاں سے گنبدِ خضرا کی دید سے عشاقِ رسول تبرید دل و جان کرتے ہیں عشاق کو سعودی سپاہیوں کی مدد سے اٹھوا دیتا۔ ذرا شک پڑتا کہ فلاں شخص پاکستان کی فلاں روحانی گدی سے تعلق رکھتا ہے یا صلوٰۃ و سلام کی مجلس منعقد کرانے والا ہے تو اسے خواہ مخواہ مصیبت میں مبتلا کرتا۔

۱۹۷۵ء میں میں مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہا میں فندق قصر الرحاب جو ان دنوں سب سے مہنگا ہوٹل تھا ٹھہرا ہوا تھا۔ میرے پاس سعودی وزارت الاعلام کی خاص بڑی اور خوبصورت کار تھی۔ میں صبح کی نماز کے بعد مسجد قبلتین، مزارِ مقدس حضرت سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے نکل جاتا۔ ایک دن میرے کسی پاکستانی نجدی نے اس سے تعارف کرایا تو میں نے بر ملا کہا اچھا یہ ہے میجر محمد اسلم جس کی یہاں "EXTERNMENT" یعنی استیصال کے احکام صادر ہو چکے ہیں۔ میجر محمد اسلم میری بات سن کر کچھ ٹھٹھر گیا۔ لیکن مجھے کہنے لگا، ناظم صاحب میری والدہ اور میری بیوی حج کے لیے آئی ہوئی ہیں میں چاہتا ہوں انہیں مسجد قبا اور دیگر زیارات کراؤں۔ آپ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں، ماشاء اللہ آپ کی کار بہت وسیع و عریض ہے۔ لجاجت سے کہا تو میں نے ہاں کر دی۔ مسجد قبا کے بعد ہم بستانِ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی زیارت خاص کر ان دو کھجور کے درختوں کی زیارت کے لیے

گئے جن کی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے تغرِیس کی تھی۔ میں نے ان دو کھجوروں کی پہلی دفعہ زیارت کی تو آنکھیں فرطِ انبساط سے ڈبڈبا گئیں۔ میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں تھا لیکن میجر اسلم سخت پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ وشمن احمد پہ شدت کے لیے میں نے معمور فوٹوگرافر کو بلایا اور فوٹوز لی۔ دمیری تصویر بناؤ، کہہ کر اپنی تصویر بنوائی۔ اب میجر اسلم صاحب نے مجھ سے حجت بازی شروع کر دی اور کہنے لگا ناظم صاحب آپ تو پڑھے لکھے آدمی ہیں آپ سے ایسی چیزوں کی توقع نہ تھی۔ میں نے کہا کن چیزوں کی؟ کہنے لگا کھجور کے درختوں سے لپٹنے کی اور ان کے ساتھ کھڑے ہو کر تصویر اتروانے کی، پتا نہیں یہ وہ کھجوریں ہیں بھی کہ نہیں۔ میں نے کہا تجھے کیسے پتا ہے کہ یہ وہ کھجوریں نہیں ہیں۔ ایسی کھجوروں کی طبعی عمریں علمائے علم الاشجار نے کم از کم دو ہزار سال لکھی ہیں۔ ابھی تو ان کو پورے چودہ سو برس بھی نہیں گزرے۔ خدا کا خوف کرو، مخلوقِ خدا کی گمراہی کے ٹھیکے سے دست بردار ہو جاؤ ورنہ عاقبت کی فکر کرو۔

میں نے یہ حالات و واقعات حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیے تو حضرت نے فرمایا اچھا آپ سے بھی شرارت سے نہیں باز آیا۔ لیکن آپ نے اس سے مات نہیں کھائی ہوگی۔ پھر آہ بھری اور فرمایا دیکھو اس شخص (میجر محمد اسلم) کی آخرت و عاقبت درست نہیں، میں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی دل میں کہہ دیا کہ میجر اسلم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ناوک آہ کا شکار ہو گیا۔ چنانچہ اس فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اسے مدینہ منورہ سے مخبری کی پاداش میں حکومت پاکستان کی سفارت نے زبردستی نکل جانے کو کہا۔ وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر امریکہ چلا گیا اور وہاں اپنی شرارتوں کی وجہ سے گولی کا نشانہ بنا۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس پُر وقار، اور پُر بہار ہوتی۔ ہر شخص آپ کے ہاں حاضری کو اپنا افتخار و اعزاز سمجھتا۔ اکثر لوگ دعا میں شمولیت کے لیے حاضر ہوتے۔ حضرت صاحب دعا فرماتے تو اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سائلوں کی مشکلات و مشقلات حل و سہل ہو جاتیں۔ آپ علم و ادب کے موتی لٹاتے۔ ان کی مجلس میں اور حضرت

سیدابوالبرکات سید احمد برکاتی المعروف بہ قبلہ سید صاحب کی مجلس میں میرے اپنے تجربے کی اساس پر بلا روک ٹوک کہا جا سکتا ہے کہ پانچ منٹ کے جلسے سے پانچ سال کا مدرسہ علما اور اتنے سالوں میں جتنا کوئی علم حاصل کر سکتا ہے علم حاصل ہوتا۔

دھیمی آواز میں گفتگو فرماتے۔ نہایت آسان لفظوں میں دقیق مسائل سمجھاتے۔ اعلیٰحضرت کا نام لیتے تو سارا جسم ادب و احترام کا مرقع نظر آتا۔ حضور سرورِ عالم و عاملیان فخرِ آدم و آدمیان کا اسمِ گرامی لیتے تو مشامِ جان سے ادب کی خوشبوئیں آتیں۔ ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم!
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

۱۹۸۵ء میں راقم الحروف مدینہ منورہ میں حاضری کے لیے حاضر ہوا تو جمعرات کا دن تھا فقیر کوچۂ طیبہ نے اپنے مولا و آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حاضری کا لطف لینے کے بعد دیگر مقامات کی زیارت کی، بعدہٗ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مائدۂ کرم اور خوانِ نعمت پر جا بیٹھا جہاں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے نعمتیں بٹ رہی تھیں۔ حاجی اسماعیل شیخوپوری نے اپنے ٹفن کیریئر سے دو پلیٹے نکال کر میری تھالی میں ڈال دیے میں اس روز نیت کیے ہوئے تھا کہ کہیں سے پائے ملیں تو کھا کر تکان دور ہو۔

تھوڑی دیر بعد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا اس سال ناظر صاحب آئے ہیں۔ حاجی آدم مرحوم نے عرض کیا حضور حاضر ہیں۔ میری آمد کا سننا تھا تو نہایت ہی احسن انداز میں دعائیں دیں: میں نے مصافحہ کر کے تقبیلِ یدین کی اور آپ کے پاس خاموشی سے بیٹھ گیا، محفلِ نعت و منقبت شروع ہوئی۔ آخر میں مجھے فرمایا کہ نعت سناؤ۔ میں نے اپنی ایک نعت سنائی، جب مقطع ؎

خواہشوں سے ہے معمور دل ہر گھڑی پر ہے حسرت جو دل میں تو بس اک یہی
میرا مدفن ہو ناظمؔ دیارِ نبی موقع مرگ قربِ وجوارِ حرم

پڑھا تو نہ صرف حاضرین میں سے اکثر ماہیِ بے آب کی طرح تڑپے بلکہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کی طبیعت پر خاص اثرات مرتب ہوئے۔ کچھ افاقہ ہوا تو آپ فرماتے جاتے ــــ!

اے وقت تو خوش باش ۔ اے وقت تو خوش باش

یہ مسلّم حقیقت ہے کہ اقوال و ملفوظات اور زبان و الفاظ سفر کرتے ہیں۔ ایک بات کئی ایک حضرات سے منسوب ہو کر منقول ہوتی ہے۔ حضرت استاذی حفیظ تائب مدظلہٗ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ایک بزرگ ”بوّاب“ سے پوچھا ”بابا آپ یہاں کتنے عرصے سے اکتسابِ فیوض کر رہے ہیں۔ بابا بوّاب رحمہ اللہ نے فرمایا۔ ”بیٹا! یہاں سالوں کی بات نہیں۔ مدینہ طیبہ میں ادب و احترام کا ایک لمحہ ابدالآباد پر بھاری ہے۔“

من و عن یہی بات حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیر حقیر کے سامنے ایک شخص کو فرمائی کہ مدینہ طیبہ میں ہمہ وقت ادب و احترام کی حالت میں رہنا خداوند قدوس کی نعمتوں میں سے ایک نعمتِ عظمیٰ ہے۔ اور حصولِ خوشنودیِ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منفرد ذریعہ اور عمدہ وسیلہ ہے۔

اگلے سال بندے کو شرفِ حاضری مدینہ طیبہ ہوا تو دیکھا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ فراش تھے۔ طبیعت میں مسلسل زہد و عبادت اور رت جگوں کی وجہ سے اضمحلال پیدا ہو چکا تھا۔ شاید آپ کو اسی سال وصلِ حبیب کا بلاوا آ چکا تھا جس کے لیے آپ تقریباً ۷۵ برس سے سنتِ مالک بن انس رضی اللہ عنہما پر چل کر مدینہ طیبہ میں ساکن تھے۔ اور ایک لمحہ بھی طیبہ پاک کی حدود سے باہر نہ نکلے۔ آخر اسی سال یہ جنیدِ وقت، مالکِ ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ ایامِ حج کے دوران میں اس دارِ فانی کو چھوڑ کر دارِ بقا کی طرف چل دیا۔ مدینہ منورہ میں ہزارہا اشکبار عقیدت مندوں کی موجودگی میں جنت البقیع میں مدفون ہوا۔ جہاں ہزاروں صحابہ کرام حضور سیدِ عالم کی لختِ جگر سیدہ زہرا، حضرت حسن، حضرت عباس، ازواجِ مطہرات، حضرت امام مالک، حضرت نافع، حضرت سیدنا عثمان اور سیدہ حلیمہ سعدیہ مدفون ہیں۔ (رضی اللہ عنہم) ؎

اے صبا اے پیکِ دور افتادگاں ۔ اشکِ ما برخاکِ پاکِ او رساں

عبداللطیف چشتی کاموکی

ضیائے مدینہ

اللہ کریم کے کرم سے میں اپنے والد محترم کے ہمراہ ۱۹۵۵ء کو پہلی بار مدینۃ المنورہ حاضر ہُوا۔ جانے سے قبل اکابرین سے سُنا تھا کہ مدینۃ المنورہ میں ضیائے مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب تشریف فرما ہیں، جو زیارت کے قابل ہیں، چنانچہ میں تلاش کر کے باب السلام کے جنوبی بازار میں مغرب کی طرف ایک گلی میں حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ بڑی شفقت سے پیش آئے۔ گوجرانوالہ کا نام سُن کر فرمایا، آپ ہمارے پڑوسی ہیں۔ کیونکہ میں سیالکوٹ ضلع کا ہوں۔ دو دن کے بعد کی محفل میلاد میں آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ میں دو دن بعد حاضر ہُوا۔ محفل میلاد تھی اور خوب تھی، مزہ آگیا۔ بہزاد لکھنوی نے اپنا پُرتاثیر کلام سنایا۔ دیگر نعت خواں حضرات بھی سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حضور اظہارِ عقیدت کرتے رہے ایک شعر ہنوز یاد ہے ؎

شفاعت کے موتی انہی پر لٹیں گے
اُڑیں گے جو بن کر غبارِ مدینہ

صلوٰۃ وسلام ہُوا، محفل ختم ہوگئی، میں اور میرے والد مکرم حضرت صاحب کے پاس بیٹھے رہے ایک بے ریش عرب خاصا وقت حضرت صاحب کے ساتھ عربی میں گفتگو کرتا رہا۔ جب وہ چلا گیا۔ تو آپ نے بتایا کہ یہ مغرب (طرابلس) کا جید عالم ہے خوش اعتقاد اور خطیب ہے۔ لیکن ڈاڑھی نہیں۔ پاکستان خوش قسمت مُلک ہے کہ وہاں کے علماء دیندار متقی ہیں۔ یہ پہلے سفر

کی ملاقاتیں تھیں۔

اس کے بعد جب مدینۃ المنورہ حاضر ہُوا، حضرت سے اکثر ملتا۔ تک حج ۱۳۹۰ھ والد حضرت صاحب کے ہاں حاضری ہوتی ہوگی۔ ایک بار میں نے کلاسوالہ کے گھر سے نکلنے کی زندگی ۱۳۹۰ھ تشیب وفراز کی مفصل رُوداد سُنی۔ واقعات سُن کر حضرت کی استقامت دینی پہ بے ساختہ تحسین کرنی پڑی، والد کے مرزا قادیانی کیطرف راغب[1] ہونے سے ناراض ہوکر حُبّ رسول علیہ السلام میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چل کر گھر کے آرام کو خیرباد کہا۔ فرمایا، میری عمر ۲۰ سال سے بھی کم تھی کہ طلب علم کے لیے مولانا وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے پیلی بھیت چلا گیا۔ اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سے گاہے گاہے ملاقات ہوتی۔ اور پھر اعلیٰ حضرت سے ہی شرف بیعت حاصل کیا۔ ۱۳۱۸ھ میں بغداد چلا گیا۔ آٹھ سال بغداد رہا نویں سال مدینۃ المنورہ آگیا۔ پھر مستقل مدینہ شریف کا ہی ہوگیا۔ عربوں اور ترکوں کی جنگ میں ترکوں نے احترام حرمین شریفین کی وجہ سے حرمین میں جنگ نہ کرنے کا یکطرفہ فیصلہ کیا اور دیندار لوگوں کو اپنی حفاظت میں ساتھ لے گئے۔ اس غیر محفوظ وقت میں کچھ عرصہ کے لیے مدینۃ المنورہ سے غیر حاضری رہی، امن ہونے پر پھر مدینہ شریف آگیا۔ تیسری بار عزیزم فضل الرحمٰن (مولانا کے صاحبزادے اور نورانی صاحب کے خسر) کی بیماری کے علاج میں ان کو لے کر حیدر آباد گیا۔ دوسری بار اعلیحضرت کی زندگی کے آخری دنوں میں بریلی شریف گیا۔ اور اعلیحضرت کی وفات سے چند دن قبل پھر مدینہ شریف آگیا۔ سعودی حکام نے مدینہ شریف سے نکالنے کی متعدد کوششیں کیں لیکن میں دربارِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض معروض کرتا، تو کوئی نہ کوئی سبب مدینہ شریف رہنے کا بن ہی جاتا۔

فرمایا، ایک بار تو پولیس نے میرا سامان اُٹھا کر گھر سے باہر پھینک دیا میں پریشان ہوکر گلی میں سامان کے پاس کھڑا تھا سپاہیوں کی نظریں جونہی ذرا غافل ہوئیں، میں روضۂ اقدس کی طرف بھاگ گیا اور رو رو کر حضور علیہ السلام سے نجدیوں کی شکایت کی۔ جب دل

[1] یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مرزا نے دعوئے نبوت نہیں کیا تھا۔ یہ قطب مدینہ کی کرامت تھی کہ مرزا کے آئندہ حالات ان پر منکشف ہوگئے۔ (مرتب)

کا بوجھ ہلکا ہوا۔ میں واپس اپنی گلی میں پہنچا، تو پولیس نے خود ہی سامان اندر رکھ دیا تھا اور مجھے بتایا گیا کہ گورنر مدینہ کے تازہ حکم میں شہر بدری کا آرڈر منسوخ کر دیا گیا ہے۔ کئی بار حاسدین نے الزامات لگائے اور حکام کو میرے خلاف مشتعل کیا، لیکن الحمدللہ! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حفاظت فرمائی۔ دشمن خائب و خاسر ہوئے۔ ۱۹۶۳ء میں راقم پھر مدینۃ المنورہ حاضر ہوا۔ تو اس وقت نورانی میاں صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ بڑی بے تکلفی سے محمد نور الخیاط کے ہمراہ حضرت صاحب سے طویل نشست نصیب ہوئی۔

ایک بار راقم نے عرض کی، حضور ایک دورہ پاکستان کا فرمائیں ہماری سعادت ہوگی نئی اسلامی مملکت دیکھ آئیں فرمایا آپ پاکستان کا کہہ رہے ہیں میں نے تو ساری زندگی اس تمنا میں بسر کی ہے کہ مدینہ دفن بنے اب تو میں حج کو بھی نہیں جاتا کہ کہیں مدینہ سے باہر موت نہ آجائے۔ بس مدینہ کی موت کا انتظار ہے۔

باب مجیدی والے مکان میں ایک بار حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی یادگار محفل منعقد ہوئی جو ناقابل فراموش ہے۔ محفل میں شریک ہر فرد پر محویت طاری تھی عرب و عجم کے رفقاء شریک تھے۔ ایسے ہی ایک باغ شمیہ میں محفل میلاد ہوئی کچھ بزرگوں نے کھڑے ہو کر ذکر جہر کیا ان کا استغراق دیدنی تھا سب پر کیف طاری ہو گیا۔ افسوس کہ کیف کو الفاظ کے قالب میں ڈھالا نہیں جا سکتا۔ عام طور پر روزانہ گھر میں محفل میلاد منعقد ہوتی۔ شیخ محمد حسین مدنی میمنی، حاجی آدم، انور الخیاط، مستری نور محمد، حنیف قادری، صوفی اقبال، مرزا شکور بیگ، قاری مصلح الدین، میاں جمیل احمد شرقپوری، حافظ بخل اکثر حاضر ہوتے ہر روز لنگر چلتا، حاضرین کو خوشبو لگائی جاتی، صلوٰۃ و سلام ہوتا حاضرین روحانی و جسمانی طور پر شاد کام ہوتے۔

۱۹۷۹ء میں برادرم حاجی عبدالمجید کنار یہ فیصل آبادی میرے ہمراہ تھے۔ انہوں نے عرض کی حضور میں نے ایک تعویذ آپ سے بہت عرصہ قبل حاصل کیا تھا، سر درد کے لیے بہت مفید ثابت ہوا۔ براہ کرم ایک تعویذ اور عطا فرما دیں، فرمایا میں چشتی صاحب کو اجازت دیتا ہوں وہ آپ کو لکھ دیا کریں گے اس کرم نوازی پر مجھے بہت مسرت حاصل ہوئی دوسرے دن

اپنے ہاتھ سے تعویذ لکھ کر مجھے عطا فرمایا اور اوراد و وظائف قادریہ کی تلقین کی۔ واپسی سے ایک روز قبل میں حاضر ہوا، اجازت چاہی تو انتہائی ذرہ نوازی سے سلسلہ قادریہ کی خلافت عطا کی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

۱۹۸۰ء میں پھر حاضر ہوا تو اوراد و وظائف کے متعلق استفسار فرمایا میں نے عرض کی تعمیل ہو رہی ہے بہت خوش ہوئے اور بیٹھے بیٹھے پکڑ کر گلے سے لگا لیا۔ حضرت! اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ کے مسلک کی ڈٹ کر حمایت فرماتے۔ مجھ سے میرے گھر کا رہا کے علاوہ پیر بہاؤالدین صاحب مرید کے اور مولانا محمد صادق صاحب گوجرانوالہ کی بھی خیریت پوچھے دیوبندیوں کی ابن الوقتی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا، کہ جب تک حرمین الشریفین پر سعودیوں کا قبضہ نہیں تھا دیوبندی محمد بن عبدالوہاب کو برا کہتے تھے لیکن جب سعودیوں کو اقتدار حاصل ہوا تو یہ اس کی حمایت کرنے لگے مالی منفعت کے پیش نظر پالیسی تبدیل ہو گئی۔ اسی سفر میں اپنے عزیز محمد نور محمد اکبر صاحب کے گھر میں موجود تھا کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب گھبرائے گھبرائے تشریف لائے۔ استفسار پر بتایا کہ حضرت (مولانا ضیاء الدین) بیمار ہیں، پیشاب کی رکاوٹ ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے حضرت کو ہسپتال لے جانے کے لیے محمد اکبر الخیاط کو مبدان کی موٹر ساتھ لیا اور چلے گئے، شام کو اکبر صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ ہسپتال داخل ہو گئے ہیں اگلے دن ہسپتال حاضر ہوا نالی لگی ہوئی تھی اور لیٹے ہوئے تھے میں نے سلام عرض کیا! مجھے پکڑ کر گلے سے لگا لیا اور محبت کا اظہار فرمایا۔ چند دن کے بعد میری واپسی تھی پھر ہسپتال حاضر ہوا اجازت چاہی پھر ہمکنار ہوئے دیر تک دعائیں دیتے رہے، میں بچشم پُرنم رخصت ہوا۔ یہ حضرت کی زندگی کی آخری ملاقات تھی۔ ۱۹۸۱ء میں میرے بھائی حاجی بشیر احمد صاحب حج کو گئے ہوئے تھے ان کی مدینۃ المنورہ کی حاضری کے ایام میں حضرت کا انتقال ہوا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اللہ تعالےٰ ایسے عاشقانِ رسول کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ے ہر آنکہ از شراب وفا مستند
سلام ما برسانید ہر جا کہ ہستند

میزبانِ مہمانانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ القرآن مولانا غلام علی صاحب اکاڑوی

یہ فقیر پہلی مرتبہ ۱۹۵۵ء میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوا۔ علاوہ دیگر رفقاء کے حضرت مولانا غلام قادر اشرفی مرحوم بھی رفیقِ سفر تھے۔ مدینہ طیبہ میں تقریباً ۳۸ دن قیام کا شرف حاصل ہوا۔ مدینہ طیبہ میں مجاہدِ ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا مفتی ظفر علی نعمانی پیر سید محمد نور حسین شاہ صاحب علی پوری اور بعض دیگر حجاج و زائرین کی موجودگی میں نجدی قاضی سے بعد نمازِ عشاء رات گئے دیر تک عربی میں مباحثہ و مذاکرہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے ساکت ہونا پڑا۔ اور کوئی جواب نہ بن سکنے کے بعد اس نے آرڈر دیا کہ میں بحیثیت قاضی اسے حکم دیتا ہوں کہ مسجد میں الگ جماعت نہ کروایا کرو ہمارے ساتھ نماز پڑھو" والا فصلوا فی البیوت ، یہ سب حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا صدقہ تھا کہ وہ ایک طالب علم سے صحیح گفتگو نہ کر سکا۔ ورنہ من آنم کہ من دانم

حضرت مخدوم ضیاء الملت پہلے بھی روزانہ نہایت کرم فرماتے اس واقعہ کی تفصیل سننے کے بعد مزید شفقت فرمانے لگے یہاں تک کہ اپنے جملہ سلاسلِ طریقت اور اسانیدِ حدیث کی اجازت فقیر کو اور مولانا غلام قادر اشرفی صاحب کو عطا فرمائی۔ مولانا غلام قادر صاحب نے اپنے ہی ہاتھ سے تحریر کی کیونکہ مولانا موصوف نہایت خوش خط تھے۔ سلاسلِ طریقت کی اجازات قلمی فقیر اور مولانا اشرفی کے پاس تھیں جو انہوں نے مجموعہ اوراد و وظائف کے آخری صفحات پر درج کر دی ہیں۔

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی پیکرِ علم و عمل تھے۔ زہد و اتقاء میں یگانۂ روزگار تھے

اپنے گھر سے نکلنے اور بغداد شریف کے قیام اور مدینہ شریف میں قیام کے موقع پر جس قدر ابتلاء و امتحان کا ان کو سامنا کرنا پڑا اس پر صبر و تحمل انہی کا حصہ تھا۔ ایک دفعہ فرمایا کہ میں بریلی شریف اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حرم پاک مدینہ سے بعض مخالفین کی شدید تکلیف دہی کا ذکر کیا تو اعلیٰحضرت نے علاوہ بعض دیگر اعمال کے بالخصوص "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے شرِ اعداء و حاسدین سے محفوظ رکھا۔

حضرت مدنی صاحب نہایت ہی خلیق، ملنسار، متواضع اور منکسر المزاج تھے جب کوئی ملنے والا حاضرِ خدمت ہوتا تو مرحبا مرحبا کی صدا بلند فرماتے۔ فقیر ۱۹۵۹ء دوسری حاضری سرکارِ اعظم کے موقع پر حرم شریف کی حاضری کے بعد اکثر شب و روز حضرت کی خدمت میں حاضر رہتا۔ باوجودیکہ نمازِ عشاء حسبِ معمول دیر سے پڑھ کر آتا مگر فقیر کے آنے پر کھانا تناول فرماتے بارہا عرض کرتا کہ حضور اتنا انتظار نہ فرمایا کریں۔ مگر انہوں نے اپنی شفقت اور معمول کو نہیں بدلا تھا۔ اکثر اوقات رات کی محفلِ میلاد کے بعد لنگر تقسیم ہوتا۔

پہلی ہی حاضری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے مدینہ طیبہ میں وہ عزت اور شہرت نصیب ہوئی کہ فقیر ہرگز اس کا اہل نہیں تھا۔ معلم حیدر الحیدری کے بھائی نے فقیر سے کہا کہ اگر آپ یہاں رہیں تو ہمارے دفتر کے پاس ہی ایک دار العلوم ہے اس میں آپ کو شیخ الحدیث مقرر کروا دیا جائے وظیفہ بھی معقول ہوگا۔ مدینہ طیبہ کی حاضری کو سعادتِ دارین سمجھتے ہوئے فقیر نے ہاں کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مگر جب شیخ مکرم حضرت مولانا مدنی علیہ الرحمۃ سے مشورہ کیا تو انہوں نے اپنی فراست و بصیرت سے فرمایا: مولانا آپ کا پاکستان میں ٹھہرنا ملک و ملت اور دین و مذہب کی خدمت کے لیے زیادہ مفید ہے۔

جتنی مرتبہ حاضری بارگاہ کی توفیق ہوئی مولانا صاحب کو رات کو کبھی سوتے نہیں دیکھا تھا یا نوافل پڑھتے رہتے یا مختلف صیغوں سے درود پاک ہر وقت زبان پر جاری رہتا۔

یہ فقیر مسجد نبوی شریف میں حضور پُر نور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف

کے پاس بیٹھ کر حصولِ برکت کے لیے موطا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پڑھا کرتا تھا۔ پاس ہی ایک شامی و دمشقی عالم سید محمد بصیر دمشقی بیٹھے تھے ان سے مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ دل چاہتا ہے کہ مدینہ طیبہ ہی میں اقامت پذیر ہو جاؤں۔ انہوں نے فرمایا: انت فی الباکستان وقلبك ههنا خیر ان تکون ماهنا وقلبك فی الباکستان اوکما قال۔ "تم پاکستان میں رہو اور تمہارا دل یہاں لگا ہوا ہو۔ اس سے بہتر ہے کہ رہو یہاں اور دل پاکستان میں لگا رہا"۔ گویا کہ ان بزرگوں نے بھی حضرت مولانا کی تائید فرمادی۔

حضرت مولانا مرحوم ہمیشہ دینِ اسلام کی تبلیغ فرماتے رہتے تھے اور مسلکِ حقہ اہلسنت پر کاربند رہنے کی تاکید و تلقین کرتے تھے۔ مگر ساتھ ہی فرماتے کہ یہاں حاضری کے وقت اپنے مسلک پر ثابت رہو مگر ان ..... کے شر سے بھی بچتے رہو۔ یہ نہایت شریر ہیں۔ اور علماء و مشائخ اہلسنت کو اکثر پریشان کرتے ہی رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مدنی کو جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطا فرمائے اور ہم سب اہلِ عقیدت کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق ہو۔ (آمین)

ضیاء المشائخ

از: حضرت حافظ شجاع الدین قادری ضیائی

پیر و مرشد قطبِ مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسی روشن شمع تھے جو عشقِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اُجالے بکھیر رہی ہو۔ قدم قدم پر جہاں محبت و عقیدت پر پہرے بٹھائے جا رہے ہوں، وفورِ محبت و عشق میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے وابستہ کسی شے کا چومنا یا آنکھوں سے لگانا جہاں شرک کہلاتا ہو۔ عاشقانِ رسول اُس مقدس اور برگزیدہ حرم نبوی میں جہاں چرند پرند بھی بے خوف ہو جاتے ہیں، بلی اور مرغیاں جہاں ایک ہی ڈربے میں بند کی جاتی ہیں، ایک تشنگی کا احساس لیے سراسیمگی کے عالم میں سہمی سہمی نظروں سے ایک ایک مقامات کو دیکھیں اور بے اختیار انہیں چوم لینے کو جی چاہے تو دل مسوس کر رہ جائے کہ ابھی کوئی کڑکتی ہوئی آواز اٹھے گی "الحاج شرک" اور خشونت آمیز نظریں اُن پر مرکوز ہو جائیں گی۔ جیسے اُن سے بڑا جُرم سرزد ہو گیا ہو۔ ایسے ماحول میں عشقِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ متوالا سرفروش مجاہد انتہائی عزم و استقلال کے ساتھ مسجدِ نبوی شریف کے زیرِ سایہ باب مجیدی کے قریب اپنے دیار میں فروکش تھا اور زبانِ حال سے کہہ رہا تھا کہ "دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے"۔ ہر شام محفلِ میلاد کا اہتمام انتہائی ذوق و شوق سے کیا جاتا ہے۔ عقیدتمند حضرات کا جمِ غفیر سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں صلوٰۃ و سلام کے نذرانے انتہائی والہانہ محبت و عقیدت سے کھڑے ہو کر پیش کرتے، ان گلہائے عقیدت کی جانفزا خوشبو سے فضا معطر ہو جاتی۔ ساکنانِ مدینہ جوق در جوق ان محفلوں میں شریک ہوتے۔ حضرت کا نیاز حاصل کرنے کی تمنا لیے ہوئے

بڑے بڑے علماء کرام آپ کی محفل میں گھنٹوں سرنگوں بیٹھے رہتے اور ادھر حضرت انکسار فرماتے "میں تو اس درِ پاک کا کتا ہوں۔"

یہ بات کم لوگوں کو معلوم ہوگی کہ علامہ کی جو خصوصیات دُنیا پر ظاہر ہو سکیں وہ اُن سے بہت کم تھیں جو چھپی رہ گئیں۔ حالانکہ بہت زیادہ وزنی و گراں قدر تھیں۔ ہم نے علامہ کو اتنا ہی جانا جتنا وہ چاہتے تھے کہ ہم انہیں جانیں اور ان کی ہستی کے بہت سے امکانات دُنیا پر ظاہر نہ ہو سکے، وہ امکانات کیا تھے ان کی تحقیق و صراحت آسان نہیں تاہم جیسا کہ میرے ذاتی ربط و مطالعہ کا تعلق ہے، میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر ان کی زندگی ایک خاص سانچہ میں ڈھل کر رہ نہ جاتی جو ہمارے سامنے آئی تو وہ خدا جانے کیا کیا ہو سکتے تھے۔ علامہ کی بے انتہا دماغی اہلیتیں جن کو زمانے نے یا خود اُن کی خلوت پسند طبیعت نے اُبھرنے کا موقع نہ دیا اُن کی فطری اہلیت و صلاحیت قدرت کا ایک سربستہ راز تھی جس کے بعض گوشے تو ہمارے سامنے آگئے اور اکثر بے نقاب نہ ہو سکے۔ حالانکہ آپکو ایک لمبی عمر عطا کی گئی تھی۔ وہ نام و نمود اور شہرت سے گریز فرماتے تھے اور بربنائے متانت و خودداری بے تکلفی میں بھی اپنی شانِ کبریائی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

اس دیارِ پاک میں پہلوئے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نصیب ہونا ہی کیا کم کرامت ہے۔ شاید سرورِ کائنات کی نظرِ انتخاب ہی نے چن لیا تھا اپنے سچے عاشق کو تبھی تو اُن سے یہ قرب حاصل رہا۔ تھوڑا نہ بہت تقریباً ۷۵ برس ..... "

قطبِ مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات کا قرب پہلی بار مجھے اُس وقت نصیب ہو سکا تھا جب میں نے سنہ ۱۹۷۱ء میں حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا۔ میری حج بیت اللہ کے لیے روانگی میرے لیے ایک سعادت عظمیٰ بن جائے گی یہ شاید میرے صحیفۂ تقدیر میں کہیں رقم تھا۔ ورنہ عام عازمین حج کی طرح میں بھی بہ صدق و خلوص بارگاہِ خداوندی میں حاضری کا شرف حاصل کرنے کی خاطر اور تمنائے سرورِ کونین و رحمتِ عالم شہ یزداں صفات کی بارگاہِ عطر بیز و عنبر خیز کا شرف دیدار لینے میں بھی اس راہ کا

مسافر تھا۔ میرے ہمسفر میرے عزیز دوست جناب مجاہد حسین صاحب ساکن چھپرہ (بہار) تھے جو علامہ سید شاہ عبدالحق مفتی کاٹھیاواڑی کے دست مبارک پر بیعت تھے۔ ہم دونوں ہی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ سفر حج روانگی سے قبل ان کی دعاؤں کو توشۂ آخرت بنائیں۔ رسمی گفتگو کے بعد شاہ صاحب نے اپنے پیرو مرشد علامہ ضیاء الدین مہاجر مدنی قطب مدینہ کی خدمت اقدس میں قدمبوسی کے بعد نذرانہ عقیدت پیش کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اور علامہ کی ذات بابرکات پر مختصراً روشنی ڈالی اور یہ اُس گراں مایہ سعادت کا پیش خیمہ ثابت ہوا جو اس ناچیز کو حاصل ہوئی تھی، جس کا مجھے وہم و گمان بھی نہ تھا۔ ہاں ایک موہوم سی آرزو بے ساختہ دل میں اُبھری تھی کہ اے کاش وہ دستِ مبارک اس حقیر کو نواز دے۔

لہٰذا مکۂ معظمہ میں حج سے بحسن و خوبی فارغ ہونے کے بعد ہم دونوں عازمین حج مدینہ طیبہ پہنچے۔ اس مبارک و برگزیدہ سرزمین پر قدم رکھتے ہی دل و دماغ ایمان و عرفان کی تجلیات سے روشن ہوگئے۔ ایک کیف آگیں سرور سارگ و پے میں سرایت کر گیا انہی احساسات کے ساتھ ہم علامہ ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدے پہ حاضر ہوئے مسجد نبوی کی بارحمت ہمسائیگی میں باب مجیدی کے قریب آپکا دولت کدہ واقع ہے۔ آپ کے مکان کے سامنے صحابیٔ رسول ابوایوب انصاری رضؓ کا تاریخی حیثیت کا حامل وہ مکان ہے جس سے متعلق حقائق حضور سرورِ کائنات کی مدینے میں آمد سے متعلق شہرۂ آفاق ہیں۔ یہ ایمان افروز منظر اُس روز سے ہمیشہ کے لیے میرے دل و دماغ میں نقش ہو چکا ہے۔ صرف یہی ایک حقیقت قطب مدینہ کے تعارف کے لیے کافی ہے کہ وہ کیا تھے؟ گنبدِ خضرا کے زیرِ قدم علامہ کا مکان، تجلیاتِ محمدی سے ہمہ وقت منور و مزین نظر آتا ہے خواہ دن کی روشنی ہو یا رات کی چاندنی گنبدِ خضرا کا مقدس سایہ حضور کے مکان مبارک کو منور کئے ہوئے ہے۔ مکان کے قریب دہلیز پہ پہنچے تو سامنے بے شمار، جوتے، چپلوں کا ہجوم نظر آیا جس سے ظاہر تھا کہ مکان کے اندر کسی تقریب کا اہتمام ہے کہ اتنی کثیر تعداد شائقین کی شریک محفل ہے۔ لیکن مقام حیرت کہ ایسی پرسکون خاموشی فضا میں مسلط تھی کہ کسی آواز کا شائبہ

تک نہ ہوتا تھا جہاں متعدد بڑی تعداد میں لوگ شریک محفل ہوں وہاں کوئی آواز نہ ہو۔ یہی سوچتے اور متحیر ہوتے ہم دوسری منزل پر پہنچے تو سامنے ایک وسیع ہال نظر آیا، وہ ایک ایمان افروز منظر تھا کہ بہت سے عرب اور دیگر ممالک کے اصحاب انتہائی ادب و احترام سے سرجھکائے بیٹھے ہوئے تھے، سکوت ایسا تھا کہ سوئی گرے تو آواز سنی جا سکے۔ لوگوں کی طرف سے نظر گھومتی ہوئی علامہ ضیاء الدین احمد کی ذات گرامی تک پہنچی تو ٹکٹکی بندھ گئی۔ دل و دماغ پر اُن کی با رعب شخصیت کا سحر سا ہو گیا۔ آپ ایک سفید دشفاف گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے استغراق کے عالم میں جلوہ گر تھے، چہرۂ مبارک سے شان جلال ہویدا تھا، سفید عمامہ، سرمئی رنگ کا لمبا کرتہ اس کے اوپر کتھئی رنگ کا کوٹ زیب جسم تھا۔ ایمان و عرفان کی تجلیات گویا آنکھوں کو خیرہ کئے دے رہی تھیں، ہم دونوں حضرات باہر دہلیز پر ہی مسحور و مبہوت کھڑے رہ گئے، کیونکہ اندر بالکل جگہ نہ تھی۔ لوگوں کا اتنا بڑا ہجوم دیکھ کر ہی مولانا کی مقبولیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ آج ماہ فروری کی تین تاریخ تھی۔ جب یکے بعد دیگرے قدم بوسی کرتے ہوئے حاضرین نکلتے گئے اور کافی دیر بعد حضرت علامہ کو خلوت میسر آئی تو ہم دونوں بڑی آہستگی سے قریب پہنچے سلام عرض کیا تو علامہ نے توجہ فرمائی، سلام و دُعا کے بعد آپ نے بڑے پُرخلوص انداز میں دریافت فرمایا:

کہاں سے آئے ہو؟

حضرت! ہندوستان سے آئے ہیں۔

ہندوستان میں کس جگہ سے؟

صوبہ بہار میں ایک شہر جمشید پور سے۔

یہ کس جگہ ہے؟ (علامہ جمشید پور کے آباد ہونے سے قبل ہی ہندوستان، پاکستان کے خطے سے ہجرت فرما چکے تھے۔)

حضور یہ کلکتہ کے نزدیک ہی ہے۔

اچھا! مولانا ارشد القادری کو جانتے ہو؟

"مولانا ارشد القادری تو ہمارے ہی شہر میں مقیم ہیں اور ایک دینی ادارہ اُن کی سرپرستی و نگرانی میں چل رہا ہے۔

انہوں نے ردِّ وہابیت میں کوئی کتاب لکھی ہے؟

جی حضور! انہوں نے ایک کتاب "زلزلہ" تحریر فرمائی ہے۔ جو ردِّ وہابیت کے موضوع پر ایک نادر معرکۃ الآراء کاوش ہے۔

تو بابو! جب ہندوستان پہنچنا تو میرے لیے وہ کتاب ضرور بھیج دینا۔

جی، بہت بہتر۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ حضرت کی ایک خدمت میرے سپرد کی گئی۔

مولانا رفاقت حسین کانپوری کو جانتے ہو؟

جی حضور! کان پور کے قصبہ ہی میرا وطن ہے۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے خلیفہ حضرت علامہ سید عبدالحق صاحب کو گدائے خواجہ کہہ کر یوں استفسار فرمایا:

میرا گدائے خواجہ کیسا ہے، اچھی طرح تو ہے؟

جی حضور! انہیں کی زبانِ مبارک سے آپ کے غائبانہ تعارف کا شرف حاصل ہوا تھا۔

حضرت نے ادباً فرمایا "وہ بڑی بزرگ و برگزیدہ ہستی ہے۔ آلِ رسول میں سے ہیں۔ ان کا احترام ہم سب کو لازم ہے۔

میں نے ملتجیانہ بیعت کی خواہش کی۔ تو حضرت "ماشاء اللہ" کہہ کر خاموش ہو گئے۔

کچھ توقف کے بعد جب میں نے دوبارہ التجا کی تو آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا! کیوں ہمیں یہاں سے نکلوانا چاہتے ہو کیا؟ ارے بھئی! یہاں کی وہابی حکومت پیری مریدی کی سخت مخالف ہے۔

میں نے عرض کیا حضور! کس کی ہمت ہے کہ وہ آپ کی ذاتِ پاک کے متعلق ایسی بات سوچ بھی سکے، نکلوانا تو بہت دور کی بات ہے۔ اور حضرت یہ تو ہمارے مابین ایک روحانی رشتہ ہوگا جس کے اندراج کی ضرورت بھی کیا ہے۔ اور ممکن بھی نہیں، پس آپ کا نیاز چاہتا ہوں۔

آپ خاموش رہے اور کچھ وقفے کے بعد دفعتاً انہوں نے میرا ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں تھاما اور اپنے روبرو بٹھا دیا اور فرمایا "بسم اللہ" اور یہ تھی وہ بیعت جو اس حقیر پر تقصیر پر نعمت و اکرام کی بارانِ رحمت برسا گئی۔ اپنی بلندیٔ قسمت پہ اپنے اللہ اور اُس کے پیارے محبوب کا کرم سمجھ کر آنکھیں نم ہو گئیں۔

جہاں ہم سب بیٹھے ہوئے تھے سامنے ایک دریچے سے گنبدِ خضرا جلوہ افروز تھا، سرورِ کونین، مالکِ کون و مکاں، رحمت للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے زیرِ سایہ، کہ آنکھوں کی پتلیوں میں گنبدِ خضرا کا عکس اور اس مقدس روحانی سفر کا یہ حسین، عظیم المرتبت آغاز، میری خاطر دونوں جہاں کی دولتوں سے زیادہ بیش قیمت و گراں مایہ تھا۔ پیر و مرشد کی نظرِ عنایت نے اُس وقت جو نوازا، تو نوازتی ہی چلی گئی، اُن کے گلشنِ گفتار کے گل ہائے ارشادات میری تمام زندگی کو معطر کر گئے۔ آج بھی ان کی خوشبو میرے رگ و پے میں سرایت ہے۔

۵ فروری کو پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا تو سلام و دعا کے بعد ہی حضرت نے یہ عنایت فرمائی کہ بڑی محبت اور اپنے پن سے شریکِ طعام ہونے کا حکم صادر فرمایا اور میرے جھجکنے پر مزید اصرار فرمایا "کہ آج کھانا ہمارے ساتھ کھانا۔" میں نے اسے ان کا عارفانہ التفات سمجھا۔

دسترخوان پر تین افراد ہی شریکِ طعام تھے، حضرت اور ان کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور ایک عربی بزرگ۔ حضرت نے مجھے اپنے قریب ہی جگہ عطا فرمائی۔ دائیں جانب پیر و مرشد اور بائیں طرف مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور سامنے وہ

عربی بزرگ، دورانِ طعام حضرت نے میری طشتری میں ساتھ ہی کھانا تناول فرمایا اور بڑی عنایت و اپنائیت سے خود اپنے دستِ مبارک سے چاول میری طرف دیتے جاتے اور مشفقانہ اصرار فرماتے جاتے "تکلف نہ کرنا" خوب اچھی طرح سے کھاؤ اور لو.... یہ بھی.. اور بھی"

ان کی اس محبت و چاہت کی یاد آج بھی دل پر نقش ہے۔

(مدرس مفتی محمد عبد المبین نعمانی قادری رضوی برہانی دار العلوم قادریہ)
چریاکوٹ، ضلع اعظم گڑھ۔ یوپی، بھارت

کیلو میٹر ۳ پر جو بدر بیکری ہے یہیں سے دو تین فرلانگ پران کا مکان تھا ابھی اِدھر اُدھر نظر پ دوڑا رہا تھا کہ کوئی جانی پہچانی صورت نظر آئے کہ پھر کرم نے دستگیری فرمائی جناب انور نامی ایک نوجوان میرے قریب آئے اور سلام کیا۔ میں نے حقیقت حال سے آگاہ کیا، اُنہوں نے کہا میں آپکو ہی لینے آیا ہوں۔ ابھی ابھی مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس جہاز سے اترے ہیں۔ میری موٹر یہاں سے دُور کھڑی ہے، کیا آپ وہاں تک چل سکیں گے۔ میں نے کہا "ان شاء اللہ" اُنہوں نے میرا سوٹ کیس اُٹھا لیا، اور میں ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ سوٹ کیس کے وزن سے ان کا ایک ہاتھ دُکھ جاتا وہ اسے دوسرے ہاتھ میں لے لیتے، اور مڑ مڑ کر مجھے دیکھتے بھی جاتے کہ میں آ رہا ہوں کہ نہیں۔ اسطرح چلے جا رہے تھے، اور موٹر تک پہنچ نہ پائے تھے۔ اتفاق سے انہیں راستے میں ایک ٹرالی ملی جو ہوائی اڈہ پر مسافروں کے سامان رکھنے کے لیے رکھی جاتی ہے، کسی صاحب نے شاید اپنا سامان موٹر میں رکھ کر اسے وہیں چھوڑ دیا ہو گا۔ وہ ہمارے کام آگئی میرے نوجوان ہمدرد نے سوٹ کیس اس پر رکھ لیا، ان کے ہاتھوں کو آرام ملا اور اسے ڈھکیلتے لے چلے، اس طرح ہم موٹر کے قریب پہنچے اور سفر شروع ہوا۔ میں نے کہا آپ مجھے کیلو میٹر ۳ پر جو بدر بیکری ہے وہاں لے چلیں وہاں سے مجھے راستہ معلوم ہے۔ کافی دیر بعد ہم بدر بیکری پہنچے۔ وہاں سے میری رہبری شروع ہوئی۔ مکان کی تلاش میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ہم مکان سے تیس چالیس قدم کے فاصلہ پر پہنچ گئے، مگر اس مکان سے پہلے ایک نیا مکان تعمیر ہو رہا تھا، اس کا ملبہ راستہ پر پڑا تھا اور راستہ بند تھا اس منظر نے بھٹکا دیا۔ اور کچھ غلط گھمائی کے بعد طے پایا کہ رات کا بقیہ حصہ صاحب موٹر کے مکان میں گذرا جاوے اور صبح پھر تلاش شروع ہو۔ چنانچہ اسی پر عمل ہوا۔ انور میاں کا مکان آرام دہ تھا۔ اُنہوں نے پھلوں اور شربت سے ضیافت فرمائی۔ کچھ دیر کے لیے وہاں سو گیا۔ صبح کو انور صاحب نے ڈیوٹی پر جانا تھا اور اُنہوں نے یہ عنایت کی، کہ اپنے کسی دوست کے ساتھ ڈیوٹی پر چلے گئے اور اپنی موٹر میرے

مرزا شکور بیگ حیدرآبادی

باتیں انکی یاد رہیں گی!

۳۰ راگست ۱۹۸۱ء اتوار کے دن شام مینا راچیرس سے ممبئی روانہ ہوا۔ ۱۳ تاریخ کو صبح صبح وہاں پہنچ گیا۔ اپنے عنایت فرما غلام غوث صاحب کے ہاں ٹھہرا یا۔ یکم ستمبر کو حج کے ویزے کے لیے درخواست دی۔ معلوم ہوا کہ ایک نیا قاعدہ بنایا گیا ہے۔ سعودی عرب سے جو ڈرافٹ آئے، اس پر منگوانے والے کے پاسپورٹ کا نمبر بھی درج ہو، کرے اس سقم کی وجہ سے ڈرافٹ واپس کئے جا رہے تھے، میرے ڈرافٹ پر نام کے ساتھ میری ولدیت بھی درج تھی مگر پاسپورٹ کا نمبر نہ تھا۔ شاید میری عمر کا لحاظ کر کے اس نقص کو نظر انداز کر دیا گیا۔ متعلقہ صاحب کو حکم دیا گیا کہ پاسپورٹ کا نمبر خود ڈال لیں اور ویزا جاری کریں۔ الحمد للہ! یوں کرم کی بارش شروع ہوئی۔

۲ ستمبر ۸۱ء چہارشنبہ کے روز مجھے موسم حج کا ویزا مل گیا۔ سعودی ایرلائنس میں ۵ ستمبر ۸۱ء کے ہوائی جہاز میں جگہ محفوظ ہو گئی۔ جمعہ کا دن تھا۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد میں جناب غلام غوث صاحب کی موٹر میں ایرپورٹ روانہ ہوا۔ شام کے چھ بجے کے بعد ہوائی جہاز اڑا۔ وہران پر عازمان حج سے معلم وغیرہ کی فیس کے بابت ریال وصول کر کے پاسپورٹ پر مکتب الواحدہ کی مہر لگا دی گئی۔ وہاں سے پھر جدہ کے لیے روانہ ہوئے ابھی رات باقی تھی کہ جہاز جدہ پہنچ گیا۔ اب میرے لیے یہ مسئلہ تھا کہ اپنے مرحوم دوست کے داماد میاں محمد نسیم صاحب کے گھر کیسے پہنچوں،

لیے چھوڑ دی اور ایک حیدر آباد کے صاحب سے کہہ دیا کہ وہ مجھے اس موٹر میں
صاحب کے مکان تک پہنچا دیں۔ اللہ تعالےٰ اس جوان صالح کی عمر دراز کرے اور
میں کشادگی ہو۔ ان کی وجہ سے بہت آرام ملا۔ صبح ناشتہ کے بعد انور صاحب کے
دوست نے مجھے نسیم صاحب کے گھر پہنچا دیا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ رات کو اس
گھر کے کتنے قریب آکر ہم دور ہو گئے۔

نسیم میاں، ان کی بیوی بچوں سے ملاقات ہوئی۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ
دیکھ کر ان سب کو خوشی زیادہ ہوتی ہے یا میں ان سب سے مل کر زیادہ خوش
ہوں۔ بہرحال پھر وہی میں تھا اور ان کا گھر تھا، وہی خلوص و محبت کی فضا تھی۔ بچوں کے
ساتھ ہنسنا بولنا اور کھیل کود شروع ہو گیا۔

حسن میاں (نسیم میاں) کے برادرِ نسبتی ان کی بیوی شاہین سلمہا اپنی پیاری
صبا کے ساتھ ملنے آئے، ان کے ساتھ ان کے بھائی کاظم میاں بھی تھے جو ہندوستان
سے ملازمت کے لیے یہاں آئے ہوئے تھے سب سے مل کر جی خوش ہوا۔ میری آمد
کی خبر سن کر ایک اور پُرخلوص جوان عامر میاں بھی آ گئے جو اسی بلڈنگ کے فلیٹ
اوپر کی منزل میں رہتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوا کہ اس سال ان کے محترم والدین
ان کی بہن تینوں حج پر آنے والے ہیں۔ جناب وسیم صاحب سے ملاقات کی مسرت
اس دفعہ بھی نصیب نہ ہو سکی۔ البتہ انہوں نے مدینہ منورہ کا ہوائی جہاز کا ٹکٹ
بھجوا دیا۔

۸ ستمبر ۱۹۸۱ء کو دو موٹریں ہوائی اڈا کو چلیں۔ ایک میں نسیم میاں ہیں
نسیم میاں کے بیوی بچے، دوسری میں عامر میاں۔ راستہ میں اپنے آفس کے
عامر میاں نے موٹر چھوڑ دی اور نسیم میاں کی موٹر میں چلے آئے اور وہی چلاتے
ہوائی اڈہ پر پہنچے۔ وہاں سب سے مل ملا کر میں۔ مدینہ منورہ کے لیے جہاز میں
ہو گیا۔ الحمدللہ! مدینہ منورہ میں حاضری کی عزت نصیب ہوئی۔ خوشی کی انتہا نہ تھی

کی عجیب کیفیت تھی۔ اور زبان پر یہ شعر جاری تھا۔

مجھ جیسے گنہگار کو طیبہ میں بلایا
یہ سب مرے آقا مرے مولا کا کرم ہے

آرام دہ بس ہوائی اڈا سے مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوسری سڑک
پر پہنچا دیتی ہے۔ میں نے سامان ایک کنارے رکھا، اور اپنے دوست محمد دین صاحب
قریشی کی دکان پر اطلاع کرائی کہ میں حاضر ہو گیا ہوں۔ وہاں سے ایک صاحب آئے
میرا سوٹ کیس اٹھایا اور ہم دکان پر پہنچے جو وہاں سے بالکل قریب ہے۔ قریشی صاحب
نے اپنے ہاں ٹھہرنے کو کہا۔ میں نے کہا شکریہ۔ فی الحال مجھے جناب احمد دین صاحب
اُویسی کے مکان پر پہنچا دیجئے جو طریق سلطانہ پر واقع ہے۔ چنانچہ ان کی موٹر میں ہم
احمد میاں کے مکان پر پہنچے وہاں میں اسی کمرہ میں آرام سے ٹھہر گیا۔ جہاں دو سال ٹھہر چکا
تھا۔ احمد میاں کو معلوم ہوا تو اپنے آفس سے فوراً آگئے۔ اور مل کر خوش ہوئے۔
ان کی بیوی بچوں کو بھی خوشی ہوئی۔ ان کے صاحبزادے مدنی باشا اور حجازی میاں پہلے
ذرا رکے رہے، پھر مدنی باشا ان کا دیکھا دیکھی حجازی میاں بھی قریب آئے۔
جب میں گذشتہ سال یہاں سے گیا تھا حجازی میاں نے رینگنا شروع کیا تھا۔ اب تو
"ماشاءاللہ" چلنے لگے تھے۔ بہرحال ان بچوں سے بڑی وابستگی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ
انہیں صاحبِ اقبال کرے اور ان کے بڑوں کا سایہ ان پر سلامت رہے۔
احمد میاں سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب کا مزاج ابھی سنبھلا نہیں
ہے مگر معمول کی مجلس اور لنگر جاری ہے۔

میں حضرت ممدوح سے ملنے کو بے چین تھا، دھوپ میں شدت تھی، شکر
ہے کہ مدینہ منورہ کا مُبارک موسم گرما پھر نصیب ہوا۔ شام کو بارگاہِ بیکس پناہ میں ایک
بھاگا ہوا غلام حاضر ہوا، اور یوں حاضر ہوا۔

آب دیدہ میں کھڑا ہوں ان کے در کے سامنے
میری نافرمانیاں سب ہیں نظر کے سامنے

میرے آقا ، رحمتِ کُل جلوہ فرما ہیں یہاں
میں نہیں آیا ہوں کچھ دیوار و در کے سامنے

اور پھر حال یہ تھا کہ :

جب کبھی سجدہ میں جاتا ہوں تو اس کو کیا کروں
ان کی چوکھٹ ہی رہا کرتی ہے سر کے سامنے

وہ تو ایسے کریم ہیں کہ :

لگاتے ہیں اس کو بھی سینے سے آقا
جو ہوتا نہیں منہ لگانے کے قابل

بہر حال میں اپنی خوش بختی اور سرفرازی پر جھومنے لگا ۔

وہ پیکرِ رحمت ہیں یہ سب ان کا کرم ہے
ورنہ میں کہاں اور کہاں کوئے محمد

جب ذرا حالت سنبھلی تو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کی یاد ستانے لگی ان کی خدمت میں حاضری دی ۔ حضرت کو پلنگ پر پڑا دیکھ کر دل کو ایک دھچکا لگا ۔ قریب پہنچ کر دست بوسی کی اور اپنا نام کہا ، نام سنتے ہی فرمانے لگے مرزا صاحب ، مرزا صاحب ، مُبارک مُبارک اچھا ہوُا ۔ آپ آئے ، اچھا ہوُا آپ آگئے ، اچھا ہوُا ــــ آپ آگئے ۔ پھر میرے ہاتھ کو ازراہ ذرہ نوازی چوما اور میری گدّی پہ ہاتھ رکھ کر بہت دیر تک دُعائیں دیتے رہے اور میں سر جُھکائے ولیا ہی رہا ۔ پھر فرمایا مُبارک بہت اچھا ہوُا ، آپ آگئے ۔ حاضر تو میں ہر سال ہی ہوتا رہا ہوں اور کئی سال سے مسلسل حاضری کی عزت نصیب ہوتی رہتی ہے مگر اس دفعہ ہی بار بار یہی ارشاد فرمایا کہ اچھا ہوُا آپ آگئے ۔ آخر یہ کیا ہونے والا ہے جس سے میری موجودگی سے حضرت کو اتنی خوشی ہوئی ، دل سے دُعا نکلی کہ الٰہی خیر ! یہ مُبارک سایہ تادیر سلامت رہے ۔ اس کے بعد حضرت کے نامور

فرزند مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور دیگر حاضرینِ مجلس الواقف سمیت حنیف قادری ، صُوفی اقبال ، حاجی اسمٰعیل اور اقبال سلیمان ، حاجی آدم ، حافظ سردار صاحب بھائی نُور محمد ، غرض ان سب صاحبان سے ملاقات ہوئی اور سب حضرت قبلہ کی صحت کی وجہ سے متفکر نظر آئے مجھے خیال تھا کہ یہ علالت کا سلسلہ گذشتہ سال سے چل رہا تھا دُور ہو جائے گی ۔

بہر حال دن گزرتے گئے ۔ بہت سے پُرانے احباب مل کر خوش ہوتے گئے ۔ جناب اسمٰعیل صاحب جالندھری ، بھائی عبدالقادر سلیم صاحب اصطفےٰ منزل کے مولانا مظہر علی خاں صاحب اور میرے مرحوم دوست عبداللہ قریشی صاحب کے فرزندوں سے ملاقات ہوئی مسّرت نصیب ہوئی ۔ ان کے علاوہ محمد حنیف صاحب قادری ، صوفی اسلم صاحب اور صوفی ولدار صاحب بھی ملے ، غرض کہاں تک نام گناؤں جو بھی ملا دیکھ کر خوش ہو گیا اور میری حاضری کی مُبارک باد دینے لگا ۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو ادب و احترام کے ساتھ مدینہ منورہ میں رکھے ۔ آمین

حاجیوں کے ہجوم کی وجہ سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے رات بھر کھلے رکھنے کا حکم ہوُا تھا ۔ اصطفیٰ منزل میں دہلی کے حافظ محمد ادریس صاحب ملے جو اس دفعہ اپنے بیوی بچوں کے بغیر اپنے دوستوں شبیر بھائی اور اشفاق بھائی کے ساتھ حج پر آئے تھے ، ان اصحاب کے بیوی بچے ساتھ تھے بہر حال سب سے ملاقات ہوئی ۔ راولپنڈی کے ملک غلام حیدر صاحب کے دو بھائیوں سے بھی مولانا کے دولتکدہ پر ملاقات ہوئی ۔ سب کے سب مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ کی صحت کے لیے دست بہ دُعا تھے ۔

۸ ستمبر کو میں پہنچا تھا اور اسی مہینے کے آخر میں احمد میاں صاحب اپنی بیوی بچوں کے ساتھ حیدرآباد سدھارنے والے تھے۔ انہوں نے افسوس کا اظہار یوں کیا کہ آپ دیر سے آئے۔ آپ کی زیادہ خدمت کرنے کا ہمیں موقع نہ مل سکے گا۔ یہ الفاظ جس خلوص کے آئینہ دار ہیں ان کے بیان کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے اپنے بیوی بچوں کو صحت و عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ میں رکھے اور حضور کریم کا کرم شامل حال رہے۔ حضرت احمد کھنڈوالی صاحب کی ایک خاص ہستی ہے۔ امراض نے انہیں بھی نڈھال کر رکھا ہے۔ حرم شریف کی حاضری بہت کم ہوگئی ہے مگر دوسرے معمولات جاری ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں سلامت رکھے۔ آپ کی ایک صاحبزادی ساتھ ہیں، جو ان کی خدمت میں مصروف رہتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ فضل فرمائے جناب انصر علی صاحب انصاری نے دمام میں دوسری ملازمت کر لی ہے۔ بیوی بچوں کو پاکستان بھیج دیا۔ اسلئے کسی سے ملاقات نہ ہوسکی۔ البتہ انہوں نے وہیں سے ایک دفعہ فون پر مجھ سے بات کی تھی۔ دیکھتے دیکھتے دن تیزی سے گزر گئے —— احمد میاں کے گھر میں حسب معمول بہت آرام تھا۔ اس دفعہ بچوں کے تماشے دیکھنے کا موقع کم ملا اور ۲۹ ستمبر کی تاریخ آگئی۔ اس تاریخ کو مغرب کے بعد احمد میاں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ ہوائی اڈہ کے لیے روانہ ہوئے۔ چہارشنبہ کا دن تھا دوسرے دن ان کی فلائٹ ہندوستان کے لیے تھی۔ حسب سابق جاتے ہوئے وہ اپنے فلاٹ کی کنجی مجھے دے گئے۔ میاں کی عدم موجودگی میں بھی وہاں مقیم رہا۔ چہارشنبہ کو احمد میاں اپنی فیملی کے ساتھ سدھارے اور جمعہ کے دن یعنی ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء / ۴ ذی الحج ۱۴۰۱ھ چار بجے کے قریب حیدرآباد — عبدالغفار صاحب میرے ٹھکانے پر آئے اور یہ خبر وحشت اثر سنائی کہ مولانا ضیاء الدین صاحب [illegible] کا وصال ہوگیا۔ عین اس وقت جب کہ جمعہ کی اذان ہو رہی تھی۔ کیا بتاؤں کہ دل پر کیا گزری۔ گو حالات بتا رہے تھے کہ وہ دن قریب آنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم نعمت ہم سے چھین جائے گی۔ پھر بھی یہ صدمہ برداشت سے باہر

معلوم ہو رہا تھا۔ میں نے آنسو بھری آنکھوں سے وضو کیا اور تیار ہو کر عبدالغفار صاحب کے ساتھ ان کے دوست کی موٹر میں وہاں پہنچا۔ وہ گلی جس میں حضرت کا دولتکدہ تھا، سوگوار بنی ہوئی تھی۔ ہر چہرہ غم آلود تھا۔ بعض تو ایسے ساکت و صامت تھے جیسے انہیں خبر نہیں کہ کیسی مصیبت کا پہاڑ ٹوٹا ہے۔ میں جب پہنچا غسل دیا جا رہا تھا۔ میت کو تیار کر کے جب اسی کمرہ میں لایا گیا جہاں حضرت کی خواب گاہ تھی تو مجھے حاضری اور دیدار کا موقع ملا، میں نے حضرت کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا، چہرہ پر تازگی تھی ایسا لگتا تھا کہ جاگ رہے ہیں مگر آنکھیں بند کر لی ہیں۔ پیشانی کے بوسہ کے بعد سیدھا ہونے سے پہلے گر پڑتا، مگر کسی نے مجھے سنبھال لیا۔ وہاں کسی کو کسی کی خبر نہ تھی، سب دل شکستہ تھے اور سب کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ ہر طرف یہی نقشہ دکھائی دے رہا تھا۔ مسجد نبوی میں نماز عصر ہو چکی تھی۔ جب جنازہ گھر سے باہر نکلا تو ہر ایک نے کوشش شروع کی کہ کندھا دینے کی سعادت نصیب ہو جائے، کافی مجمع تھا۔ حج میں ابھی چار دن باقی تھے بہت سے عازمان حج مدینہ منورہ میں موجود تھے غرض باب رحمت سے جنازہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوا، اور ریاض الجنہ میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی ایما پر ملک شام کے ایک علاقہ کے مفتی اور عالم دین، حضرت مفتی محمد علی مراد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جن کو حضرت قبلہ سے خلافت کا شرف حاصل تھا۔ نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہ عالی میں جنازہ کو روکا گیا۔ اس کے بعد حضور کریم کے قدوم مبارک کی طرف جنازہ رکھا اور پھر باب جبریل سے نکلا اور عام راستہ سے جنت البقیع کو چلا۔ شرکاء کی کثرت قابل دید تھی جو ضعیف لوگ تھے وہ پہلے ہی جنت البقیع پہنچ گئے تھے، وہاں کے منتظمین نے بھی ان کو پہلے سے جنت البقیع میں داخل ہونے کی اجازت دے دی تھی تاکہ عین وقت کی کشمکش سے محفوظ ہو جائیں۔

اس جنازے وجلوس کے متعلق جو کچھ کہا گیا اس میں حیرت کی کیا بات تھی، ایسا تو ہونا ہی چاہیئے تھا۔ ایسا نہ ہوتا تو حیرت کی بات ہوتی،

عاشق کا جنازہ تھا، بڑی دھوم سے نکلا، بڑی دھوم سے نکلا

جنہوں نے دیکھا اس منظر کو بھول نہ سکیں گے۔ جس منزل کے اشتیاق و انتظار میں مولانا ضیاءالدین صاحب قادری نے عمر کے ۷۰ سے زائد سال مدینہ منورہ میں گزارے وہ منزل آ گئی۔ جنت البقیع میں دفن کی عزت ملی اور جگہ بھی کہاں پائی اہلِ بیت کرام کے پاک قدموں کی طرف، زیادہ صحیح تو یہ ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مبارک قدموں کے بہت قریب۔ ہائے وہ وقت بھی آ گیا ——————

جب اپنے وقت کے آفتابِ طریقت کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔ ان کے فرزند مولانا فضل الرحمٰن بھی قبر میں اُترے، اور اپنے ہاتھوں، اشکبار آنکھوں سے اس نعمت و امانت کو جنت البقیع کی مُبارک زمین میں دبا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں یہ دلخراش کام ختم ہو گیا۔ دعائے مغفرت کے بعد سب سوگوار آہستہ آہستہ واپس ہوئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ط

اللہ تعالٰی ہمیں اس صدمے کو سہارنے کی طاقت عطا فرمائے اور حضرت ممدوح کے درجاتِ قرب کو بلند سے بلند فرمائے، زمرۂ صدیقین میں محشور فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مولانا ضیاءالدین احمد صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی نے میری زندگی کا کیف ختم کر دیا۔ حضرت مجھے اتنا چاہتے تھے اتنا چاہتے تھے کہ دوسروں کو رشک آتا تھا اور میری عدم موجودگی میں بھی میرے لیے ایسی دُعائیں فرماتے تھے کہ جو لوگ مجھ سے واقف نہ تھے وہ مجھے دیکھنے کے متمنی ہوتے تھے سال ہا سال سے میں حضرت کی اس شفقت و عنایت کا حامل تھا اور اس عنایت و کرم میں میری کوئی اہلیت، قابلیت کو شمہ بھر بھی دخل نہ تھا یہ سب حضرت کا کرم ہی کرم تھا۔

نواب مشتاق احمد خاں، لاہور

دِیدہ وَر

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اصلِ ایمان ہے۔ ہر مسلمان کے نہاں خانۂ دل میں یہ آرزو چٹکیاں لیتی رہتی ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو وہ روضۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حاضر ہو کر اپنے دل و نگاہ کو پُر نور و شاد کام کرے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا تھا ؎

توز موری رہ بطحا گرفتم
وگرنہ جز تو مارا منزلے نیست

اور یہ بات ہے بھی سچ۔ اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے بہت سے بزرگوں نے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں گھر بار کو تج کر ہجرت کی سعادت حاصل کی اور دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اپنا ابدی ٹھکانہ بنا لیا۔ انہی اہل اللہ میں حضرت مولانا ضیاءالدین احمد مدنی کا نام نامی بھی ہے۔ مولانائے محترم کے اسم گرامی سے میں پہلی بار اس وقت روشناس ہوا۔ جب ۱۹۲۵ء میں میرے والد بزرگوار حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وطن واپس ہوئے۔ انہوں نے مولانا کا ذکر اتنی محبت اور عقیدت سے کیا کہ میں کم عمری میں حضرت کی زیارت کا نادیدہ مشتاق ہو گیا۔ اس کے تھوڑے عرصہ ہی کے بعد جب میں انگلستان میں زیر تعلیم تھا مجھے اطلاع ملی کہ مولانا ضیاءالدین اپنے صاحبزادے فضل الرحمٰن صاحب کے ساتھ حیدرآباد تشریف لے گئے ہیں اور ہمارے غریب خانے پر ہی فروکش ہیں وطن سے غیر حاضری کی وجہ سے میں ان کی زیارت کے شرف سے محروم رہ گیا۔ واپسی پر مولانا کے بارے میں والد محترم سے بہت سے کوائف معلوم ہوئے۔

انہوں نے ۲۰ برس کی عمر میں ہندوستان سے ہجرت کی، جسے ۵۰ ۔ ۵۵ برس کا عرصہ ہوگیا ہے۔ ان کا بیشتر وقت حضور سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں گزرا۔ کیا کہنے اس خوش نصیبی کے کہ عمر عزیز کے طویل عرصہ تک یہ سعادت حاصل رہی۔

بقول حضرت سکندر لکھنوی ؎

زندگی تو مدینے کی ہے زندگی
اور مدینے میں رہنے کی کیا بات ہے

۱۹۶۳ء میں مجھے اپنی اہلیہ اور خاندان کی چند خواتین کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ مدینہ منورہ پہنچتے ہی میں نے مولانا محترم کی خدمت میں حاضری دی۔ ان کی شخصیت اور ذات گرامی اتنی معروف تھی کہ حضرت کی رہائش گاہ تک پہنچنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ ان کی قیام گاہ باب مجیدی کے بالکل سامنے ڈاکخانہ کی ملحقہ گلی میں تھی۔ داخلے کے دروازے پر ایک رسی بندھی ہوتی ہے۔ جسے ذرا سا کھینچنے سے دروازہ خود بخود کھل جاتا تھا۔ میں نے جیسے ہی دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا، "کون صاحب ہیں؟" کی آواز کان میں پڑی۔ ذرا آگے بڑھا تو ایک بزرگ شخصیت میری آنکھوں کے سامنے تھی۔ قالینی فرش دو تین گاؤ تکیوں کی ٹیک لگائے ہوئے ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ جسم پر ایک واسکٹ، سر پر لٹھے کی ٹوپی اور پاؤں پر ایک پتلی سی شال پڑی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے پہلے مولانا کو کبھی نہیں دیکھا تھا مگر ان کا ذکر اپنے والد محترم سے اتنی بار سن چکا تھا کہ میں بہت حد تک ان سے غائبانہ واقف ہو چکا تھا۔ اس لیے مجھے یقین تھا کہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد سے مخاطب ہوں۔

میں نے آگے بڑھ کر ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور اپنا تعارف یہ کہہ کر کرایا کہ میں فخر یار جنگ کا بیٹا ہوں۔ مولانا نے یہ سنتے ہی اہلاً وسہلاً کہا اور بڑی دلآویز مسکراہٹ سے پوچھا، "آپ مشتاق میاں ہیں یا اشفاق میاں"۔ مجھے حیرت ہوئی کہ ۴۰ برس کی طویل مدت کے بعد مولانا کو ہم دونوں بھائیوں کے نام کیسے یاد رہ گئے۔ بالخصوص میرا نام جب کہ میں ان کی حیدرآباد میں تشریف کے موقع پر وہاں موجود نہ تھا۔ مولانا بڑی محبت اور شفقت سے پیش آئے۔ سب خاندان

کے حالات دریافت کئے اور بار بار دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ دورانِ گفتگو جب انہیں معلوم ہوا کہ میرے ساتھ میری بیوی، خالہ، چچی اور دوسری خواتین بھی ہیں تو فرمایا۔ وہ سب میری بیٹیوں کی طرح ہیں۔ آپ لوگ ایک دن سب آئیے اور میرے ساتھ کھانا کھائیے۔ چنانچہ دوسرے دن ہم سب نے حاضری دی۔ اور مولانا کی پُرتکلف دعوت سے مستفید ہوئے۔

مدینہ منورہ کے دو ماہ کے قیام کے دوران ہفتہ میں کم از کم دو بار مولانا کی خدمت میں میری حاضری ہوئی تھی اور میں ہر مرتبہ ان کے نورانی چہرے اور تبرکی گفتگو کا اپنے قلب پر گہرا اثر لیے ہوئے واپس ہوتا تھا اور از راہ شفقت بزرگانہ میرا خاص خیال فرماتے تھے۔ انہوں نے کئی بار اپنے ہاں کی محفل کے شرکاء سے فرمایا "مجھے مشتاق میاں کے والد سے بڑا لگاؤ تھا۔ میں جب سے مدینہ منورہ آیا ہوں کبھی خاص ضرورت کے بغیر اس کی حد سے باہر نہیں جاتا۔ مگر ان کے والد کی محبت نے مجھے دو ماہ کے لیے حیدرآباد کھینچ بلایا تھا۔

مولانا محترم کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے بے پناہ محبت تھی۔ ان کی محفل میں ہر وقت ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نعت خوانی ہوتی رہتی تھی۔ پاکستان اور ہندوستان کے نعت گو اور نعت خواں حضرات میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے مدینہ منورہ میں حاضری کے موقع پر مولانا کی محفل میں نعت نہ پڑھی ہو۔ مدینہ منورہ میں محافل میلاد کھلے طور پر منعقد نہیں ہوتیں۔ لیکن ان پابندیوں کے باوجود اکثر گھرانوں سے نعتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روح پرور آوازیں سنائی دیتی رہتی ہیں۔ اس قسم کی نجی محفلوں میں محبت و عقیدت کا جس شوق اور اہتمام سے مولانا ضیاء الدین صاحب کے ہاں مظاہرہ ہوتا تھا۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس موقع پر مدینہ منورہ میں حاضر شمع رسالت کے پروانے گلہائے عقیدت پیش کرتے تھے۔ اگر محفل میں کوئی خطیب حضرات موجود ہوں تو وہ اپنے ارشادات گرامی سے اہلِ محفل کو نوازتے تھے۔ مولانا محمد شریف نوری مرحوم کی تقریر میں نے پہلی بار وہیں سُنی تھی۔ نعت خوانی کے دوران عقیدت و جذبات کی فراوانی سے مولانا محترم

کے چہرہ پر آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی۔ محفل کے اختتام پر دسترخوان بچھایا جاتا اور سب شرکا، کو مولانا کے صاحبزادے فضل الرحمٰن صاحب اور دیگر ارکان خاندان کھانا کھلاتے تھے۔

دوسری بار ۱۹۶۵ء میں مدینہ منورہ میں میری پھر حاضری ہوئی۔ اس مرتبہ ۲ مہینے قیام رہا، میری اہلیہ وہاں جاکر بیمار پڑ گئیں۔ جس کے وجہ میری حاضری مولانا کی خدمت میں اتنی نہیں ہوئی جتنی کہ ۱۹۶۳ء میں ہوئی تھی۔ وہ خود فرماتے تھے بیٹا! تمہاری بیوی بیمار ہے تم اسکی دیکھ بھال کرو۔ میری اہلیہ نقاہت اور بیماری کی وجہ سے نمازوں کے لیے مسجد نبوی تک نہیں جاسکتی تھی۔ جس کا اسے بہت رنج تھا۔ میں نے مولانا محترم کی خدمت میں عرض کیا تو انہوں نے فرمایا، آپ لوگ تو عین مسجد نبوی کے سامنے مقیم ہیں۔ بیٹی سے کہو کہ وہ وہیں نماز کی نیت باندھ لیا کریں۔ میں بھی تو یہیں نماز پڑھتا ہوں۔ اس مشورہ سے میری بیوی کو بہت سکونِ قلب حاصل ہوا اور جو احساس محرومی تھا وہ کم ہوگیا۔

۱۹۷۴ء میں یعنی ۹ برس کے بعد میں نے مولانا محترم کو بہت کمزور پایا۔ مگر عقیدتمندوں کا ہجوم کچھ زیادہ ہی تھا۔ ۶۳-۱۹۶۵ء میں ایک عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مرزا شکور بیگ حیدرآبادی کی ایک نعت مواجہ شریف میں پابندی سے پڑھا کرتا تھا۔ ۱۹۷۴ء میں یہ نعت لے جانا بھول گیا۔ اپنا معمول پورا نہ کرسکنے پر میرے دل پر ـــــ ایک طرح کا بوجھ تھا، ایک دن میں نے مولانا محترم سے عرض کیا، حضرت آپ کی خدمت میں پاکستان اور ہندوستان کے سب نعت گو حاضری دیتے ہیں۔ مرزا شکور بیگ بھی ضرور آتے ہوں گے۔ معلوم نہیں وہ اس سال آئے یا نہیں، مولانا نے فرمایا "وہ یہیں ہیں اور ابھی میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں اس وقت محفل میں خطیب محترم مسجد وزیر خان موجود تھے۔ انہیں ہدایت فرمائی کہ مجھے وہ ان کی قیام گاہ تک پہنچادیں۔ وہاں سے مجھے وہ نعت بھی ملی اور ان کی دوسری نعتوں کا تحفہ بھی ملا۔ میں اس واقعہ کو مولانا محترم کی ایک کرامت سمجھتا ہوں۔ وہیں مجھے معلوم ہوا کہ وہ بزرگ مولانا کی قیام گاہ پر باقاعدہ حاضری دیتے ہیں اور حضرت بھی انہیں ہمارے گھر کی برکت کے الفاظ سے یاد فرماتے ہیں۔ مرزا صاحب کو بھی مولانا سے بڑی عقیدت

تھی جس کا اظہار انہوں نے مدینہ منورہ سے رخصتی کے وقت جن اشعار میں کیا تھا ان میں سے چار اشعار یہ ہیں:

مدینے پاک میں بے شک جو ہے دولت کدہ اُن کا
خدا قائم رکھے آماجگاہ اہل سنت ہے
غریبوں دردمندوں کو پریشانی نہ ہو لاحق
کہ بچاروں پہ حضرت کا ابھی سایہ سلامت ہے
انہی کے دم سے اب وہ باطنی فیضان جاری ہے
انہی کے پاس وہ شاہ جیلی کی امانت ہے
خدا رکھے سلامت شاہ ضیاء الدین احمد کو
رسولِ دوجہاں کی آپ پر چشم عنایت ہے

اس کے بعد میں دو تین بار عمرے کے لیے گیا اور ۱۹۷۹ء میں پھر حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی ہر حاضری کے موقعہ پر جس دردمندی سے مولانا امتِ مسلمہ اور پاکستان کے بارے میں ذکر فرماتے تھے۔ اس کا طبیعت پر بڑا اثر ہوتا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ انہی بزرگوں کی دعاؤں سے ہماری ساکھ قائم ہے۔ ان کی خدمت میں حاضری کے موقعہ پر مجھے کبھی اتنی ہمت نہیں پڑی کہ ان سے ان کی اپنی زندگی کے بارے میں کچھ دریافت کروں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت سے سرشار ہوکر بیس برس کی عمر میں ہجرت کرنا خود ایک ایسا واقعہ ہے جو مولانا کی عظمت کی نشاندہی کرتا ہے ان کے بارے میں بہت سے واقعات تو ہم نے اپنے والدِ محترم سے سنے تھے اور کچھ مدینہ منورہ کے چند بزرگ حضرات سے معلوم ہوئے۔

ان کی پیدائش سیالکوٹ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم لاہور میں حاصل کی۔ حدیث پاک کا درس پیلی بھیت میں لیا ـــ وہیں قیام کے دوران حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب سے ملاقات ہوئی اور ان کے خلیفہ مجاز بن گئے۔ گھر کے ماحول سے جس میں کچھ بدعقیدگی سرایت

کرگئی تھی، بیزار ہوکر ہندوستان کو خیرباد کہا۔ پہلے بغداد تشریف لے گئے پھر مدینہ منورہ آ گئے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آخر وقت تک مقیم رہے۔ مولانا کا مدینہ منورہ میں ورود ترکوں کے دور میں ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے شریف مکہ کا دور دیکھا۔ شریف مکہ اور سعودی خاندان کی آویزشوں کے نظارے دیکھے سعودی حکومت نے شروع شروع میں ان کے عقائد کے بارے میں کچھ سختی کی۔ میرے والد محترم ان دنوں حیدرآباد میں نائب وزیر مالیات تھے ایک بار جب وہ حکومت حیدر کے نمائندے کی حیثیت سے شاہی مہمان تھے۔ وزیر مملکت عبداللہ سلمان کے واسطے سے ملک ابن سعود کی خدمت میں صورتِ حال کی وضاحت کی۔ اس کے بعد ان سے حکومت نے کوئی تعرض نہیں کیا۔ مشہور مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی جن سے خوش قسمتی سے مجھے بھی شرفِ نیاز ہے مولانا محترم کے خصوصی تعلقات تھے جو بالآخر رشتہ داری پر منتج ہوئے۔ مولانا محترم ان کے صاحبزادے شاہ احمد نورانی، صاحب کے داد اسسر تھے۔

مولانا بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ میں اس بارے میں بہت کچھ سُن چکا تھا۔ لیکن حال ہی میں حضرت سکندر لکھنوی نے مجھ سے ایک واقع بیان کیا جو حیرت انگیز بھی ہے اور مولانا کے صاحبِ کرامات ہونے کا ثبوت بھی مولانا محترم کی نعتیہ محفل میں سکندر صاحب بھی حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں دوران قیام وہ سخت بیمار ہوگئے اور کئی دنوں تک حاضری نہیں دے سکے۔ طویل غیر حاضری کے بعد جب وہ محفل میں شریک ہوئے تو مولانا محترم کے استفسار پر انہوں نے بخار اور گلے کی گلٹیوں کی شکایتوں کا ذکر کیا۔ مولانا نے فرمایا: "انعام بھی دو ملیں گے!" سکندر صاحب کے پوچھنے پر کہ حضرت وہ انعامات کیا ہیں تو فرمایا۔ پہلا انعام تو یہ ہے کہ اگلے سال آپ پھر مدینہ منورہ آئیں گے دوسرا انعام آپکو روانگی کے وقت ملیگا۔ سکندر صاحب کو یہ دوسرا انعام ایک بزرگ خاتون سے موئے مبارک کے تحفہ کی شکل میں ملا اور مدینہ منورہ میں اگلے سال حاضری بھی ہوگئی۔ اس طرح مولانا محترم کی دونوں پیشگوئیاں حرف بحرف حقیقت بن گئیں۔ کیوں نہ ہو۔ اللہ والوں

کی ایسی باتیں ہوتی ہیں۔

مولانا محترم کی ذاتِ گرامی مدینہ منورہ میں اہلِ محبت کی آماجگاہ تھی جس سے ہر وقت روحانی فیض جاری رہتا تھا۔ ان کی رحلت سے جو یاں حق بڑی کمی محسوس کریںگے مگر مجھے یقین ہے کہ ان کا روحانی فیض تاقیامت جاری رہے گا۔

مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمۃ نے حرم پاک میں کم و بیش استی برس اس آرزو میں گزارے کہ مرنے کے بعد شہر خُلد میں دفن ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ آرزو بھی پوری کی۔ جب ان کا جنازہ اٹھا تو اژدہام کی یہ کیفیت تھی کہ بابِ عمر سے گزرتے ہوئے بیسیوں آدمی زخمی ہوکر گر پڑے۔ آپ کو اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات کے قریب سپرد خاک کیا گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ)

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

قطب البلد النبی

مولانا علی اصغر چشتی مدظلہٗ لاہور

۱۹ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ بروز پیر کو بارگاہِ رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں صلوٰۃ وسلام عرض کر کے مسجد نبوی کے صحن میں آیا تو مدت سے سینہ میں چھپا ہوا عشق باہر نکلنے کے لیے بیتاب ہوا۔ فقیر چاہتا تھا جس قدر جلد ہو سکے حضرت مولانا ضیاء الدین احمد کی زیارت سے مشرف ہو جاؤں لیکن ہر چہرہ ناآشنا سا معلوم ہوتا۔ مقرب ملائکہ کے مشکل کشا نے میری بھی مشکل کشائی فرمائی۔ باب عبدالعزیز کے قریب ایک بزرگ سفید ریش، اچکن زیب تن اور سر پہ صوفیانہ ٹوپی نظر پڑے۔ میں لپک کر ان طرف گیا۔ سلام کے بعد پوچھا "کیا آپ پاکستانی ہیں؟" وہ پاکستان کا نام سن نہایت مسرور ہوئے۔ فرمایا! "میں سہارن پور سے آیا ہوں۔" میں سہارنپور کا نام سن کر دم بخود ہو گیا اور دل میں مایوسی پیدا ہو گئی۔ شاید مایوسی میرے چہرے پر بھی اثر کر چکی تھی کہ انہوں نے محسوس کر لی اور مسکرا کر فرمانے لگے "آپ خاموش کیوں ہو گئے؟ فرمایئے کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ "ان شاء اللہ" آپ کی پوری پوری راہنمائی کرونگا۔ ان شاء اللہ! آپ کی پوری پوری راہنمائی کروں گا۔" میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔" اس نے عرض کیا۔ "واہ! مولانا کو کون نہیں جانتا، وہ دیکھئے سامنے پوسٹ آفس ہے اس کے عقب میں ایک گلی اور گلی میں دائیں جانب پہلا ہی مکان حضرت مولانا قبلہ ضیاء الدین صاحب کا ہے اگر حکم ہو تو میں آپ کے ساتھ چلوں؟" اس بزرگ نے ارشاد فرمایا!
"نہیں نہیں! شکریہ، میں سمجھ گیا؟"

باب عبدالعزیز سے باہر نکلا۔ شارع کو عبور کر کے گلی میں پہنچا تو وہاں ایک صاحب اپنی دوکان پر پکوڑے نکال رہے تھے۔ میں وہاں کھڑا ہو گیا۔ دوکان والے نے خود مجھ کو مخاطب

کیا گفتگو سے معلوم ہوا وہ صاحب چونمنڈی لاہور کے باشندے ہیں جو عرصہ سے مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے کہ آپ یہیں منزل مقصود پر کھڑے ہیں۔ یہ مکان حضرت ہی کا ہے۔ آپ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلے جائیں مولانا بالکل سامنے تشریف فرما ہوں گے۔ میں اپنا دل تھامے اوپر چلا گیا، ایک ولی کی بارگاہ میں حاضری تھی۔ دل دھڑک رہا تھا، فقیر ان لوگوں کی ہیبت سے خوب واقف تھا۔ ان کی ہیبت سے پہاڑ رائی بن جاتے ہیں، سمندر خشک ہو جاتے ہیں، فقیر اوپر پہنچا، حضرت اپنی پوری جلالتِ ولایت سے سامنے ہی جلوہ افروز تھے، میں ٹھٹھک کر رہ گیا۔ بت کی طرح صامت کھڑا ہو گیا، حضرت نے نظرِ کرم فرمائی۔ نہایت دھیمی آواز سے فرمایا "آ جائیے" اس جملے سے سارا خوف کافور ہو گیا۔ فقیر آگے بڑھا دو زانو ہو کر سلام عرض کیا، دست بوسی سے سرفراز ہوا اور خاموش بیٹھ گیا۔ کمرے میں چند احباب بھی موجود تھے ——— کمرہ میں مکمل سناٹا لیکن سکون، بیابان کا منظر۔ مجھے حضرت بیدم وارثی یاد آ گئے۔ میں دل ہی دل میں ان کا شعر پڑھنے لگا ؎

کوئی محفل ہو بیاباں کے مزے لیتے ہیں
جہاں پر بھی جمع ہوتے ہیں دیوانے چند

حضرت نے خاموشی کو ختم کر دیا، مسکرا کر فرمایا،
"کہاں سے تشریف لائے ہیں"؟
لاہور، پاکستان
"کب تشریف لائے؟"
"کل تہجد کے وقت آیا تھا۔"
"نماز عشاء کے بعد روزانہ محفل میلاد ہوتی ہے۔ آپ تشریف لایا کریں۔
"ان شاء اللہ العزیز! ضرور حاضر ہوں گا۔"
یہ تھی میری پہلی ملاقات، سارا دن عشاء کے انتظار میں گزارا۔ عشاء کے بعد حاضر ہوا۔

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پڑھا جا رہا تھا ؂

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے کوچے بسا دیئے ہیں

بارہ بجے کے قریب "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کا ترانہ پڑھا گیا۔ نجدیوں نے شہرِ مقدس کو اجاڑنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے وہ شہر آباد ہے۔ اور سدا آباد رہے گا۔ بارہ بجے کے قریب مسجدِ نبوی اور مولانا کے مکان کی درمیانی شاہراہ پر کھڑے ہو جایئے ادھر:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اُدھر "رَبِّ ھَبْ لِی اُمَّتِی" ...... کی صدا صاف سنائی دیتی ہے۔ فقیر مولانا کے در دولت پر روزانہ حاضری دیتا رہا۔ کیونکہ کچھ آنکھوں ہی آنکھوں میں باتیں ہوتی رہیں۔ اور کچھ دل کی دل سے گفتگو رہی۔ زبانیں خاموش رہیں۔ ہاں کبھی کبھی کوئی بات ہو جاتی۔ اب پاکستان کے بزرگ پوچھتے ہیں کہ حضرت قطب البلد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں آپ کے کیا تأثرات ہیں۔ فقیرِ حقیر کچھ کہنے سے قاصر ہے۔ البتہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی زبانِ پاک سے سُن لیجے ؂

ہمیں اے رضا ترے دل کا پتہ چلا بہ مشکل
در روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا — یہ نہ پوچھ کیسا پایا
کبھی خندہ زیرِ لب ہے کبھی گریہ ساری شب ہے — نہ کسی نے کچھ بتایا

غمخوارِ اہلِ سنّت

حکیم سید امین الدین لاہور

فخر العرب والعجم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد القادری البرکاتی الرضوی المدنی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے اپنی تمام زندگی حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف و توصیف کرنے اور آپ پر دُرود و سلام بھیجنے میں بسر کی۔ آپ زندگی بھر محفلِ نعت اور مجلسِ درود و سلام کے انعقاد سے اپنے اور عشاقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب کی تسکین کا سامان مہیا کرتے رہے۔ ان کی محفلِ درود و سلام اس قدر مشہور تھی کہ جب میں زیارت حرمین و شریفین کی سعادت کے حصول کے سلسلہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو اکثر لوگوں سے آپکی محفل مبارک کی تعریف سُن کر آپ کی قدم بوسی کے لیے حاضرِ خدمت ہوا اور اس قدر سرور و لطف آیا کہ جتنی دیر مدینہ منورہ رہا بعد از نماز عشاء آپکی محفل میں حاضری دیتا رہا۔ حضرت موصوف کے سامنے جب اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی کوئی نعت شریف پڑھی جاتی تو بہت محظوظ ہوتے تھے۔ اپنے مریدین کو کثرت سے درود و سلام کی تلقین فرماتے تھے۔

محفلِ درود و سلام کی مجلس کے بعد جب دعا ہوتی تھی تو خاص طور پر پاکستان کی بقا، تحفظ اور سلامتی کے لئے دُعا فرمایا کرتے تھے اور پاکستان کی ترقی اور خوشحالی میں گہری دلچسپی لیتے تھے۔ ان کی دلی تمنا اور خواہش تھی کہ پاکستان میں مسلک حقہ اہلِ سنّت و جماعت کو فروغ حاصل ہو، یہی وجہ ہے کہ جب جمعیت علماء پاکستان کی نشاۃِ ثانیہ کے وقت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ نے ٹوبہ ٹیک سنگھ (دارالسلام) میں جمعیت العلماء پاکستان کے اجلاس کی صدارت کے لیے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو بذریعہ تار مدعو فرمایا تو حضرت نے اپنی پیرانہ سالی اور علالت کے باعث اپنے صاحبزادہ فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ کو پاکستان بھیجا، جن کی صدارت میں وہ تاریخی اجلاس

آفتاب علم و حکمت

ضیائے اعلحضرت مقتدائے اہل سنت قطب مدینہ عالیہ مولانا الشیخ ضیاء الدین احمد مدنی قادری قدس سرہٗ العزیز بقول امام اہل سنت حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ (امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف) مدینہ عالیہ میں اہل سنت کا ملجا و ماویٰ تھے ۔ اور استقامت علی الحق کا روشن مینار تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ خدمت میں حاضر ہونے والے ہر زائر طیبہ سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں آپ کے لیے دُعا کرتا ہوں اور آپ میرے لیے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نجدیوں کے شر سے محفوظ رکھے اور مدینہ عالیہ میں رہتے ہوئے صحیح ادب کی توفیق دے ۔ چنانچہ ۱۹۷۳ء اور پھر ۱۹۷۶ء میں دونوں مرتبہ مدینہ عالیہ کی حاضری کے دوران حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مُبارک سے یہ الفاظ ہم نے بھی بارہا سُنے بلکہ اس سلسلہ میں آپ ہر زائر سے ایک حدیث پاک بیان فرماتے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس زبان سے دُعا کرو جس سے نافرمانی نہ کی ہو اوکما قال علیہ السلام اور پھر آپ اس ارشاد عالی کا مفہوم یہ بیان فرمایا کرتے کہ آپ میرے لیے دُعا کریں اور میں آپ کے لیے دُعا کرتا ہوں کیوں کہ میری زبان سے آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا اور آپ کی زبان سے میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ۔ اور یہی ظہر غیب میں دُعا کی حکمت ہے ۔

۲۰ ، جنوری بروز جمعرات حرم نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات میں نماز ظہر ادا کرنے کے بعد آستانہ پر بندۂ ناچیز اور میرے برادر گرامی صاحبزادہ ــــ عبدالخالق شاہ صاحب حاضر ہوئے ۔ مدینہ عالیہ میں رہنے والوں کی روایتی خوشش اخلاق کے مطابق کئی بار مرحبا مرحبا کے

ایمان افروز الفاظ سے نوازا ۔ سلام مسنون اور دست بوسی کے بعد ہم بیٹھ گئے ۔ دیگر ارشادات کے علاوہ حضرت نے تمام حاضرین کو اس دُعا سے نوازا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رکھے نیز فرمایا کہ کہنے کو تو یہودی اور نصرانی بھی "لاالٰہ الا اللہ" کہتا ہے لیکن وہ اس لیے کافر ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور نیازمندی سے خالی ہے ۔ دوران گفتگو بندہ نے صحت کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ "الحمدللہ" ٹھیک ہوں ۔ بچپنا گیا ۔ جوانی آئی جوانی گئی اب بڑھاپا آگیا ۔ اب وہی کیفیت ہے جو بڑھاپے میں ہوتی ہے ۔ دل و دماغ "الحمدللہ رب العالمین" بالکل درست ہیں ۔

فرمایا میری پیدائش ۱۲۹۴ھ میں ہوئی اور ۱۳۹۴ھ میں ایک صدی پوری ہوگئی اور جو وقت گزر رہا ہے یہ صدی سے زائد ہے ۔ دوران گفتگو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا ذکر خیر شروع کیا تو بہت محظوظ ہوئے اور خود ہی نہایت اہتمام سے ان کا ذکر فرمایا اور اسی سلسلہ میں آستانہ مبارک میں لگے ہوئے ایک فریم کی طرف اشارہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ منقبت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کی ہے جو کہ حیدرآباد کے شکور بیگ صاحب نے لکھی ہے ، چنانچہ مجھے حکم دیا اسے اُتار کر سُنائیں ۔ بندہ نے تعمیل کی ۔ منقبت سُن رہے تھے اور پروانہ وار جھوم رہے تھے ۔ "الحمدللہ رب العالمین" وہ منقبت شریف بطور تبرک طیبہ بندہ کے پاس محفوظ ہے ۔ اس کا ایک شعر حضرت کے متعلق بھی ہے جو کہ درج ذیل ہے ۔ ے

طیبہ میں اسکی ذات سلامت رہے کہ جو
تیری امانتوں کا نگہبان ہے آج بھی !

اسی دوران ہم نے عرض کی پہلی حاضری کے وقت ہمیں ایک ماہ سے زیادہ وقت مدینہ عالیہ میں ملا تھا لیکن اس دفعہ ایک ماہ سے بھی کم وقت ملا ہے ۔ تو ہماری اس سوچ اور ذہنی اضطراب کو بھانپ کر صحیح کیفیت میں بدلنے کے لیے فوراً ارشاد فرمایا کہ قبولیت کا ایک لمحہ ہی بہت ہے ۔ جتنا وقت ان کی نگاہِ کرم سے مل جائے وہی غنیمت ہے ، خدا کرے قبولیت ہو ۔ کہاں وہ ذہنی پژمردگی کہ وقت کم ملا اور کہاں علی الفور یہ خوشگوار احساس کہ خُدا

تعالیٰ کا شکر ہے کہ شہر کریم میں آستانۂ حبیب پاک میں حاضری تو ہو گئی اور شیخ کامل حضرت علامہ الشیخ ضیاء الدین قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کیمیا اثر کا یہ فیض نہ جانے مجھ جیسے کتنے مضطرب دلوں کو سکون بخشتا ہے۔

حضرت مدنی کے حاضر باش نیاز مند خوب جانتے ہیں کہ ان کی محفل میں ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا کام ہی نہیں ہوتا تھا۔ جو شخص بھی حاضر ہوتا اس سے پوچھتے کہ آپ نعت شریف پڑھتے ہیں؟ چنانچہ جب ہم حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا تو جواب اور مرحبا مرحبا کے ایمان افروز کلمات ارشاد فرمانے کے بعد یہی سوال فرمایا تو اخی مکرم سیّد محمد عبدالخالق شاہ صاحب نے عرض کی "الحمد للہ رب العالمین" ہم نعت شریف پڑھتے ہیں۔ بس پھر کیا تھا فوراً فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک وسلم علیک یا نبی اللہ! چنانچہ برادر مکرم نے حضرت کے پاس موجود حدائق بخشش سے کر:

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

نعت شریف پڑھی۔ فارغ ہوئے تو حوصلہ افزائی اور قدر شناسی کے لیے تحسین بھی فرمائی۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ نعت شریف تو ماشاء اللہ! بہت خوب ہے لیکن آپ کا پڑھنے کا انداز بھی خوب ہے۔ چنانچہ جب بھی حاضری ہوئی اور بھائی جان نے نعت شریف سنائی تو جہاں ذکرِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن کر خوش ہوتے وہاں انداز نعت خوانی پر بھی تحسین فرماتے۔ امام اہل سنّت اعلیٰ حضرت بریلوی حضرت مولانا حسن رضا بریلوی علیہما الرحمۃ کا کلام تو بہت ہی رغبت سے سنتے تھے۔

ماشاء اللہ! حضرت مولانا الشیخ قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مجسمہ تھے۔ جونہی کسی نے نعت شریف شروع کی ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی۔ آپ ترنم کے زیر و بم کی بجائے ہمیشہ معنویت کو پسند فرماتے۔ تلفظ اور ادائیگی کی صحت سے بہت متاثر ہوتے۔ چنانچہ بارہا مشاہدہ ہوا کہ معنویت کی بجائے آواز کے زیر و بم اور صرف

فن کی مہارت پر زور دینے والے نعت خوان کامیاب نہیں ہو سکے۔ کیونکہ محبت تو ذات محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ذکر سے ہوتی ہے صرف خوش آوازی سے نہیں ہاں صحت اور ذمہ دارانہ ادائیگی کے ساتھ اگر مذکورہ خوش الحانی ہو جائے تو نورٌ علیٰ نور۔

ایک دن بندۂ ناچیز نے عرض کی کہ حضرت آپ نے امام اہل سنّت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہاں مدینہ عالیہ میں ملاقات کی یا ہندوستان میں؟ تو فرمایا کہ میں نے ان کی زیارت ہندوستان میں کی۔ وہ اس طرح کہ ۱۳۱۲ھ سے ۱۳۱۶ھ تک میرا معمول رہا کہ ہر جمعرات کو پچھلے پہر پیلی بھیت سے بریلی شریف پہنچتا۔ رات وہیں بسر ہوتی۔ جمعہ حضور امام اہل سنّت علیہ الرحمۃ کے ساتھ پڑھتا جمعہ کے بعد دسترخوان بچھایا جاتا۔ لنگر سے فارغ ہو کر ریل کا وقت ہو جاتا تو اجازت لے کر ریل پر سوار ہو کر پیلی بھیت پہنچ جاتا۔ نیز فرمایا کہ اس وقت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خان صاحب کی عمر شریف ۴ سال کی تھی۔

نیز بندہ نے پوچھا کہ جب اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو آپ کہاں تھے؟ فرمایا اس وقت میں بغداد میں تھا۔

۲۵ جنوری ۱۹۸۱ء مدینہ عالیہ کی حاضری کا آخری دن تھا کہ ہم حضرت کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوئے اور دوران گفتگو ایک ساتھی نے عرض کی کہ حضرت ہم صبح مدینہ عالیہ سے وداع ہو رہے ہیں۔ کہنے کو تو اس نے کہہ دیا کہ وداع ہو رہے ہیں لیکن ایک فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محب کے سامنے یہ تصور کیسے پیش کیا جا سکتا تھا کہ شہر محبوب سے وداع ہوں۔ فوراً فرمایا کہ وداع کا لفظ نہ بولیں جیسے کہ عام لوگ کہتے ہیں الوداع یا رسول اللہ ——— فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وداع ہو کر کہاں ٹھکانہ اور کہاں جاؤ گے۔ الوداع کی بجائے "الامان یا رسول اللہ" "الحفیظ یا رسول اللہ" پڑھو۔ ازاں بعد نہایت اہتمام خشوع سے ہم سب خدام کے لیے دعا مانگی اور واپسی ہوئی۔

فی الحقیقت حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت سے عشق و مستی کا ایک جہان خاموش ہو گیا ہے۔ مولا کریم اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت کے

خلف الرشید مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی کو اپنے والد کریم کے فیوض و برکات سے ہمیشہ مستفیض و مستنیر رکھے اور گلستان رضویت کا یہ سدا بہار پھول ہمیشہ مشام جان و ایمان کو معطر و معنبر کرتا رہے ۔ (آمین)

محمد عاشق الفیضی القادری المدنی

پیکرِ شفقت و محبت

احقر نے حضرت شیخ العرب والعجم علامہ ضیاء الدین احمد القادری المدنی قدس سرہٗ کی انتہائی قربت میں جو چند سال گزارے ۔ اس دوران ناچیز نے حضرت والا مرتبت قدس سرہٗ کی صحبت سے جو قادری رضوی روحانی فیض پایا ، اپنے ناقص علم کے مطابق عرض کرتا ہے ۔

۱۹۷۶ء میں ناچیز کی قسمت کا ستارہ چمکا اور مدینہ منورہ کا سفر نصیب ہوا ۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بائیں طرف جہاں دل و جان کے نذرانے پیش کئے جاتے ہیں ، جہاں ستر ہزار فرشتے صبح کے وقت اور ستر ہزار شام کے وقت درود و سلام کے موتی لٹاتے ہیں ، میں نے بھی درود و سلام عرض کیا ۔ مسجد نبوی شریف سے باہر آ کر سوچا کہ عاشق رسول حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری دوں چنانچہ مغرب کے وقت حضرت سیدی مدنی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا ، سلام عرض کرنے کے بعد دست بوسی کی تو حضرت نے ناچیز کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا " کہاں سے تشریف لائے ہو ؟ " عرض کیا حضرت اوکاڑہ (پاکستان) سے حاضر ہوا ہوں اور قادری سلسلہ میں بیعت ہوں ، حضرت فرمانے لگے پھر تو آپ ہمارے پیر بھائی ہیں ۔ حضرت قبلہ کے کمال اخلاق و محبت سے ناچیز اس قدر متاثر ہوا کہ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے وصال تک اکثر رات کی بابرکت محفل میں حاضر ہوتا رہا ، اس دوران شاید کبھی کسی انتہائی مجبوری کی وجہ سے ہی ناغہ ہوا ہو ۔ آپ سے پہلی ملاقات کے بعد اسی رات کو جب محفل میں حاضر ہوا تو آپ نے ناچیز کو حکم فرمایا کہ جان جاں حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ثنا بیان کریں ۔ میں ایک لمحہ کے لیے سوچ میں پڑ گیا کیونکہ میں نے تو پہلے کبھی کسی محفل میں نعت نہیں پڑھی تھی ، میرے قریب ہی بھائی اکرم نقشبندی ،

بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا کہ بھائی سوچتے کیا ہو جیسی پڑھی جاتی ہے پڑھو ، ناچیز نے امام احمد رضا
فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی مشہور نعت ۔ وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا

پڑھی حضرت نے ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی اور بہت دعائیں دیں اور محفل کے اختتام پر ناچیز کو
دُعا کے لیے ارشاد فرمایا ۔ اس کے بعد ناچیز روزانہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا ، اور اکثر
حضرت کے حکم پر محفل میلاد شریف شروع کرنے کی سعادت ناچیز کو ملتی اور محفل کے اختتام پر
اکثر دُعا بھی ناچیز سے کراتے اور تقریباً پانچ سال حضرت کے ساتھ قادری لنگر ایک ہی
برتن میں کھانے کی سعادت حاصل رہی ۔ الحمد للہ

اکثر حضرت سیدی مدنی قبلہ کی خدمت میں ہر مسلم ملک کے رہنے والے لوگ اور خصوصاً
بڑے بڑے علماء کرام و مشائخ عظام کو حاضر ہوتے دیکھا ۔ حضرت اپنی مادری زبان پنجابی کے
علاوہ اُردو ، عربی ، فارسی ، ترکی ، پشتو ، بنگالی اچھی طرح جانتے تھے اور انگریزی سے
بھی کچھ واقفیت رکھتے تھے ۔

ایک دن حضرت ناچیز سے فرمانے لگے ، عاشق صاحب ! حضور مفتیٔ اعظم ہند علامہ
مصطفیٰ رضا خاں کا مقام ہم سے بہت بلند ہے کیونکہ وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ
کے صاحبزادے جو ہوئے اور راقم الحروف جب مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا
تو آپ فرمانے لگے کہ مولانا ضیاء الدین احمد تو قطب مدینہ ہیں ۔

حضرت سیدی مدنی ہر سال ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۱ ربیع الآخر کو عُرس حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ اور صفر المظفر کے مہینہ میں مُحسنِ ملّت
امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا عُرس پورے اہتمام سے مناتے ۔ ۱۲ ربیع الاوّل
شریف کو صبح خصوصی ملاقات فرماتے اور ظہر و عشاء کے بعد خصوصی محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عرب ممالک کے احباب کے لیے عربی میں اور برّصغیر کے زائرین کے لیے اُردو میں اہتمام سے
ہوتیں ، ہر سال ۱۷ رمضان المبارک کو سیدالشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ،

کے مزار اقدس پر پورے اہتمام سے حاضر ہوتے ۔ ایک روز فرمانے لگے ! عاشق صاحب ! میں
ان ایام کے لیے پیسے شروع سال ہی سے محفوظ کر لیتا ہوں ۔

سعودی حکومت میں روزانہ محفل میلاد کا انعقاد آپ کی بہت بڑی کرامت تھی ۔ ایک
مرتبہ آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن القادری مدظلہ العالی نے حضرت کی خدمت
میں عرض کی کہ سی آئی ڈی کی ایک خصوصی پارٹی مدینہ منورہ آرہی ہے آپ براہِ کرم چند دن
کے لیے محفل ملتوی کر دیں یہ سُن کر آپ نے فرمایا یہ سرکارِ آقا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
محفل ہے ، اور سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ، کا لنگر ہے جو آئے گا اندھا ہو جائیگا ۔
محفل بند نہیں ہو سکتی اور نہ ہی محفل بند ہوئی ۔

بیت اللہ شریف کی بے حرمتی کے ایام میں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف اور
روضۂ اقدس کے چاروں طرف پولیس اور سی آئی ڈی کا پہرہ تھا مگر ان دنوں میں بھی
محفل باقاعدگی سے ہوتی رہی ۔ ایک رات تقریباً ایک بجے (سعودی حکومت کے مطابق)
ناچیز روضۂ اقدس پر دُرود و سلام عرض کرنے کے بعد جب گھر آرہا تھا تو ایک شرطی
(سپاہی) نے روک لیا اور پوچھنے لگا کہاں سے آرہے ہو کہاں رہتے ہو اور مختلف سوال
کئے ۔ میں نے اپنا اقامہ دکھایا تو کہنے لگے کہ اچھا جاؤ ۔ ناچیز یہ سمجھتا ہے کہ یہ بھی حضرت
سیدی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت تھی ورنہ ڈیڑھ سال قبل یکم ربیع الاوّل سنہ [illegible] ھ کو
ہمارے اکثر اہلسنّت کو سعودی سی آئی ڈی نے پکڑا ، جیل میں رکھا اور ناپسندیدہ قرار دے کر
پاکستان بھیج دیا ۔

میری ملازمت سے قبل حضرت نے فرمایا ، عاشق صاحب ! محکمہ جہاں آپ کو بھیجے چلے
جانا ۔ ناچیز نے عرض کیا حضرت مدینہ منورہ میں رہنا چاہتا ہوں ، خیر جب میں ملازمت کیلئے
ریاض گیا تو محکمہ وزارۃ الصحۃ نے ابہا کے آرڈر کر دیئے ۔ ناچیز دوبارہ مدینہ منورہ حاضر ہوا اور روضۂ
اقدس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حال عرض کرنے کے
بعد حضرت سے عرض کیا ، حضرت نے فرمایا جاؤ عاشق صاحب اللہ کریم آپ کی مدد فرمائے ۔

دل نے اسی وقت کہا کہ کام بن گیا۔ چنانچہ ریاض آیا تو اسی ڈائریکٹر جنرل وزارۃ الصحۃ نے اپنا کاٹ کر مدینہ منورہ کے آرڈر کر دیئے۔ جب ناچیز نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور میری ملازمت مدینہ منورہ میں ہوگئی تو آپ فرمانے لگے، عاشق صاحب ہمارے اعلیٰ فاضل بریلوی نے کیا خوب اور سچ فرمایا ہے ؎

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

حضرت سیدی مدنی کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ کمال محبت کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ایک مرتبہ فرمانے لگے عاشق صاحب کسی نے کیا خوب کہا ؎

بعد مردن روح و تن کی اس طرح تقسیم ہو
روح طیبہ میں رہے لاشہ میرا بغداد میں

ایک مرتبہ فرمانے لگے اللہ کریم آپکو سرکار نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں رکھے، غلامی میں مارے اور غلامی میں اٹھائے۔

ایک روز عشاء کے بعد محفل سے فارغ ہو کر جب ناچیز نے گھر جانے کے لیے اجازت طلب کی تو فرمایا کہ جاؤ ہماری سب اجازتوں کی تمہیں اجازت ہے، جن جن سے ہمیں اجازت ہے تمہیں اجازت ہے۔

سید ممتاز حسین شاہ صاحب حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو دبا رہے تھے۔ سید صاحب نے حاجی آدم میمن سے کہا کہ تم بھی جو مانگنا ہے مانگ لو۔ حاجی آدم نے کہا حضرت مجھے جنت البقیع میں قبر کی جگہ چاہیئے۔ آپ نے فرمایا جاؤ تمہیں جنت البقیع شریف دی، یہ سن کر ناچیز کی عجیب کیفیت ہوگئی۔

حضرت فقیہ اعظم مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوری

چند لمحے کے قرب میں

خلیل احمد قادری

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد قادری مدنی علیہ الرحمۃ کے چہلم کی تقریب سے واپسی پر میں نے سفر طیبہ کے بارے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا "مدینہ عالیہ کا سفر؟ سبحان اللہ" اور ساتھ ہی ایک لمبی سرد سانس لی اور آنکھیں موند لیں۔ اتنے میں ایک ملاقاتی حاضر ہوا اور موضوع بدل گیا۔ موقع ملتے ہی عشق مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے محمود سینے کو ہوا دی اور پھر عشق و محبت کے اس سیلاب کے آگے کوئی بند نہ باندھا جا سکا۔

حضرت اقدس مدظلہ سے درس حدیث سننے کی سعادت سے بہرہ مند اصحاب بالخصوص اور آپ کی عام مجلس میں شرکت کرنے والے حضرات بالعموم اس بات سے بخوبی آشنا ہیں کہ حضرت والا تبار کی زبان پر محبوب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام آتے ہی چہرہ زرد پیلا آنکھیں پرنم اور آواز تغیر پذیر ہو جاتی ہے۔ بس یہی کیفیت تھی جب آپ نے روداد سفر طیبہ سنائی۔ اسی لیے کتنی ہی باتیں آواز کے رندھ جانے اور نقاہت کی نذر ہو گئیں۔

— ہاں بھئی — خود جو اس مکتب کے طالب علم ٹھہرے۔ چنانچہ آپ نے مولانا ضیاء الدین قادری مدنی علیہ الرحمۃ کی زندگی اور وصال کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا:

"مولانا ضیاء الدین علیہ الرحمۃ کی سی خوش بختی کسی کسی کے ہی مقدر میں ہوگی۔ جنہوں نے تقریباً ۸۰ برس صرف اس آرزو پر دیار حرم میں گزار دیئے کہ جنت البقیع میں دفن ہو سکیں۔ حکومت کی پابندیوں اور تند و تیز رد عمل کے باوجود آقا علیہ السلام کی محفل میلاد میں انہوں نے

نے کبھی کوتاہی نہ ہونے دی۔"

آپ کے وصال کی ساعات قریب تھیں، آپ مکمل ہوش و حواس میں تھے، مگر نقاہت حد درجہ زیادہ تھی، حاضرین نے دیکھا کہ آپ ہاتھ جوڑ کر کسی سے معافی کے خواستگار ہیں اور کہہ رہے ہیں "مجھے معاف کر دیں، کمزوری کے باعث تعظیم کے لیے اٹھ نہیں سکتا۔" ذرا دیر بعد حاضرین کے استفسار پر بتایا کہ ابھی خضر علیہ السلام، حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے۔"

حضرت زید مجدہٗ نے فرمایا:

"جب مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کا جنازہ اٹھا تو اژدہام کی یہ کیفیت تھی کہ باب عمر (رضی اللہ عنہ) سے گزرتے ہوئے بیسیوں آدمی زخمی ہو کر گرے آپ کی وصیت کے مطابق اور آپ کی خواہش کے مطابق اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے بہت قریب آپکو دفن ہونے کی سعادت ملی۔" اللہ اللہ

حضرت اقدس لازال فیوضاتہم نے فرمایا:

"مولانا مرحوم کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن صاحب اُن کے صحیح جانشین ثابت ہوئے ہیں۔ بالکل اُنہیں جیسی درویشانہ زندگی اور محبتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مملو ہیں۔ اِس مرتبہ مولانا موصوف مدظلہ نے میری طرف ایک آدمی بھیجا کہ ملاقات کا وقت دیں، میں ملنا چاہتا ہوں۔ مجھے شرمندگی سی ہوئی۔ جواباً پیغام بھیجا، آپ تکلیف نہ فرمائیں میں خود حاضر ہوتا ہوں۔

قارئین! ادھر مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کے گھرانے سے حضرت والا صفات کی عقیدت و محبت کا عالم دیکھا اب ادھر سے عنایات کی جھلک بھی ملاحظہ کیجیے۔

حضرت فقیہ اعظم مدظلہٗ کے خادم خاص حاجی محمد انور نے بتایا کہ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہٗ نے اپنے خدام کو فرما رکھا تھا کہ ان (حضرت فقیہ اعظم) کا خصوصی خیال رکھا کریں۔ کیونکہ میں نے قبلہ ابا جان کو دیکھا کہ انہوں نے برصغیر پاک و ہند کے پیرانِ عظام میں سے کسی کے ہاتھ نہ چومے

بجز پیرانِ عظام خود والد محترم کے ہاتھ چوما کرتے مگر ان کے ہاتھ چومنے میں پہل ابا جان کی طرف سے ہوا کرتی۔"

(ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور ساہیوال)
شمارہ ذیقعدہ ۱۴۰۱ ھ

سکندر لکھنوی

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی ۲ پیش گوئیاں

جنوری ۱۹۷۵ء میں حج کی زیارت نصیب ہوئی، تو میرا قیام مدینہ منورہ کی اصطفا منزل میں تقریباً اٹھائیس یوم رہا۔ اسی دوران خداوند کریم کا یہ فضل عظیم ہوا کہ رحمۃ للعالمین، صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس سے وہ انعام عطا ہوا جکو میں اپنی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی اور اپنی قسمت کی معراج کہوں تو بے جا نہ ہوگا۔ اصطفا منزل کی ہفتہ وار محفل میں بھی شریک ہوتا مگر حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دولت خانے پر جو محفل روزانہ بعد نماز عشاء ہوتی ہے، اس میں پابندی کے ساتھ شرکت کرتا۔

دوران قیام مدینہ منورہ، میرے گلے میں ایک گلٹی نکل آئی، یہ گلٹی بالکل حلق کے نیچے تھی۔ رفتہ رفتہ یہ بڑھنے لگی۔ اس کے درد کی شدت کی وجہ سے مجھے بخار ہوگیا اور بخار بھی گلٹی کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا۔

تقریباً ایک ہفتہ اس بخار میں اس قدر شدت رہی کہ چوبیس گھنٹے میں ایک یا دو گھنٹے کے لیے کم ہوجاتا اور تقریباً بائیس گھنٹے اپنی شدت اور توانائی کے ساتھ طاری رہتا جس سے میرے جسم کی توانائی جواب دے گئی اور مجھ میں اس قدر کمزوری آگئی کہ کئی وقت کی نمازیں بستر پر ہی پڑھتا بلکہ کسی کسی وقت نماز قضا بھی ہوجاتی۔ بخار کی شدت میں ہوش ہی نہ ہوتا کہ کب اذان ہوئی اور کب نماز کا وقت گزر گیا۔

جس کمرے میں میرا قیام تھا اُسی کمرے میں حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی، حضرت مولانا ارشد القادری مہتمم جامعہ مدینۃ العلوم، ہالینڈ، پروفیسر شاہ فرید الحق،

صاحب اور مولانا شاہ احمد نورانی میاں دامت برکاتہم العالیہ بھی تشریف فرماتے، یہ حضرات روزانہ ازراہ کرم میری تیمارداری، مزاج پرسی کرتے۔

گلے کی تکلیف اس قدر بڑھ گئی تھی کہ حلق سے غذا اور دوا نیچے اترنا دشوار ہوگئی اور اکثر سانس رُک جاتی۔ پہلے تو میں بہت گھبرایا لیکن یکایک مجھے احساس ہوا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں وہ دلی آرزو پوری کردی جس کو ہر مومن اپنی ہی آرزو سمجھتا ہے، یعنی مدینہ منورہ کی موت اور جنت البقیع میں مدفن۔ اب میرا دل مطمئن ہوگیا تھا میں نے اپنے اس خیال کا کسی سے تذکرہ بھی نہ کیا۔

حضرت قبلہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بھی بخار کی حالت میں حاضری دیتا رہا اور نعت شریف بھی پڑھتا تھا۔ اور میرے آقا کا کرم خاص تھا کہ اس قدر بخار اور گلے کی تکلیف کے باوجود نعت شریف میں کوئی تکلیف اور پریشانی حائل نہ ہوتی تھی لیکن اس ہفتے حضرت مولانا قبلہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تین دن متواتر غیر حاضری ہوگئی، چوتھے دن جب حاضر ہوا، سب کو سلام کرکے ایک طرف بیٹھ گیا۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے استفسار فرمایا جب معلوم ہوا کہ سکندر ہے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور عجیب انداز میں فرمایا، سکندر تو کہاں تھا؟ ہم تجھ کو بہت یاد کرتے ہیں اور ساری محفل کے لوگ تجھے یاد کرتے ہیں۔

ان الفاظ کو سُن کر میں سناٹے میں آگیا، میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر حضرت قبلہ کے قریب گیا، دست بوسی کی اور نہایت ادب سے عرض کیا! حضور بخار کی شدت کی وجہ سے حاضری نہ ہوسکی۔ میں معذرت خواہ ہوں، حضرت صاحب قبلہ نے ازراہ شفقت چائے کی پیالی عطا فرمائی۔ چائے پینے کے بعد حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے نعت شریف کی فرمائش کی۔ میں نے ایک نئی نعت شریف جو اس بیماری کے عالم میں گنبد خضراء کو دیکھ کر لکھی تھی سُنائی۔ ایک شعر یہ تھا ؎

موت آئی ہے جس وقت آجائے گی جان جانی ہے جس دم چلی جائے گی
زندگی تو مدینے کی ہے زندگی اور مدینے میں جینے کی کیا بات ہے

اس شعر کو سن کر حضرت مدنی علیہ الرحمۃ بے قرار ہو گئے، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور جملہ اہلِ محفل پر کیف طاری ہو گیا، حضرت نے دعا فرمائی۔ میں نے عرض کیا حضور اس مرتبہ دو دو امتحان سے گزر رہا ہوں۔ فرمایا کیسے؟ میں نے عرض کیا ایک بخار دوسرے گلے کی تکلیف۔ برجستہ فرمایا! اس مرتبہ انعام بھی تو دو ملیں گے۔ میں خوش ہو گیا، ایسا محسوس ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں، مجھے کوئی بیماری نہیں ہے۔ لیکن دل میں بے چینی پیدا ہو گئی کہ وہ کون سے انعامات مجھے ملیں گے۔ جب برداشت نہ کر سکا تو عرض کیا حضور وہ دو انعام کیا ہیں؟ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا! ایک انعام تو یہ ہے کہ تم آئندہ سال پھر مدینہ منورہ آؤ گے، خوش خبری سن کر میں اپنے دل پر قابو نہ رکھ سکا، بیقرار آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب امڈ آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر درخواست کی کہ حضور! دوسرا انعام کیا ہے؟ ارشاد ہوا دوسرا انعام چلتے وقت ملیگا۔ محفل ختم ہو گئی لوگ ایک دوسرے سے مصافحہ کر کے اپنے اپنے مقام پر روانہ ہو گئے، میں بھی اصطفا منزل میں واپس آ گیا۔

نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ تہجد کی اذان ہوئی۔ فجر کی اذان ہوئی۔ دونوں نمازیں بستر پر ہی پڑھیں اور درود شریف پڑھتے پڑھتے نیند غالب ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ گلے کی گلٹی پھوٹ گئی ہے۔ جس سے کپڑے اور بستر خراب ہو گیا۔ اتنے میں میرے محسن دوست بھائی جمیل صاحب لاہور والے تشریف لائے میں نے انہیں گلٹی کے پھوٹنے اور دو انعامات کی خوش خبری سنائی۔ اسی دن سے گلے کی تکلیف ختم ہونا شروع ہو گئی اور بخار تو بالکل ہی ختم ہو گیا۔

مدینہ منورہ میں اس دن محرم الحرام کی دس تاریخ تھی۔ بعد نماز ظہر مدینہ منورہ کے ایک تاجر کے یہاں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کے سلسلے میں ایک محفل نعت خوانی میں میری ملاقات جدہ کے ایک متمول تاجر شیخ علی عبدالقادر صاحب سے ہو گئی۔ یہ صاحب ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کے شہر گجرات کاٹھیاواڑ سے ہجرت کر کے

جدہ آ گئے تھے۔ عاشقِ رسول تھے اور نعت خوانی کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ میرے کلام اور اندازِ بیان کو بہت سراہا۔ اسی رات بعد نماز عشاء ایک دوسری محفل میں پھر ان سے ملاقات ہو گئی۔ اب وہ میرے دوست بن گئے۔

دوسرے دن پھر دوپہر کی ایک محفل سے شرکت کے بعد اصطفا منزل واپس جا رہا تھا کہ شیخ صاحب ایک دکان پر نظر آ گئے۔ ملاقات ہوئی۔ شیخ صاحب نے میرا نام و پتہ وغیرہ پوچھا، مجھے جدہ آنے کی دعوت دی اور اپنا پتہ بھی لکھوا دیا۔ بعد نماز عشاء ایک محفل میں شیخ صاحب کے ساتھ ہی جدہ جانے کا پروگرام بن گیا۔ بھائی جمیل صاحب بھی ہمراہ تھے۔ چنانچہ ہم لوگ بروز جمعہ بعد نماز مغرب شیخ صاحب کے ہمراہ مدینہ منورہ سے جدہ روانہ ہو گئے۔ رات ان کے گھر قیام کیا۔ شیخ صاحب نے بہت خاطر مدارت کی۔ دوسرے دن شیخ صاحب کی خواہش پر بعد نماز عشاء ایک گھنٹہ پینتالیس منٹ کی محفل ہوئی، محفل برخواست ہوئی، مہمان چلے گئے۔ اب ہم تینوں آدمی سونے کی غرض سے اپنے اپنے بستر پر لیٹ گئے۔ تو شیخ صاحب نے ٹیپ ریکارڈ جس میں پونے دو گھنٹے کی محفل کی نعتیں ٹیپ تھیں اپنے سینے پر رکھ کر آہستہ آواز میں سننا شروع کر دیں۔ مجھے ان کا یہ ذوق دیکھ کر ان پر رشک آنے لگا۔ مجھے اور بھائی جمیل کو بھی نیند نہیں آ رہی تھی مگر ہم لوگ خاموش لیٹے رہے۔ شیخ صاحب نے پورا ٹیپ دو مرتبہ سنا اس کے بعد بھی وہ سوئے کہ نہیں مگر ہم سو گئے۔

صبح فجر کی نماز کے بعد دیگر وظائف سے فارغ ہو کر شیخ صاحب اور بھائی جمیل سو گئے تو میں نے ٹیپ ریکارڈ میں نئی کیسٹ لگا کر دو نئی نعتیں ٹیپ کرنا شروع کر دیں۔ یہ ارادہ میں نے رات ہی کو کر لیا تھا۔ ایک نعت شریف دل پر ضبط کر کے ٹیپ کر سکا۔ مگر دوسری نعت شریف جو میں نے عین رخصتی کے وقت دربارِ رسالت میں رو کر پیش کی تھی۔ پوری نعت برجستہ تھی اور ابھی تک نظرِ ثانی بھی نہیں کی تھی، اس کو ٹیپ کرتے وقت دل بھر آیا۔ میں جدہ کی دنیا سے نکل کر مدینہ کی دنیا میں پہنچ چکا

تھا۔ مجھے احساس نہ رہا کہ میرے رونے کی آواز بھی ٹیپ ہو رہی ہے۔ بھائی جمیل اور شیخ صاحب دونوں ہی جاگ گئے تھے مگر خاموش لیٹے رہے جب مجھے خود ہی اپنی بے خودی سے فراغت ملی تو ٹیپ بند کیا اور احساسِ شرمندگی کی وجہ سے منہ پر رومال لپیٹ کر اسی صوفے پر سو گیا۔

صبح ناشتہ کے بعد شیخ صاحب نے کہا سکندر بھائی تم بہت خوش نصیب ہو میں ان کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ شیخ صاحب نے میرے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا سکندر بھائی میری والدہ تم کو انعام دینا چاہتی ہیں۔ میں نے کہا کیسا انعام؟ کہنے لگے ایسا انعام جو تمہاری دُنیا و آخرت دونوں کو سنوار دے گا۔ میں نے شیخ صاحب کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا مگر شیخ صاحب کا چہرہ اُداس تھا۔ مجھے بہت تعجب ہُوا۔ اس سے پہلے کہ میں شیخ صاحب سے کچھ کہتا شیخ صاحب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں آپ لوگ اس عرصہ میں اپنا سامان وغیرہ درست کر لیں، بازار قریب تھا میں اور بھائی جمیل بازار چلے گئے، واپس شیخ صاحب کے گھر پہنچے تو شیخ صاحب موجود تھے۔ ہم نے جلدی جلدی سامان باندھا ایئرپورٹ پر ایک بجے دن کو پاکستانی ٹائم کے مطابق پہنچنا تھا، اس وقت ساڑھے گیارہ بجے تھے۔ میں نے کہا شیخ صاحب وہ انعام دکھائیے۔ شیخ صاحب نے افسردگی سے کہا ابھی نہیں وہ انعام چلتے وقت ملے گا۔ دفعتاً میرے دماغ میں حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ الفاظ گونج گئے جو انہوں نے چھ یوم پہلے مدینہ منورہ میں ارشاد فرمائے تھے کہ وہ انعام چلتے وقت ملے گا۔ شیخ صاحب نے اپنے لڑکوں کو ٹیکسی منگانے کے لیے بھیج دیا۔ میں اپنے دلی جذبات کو ضبط نہ کر سکا میں نے بے چینی سے پوچھا شیخ صاحب وہ انعام کہاں ہے؟ اب تو ہم لوگ جا رہے ہیں۔ شیخ صاحب نے کہا مل جائے گا۔ چند لمحوں بعد شیخ صاحب کھڑے ہو گئے۔ اور ہم لوگوں سے کہنے لگے کہ چلئے وضو کر لیں۔ میں نے کہا شیخ صاحب ابھی نماز ظہر میں بہت وقت ہے، ہم لوگ ایئرپورٹ پہنچ کر

نماز ادا کر لیں گے مگر شیخ صاحب نے کوئی جواب نہ دیا اور غسل خانہ کی طرف چل دیئے ان کے ساتھ ہم لوگوں نے بھی وضو کر لیا۔

شیخ صاحب مکان کے اندر گئے اور ایک کالے کپڑے میں لپٹی ہوئی کوئی چیز اپنے ہمراہ لائے اور مجھ سے کہا کہ یہ تمہارا انعام ہے۔ میں نے حیرت سے پوچھا یہ کیا چیز ہے؟ شیخ صاحب مُسکرا کر کہا یہ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ریشِ مبارک کے بال ہیں۔

اتنا سُن کر جو دل کا حال ہُوا وہ قابلِ بیان نہیں، پورے جسم میں سنسناہٹ سی پھیل گئی، ہاتھوں میں کپکپی طاری ہو گئی، کئی منٹ تک ہم لوگ گم سُم حالت میں موئے مبارک کو تکتے رہے پھر میں نے ہمت کر کے ہاتھ آگے بڑھائے دُرود شریف پڑھتے ہوئے موئے مبارک کا رومال ہاتھ میں لیا، بوسہ دیا، آنکھوں سے لگایا اور پھر سر پر رکھ کر کئی منٹ تک خاموش کھڑا ہو کر سوچتا رہا۔ آج میری برسوں کی ایک دلی تمنا پوری ہو گئی تھی۔ بھائی جمیل نے موئے مبارک کا رومال اپنے ہاتھ میں لے کر مجھے آہستہ سے صوفہ پر بٹھا دیا۔ اُنہوں نے بھی بوسہ دیا آنکھوں سے لگایا۔ میں بے خود ہو گیا مجھے اس وقت ہوش آیا جب شیخ صاحب کے لڑکوں نے آ کر بتایا کہ ٹیکسی آگئی ہے۔ شیخ صاحب کے بچے سامان لے کر نیچے اُتر گئے۔ شیخ صاحب نے کہا سکندر بھائی یہ نعمت ہمارے خاندان میں صدیوں سے محفوظ تھی۔ والدہ صاحبہ جب ہندوستان سے ہجرت کر کے جدہ آئیں تو ہمارے خاندان میں کئی افراد اس نعمت کو حاصل کرنا چاہتے تھے مگر والدہ صاحبہ نے ان کو ٹال دیا۔ لیکن تم نے آج صبح نعت شریف پڑھ کر مجھے اور گھر کے ہر فرد کو بے قرار کر دیا۔ والدہ کی ہدایت ہے کہ اس کا ادب کرنا، بے ادبی کرنے سے ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے۔ الحمد للہ! اب تک ہزاروں مرد، عورتیں بچے بچیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے مُبارک کی زیارت کر چکے ہیں۔ مجھے دوبارہ مدینہ منورہ کی حاضری بھی نصیب ہوئی۔ اس طرح حضرت ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی دو پیش گوئیاں حرف بحرف حقیقت بن گئیں۔ [1]

[1] سکندر لکھنوی، ممدوح کائنات، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء

سیدی مدنی علیہ الرحمۃ

حضرت کرمانوالہ کی نظر میں

مفتی غلام سرور قادری، پرنسپل جامعہ رضویہ این مارکیٹ، گلبرگ، لاہور

راقم ۱۹۸۰ء میں بریلی شریف حاضر ہوا تو حضور مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ سے شرف زیارت و ارادت حاصل کیا اور حضور نے ازراہ کرم اس انسانِ حقیر (راقم) کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت بھی عطا فرمائی اور اس حاضری کی برکت سے اسی سال یعنی ۱۹۸۰ء میں حج کا پروگرام بھی بن گیا، حج سے پہلے عمرہ کیا اور مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوئی۔ شیخ المشائخ حضرت قبلہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے بہت سے علماء و مشائخ سے غائبانہ توصیف و تعریف سُنی ہوئی تھی حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ شاہ محمد اسمٰعیل کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات بھی سننے میں آئی کہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی اولیاء اللہ کے اس گروہ میں سے ہیں جنہیں قطب کہا جاتا ہے یہ بات اس طرح چلی کہ کسی نے آپ سے اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے بارے میں پوچھا کہ آپ کا ان کے بارے میں کیا تأثر ہے اس پر انہوں نے فرمایا کہ مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی عظمت و جلالت اور ان کے روحانی علو و مرتبت کا اس سے اندازہ لگایئے کہ ان کے خلیفہ و عقیدت کیش مولانا ضیاء الدین احمد مدنی اقطاب میں سے ایک بدل ہیں جن کے صدقے میں مشکلات حل ہوتی ہیں اور برکتیں تقسیم ہوتی ہیں۔ جب شاہ صاحب یہ بات ارشاد فرما رہے تھے تو اس وقت حضرت شاہ صاحب کے عقیدت کیش خطیب پاکستان مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی علیہ الرحمۃ اور ان کے برادر حضرت صوفی محمد لطیف صاحب بھی سامعین میں سے تھے۔ پھر شاہ صاحب فرمانے لگے کہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد علیہ الرحمۃ کے ہاں روزانہ محفل میلاد شریف ہوتی ہے جس میں وہ نہایت ادب و تواضع سے بیٹھتے ہیں اور

تمام شرکاء کو کھانا کھلایا جاتا ہے، اور وہ بڑے پایہ کے بزرگ ہیں۔ ایسے بزرگوں سے حضرت مدنی کی تعریفیں سنی تھیں اسلئے روضۂ اقدس کی حاضری کے بعد حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے ہاں رات کو حاضر ہوا، وہاں کچھ جان پہچان والے احباب بھی مل گئے جنہوں نے حضرت سے راقم کا تعارف کرایا آپ نے بکمال کرم اس نیاز مند کو اپنے قریب بٹھایا اور خطاب کرنے کا ارشاد فرمایا۔ راقم نے "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" کلام الٰہی کی روشنی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت عامہ و تامہ پر کچھ آدھا گھنٹہ گفتگو کی۔ حضرت نے نہایت ہی کمال ادب و تواضع سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر سُنا اور بہت ہی خوش ہوئے پھر فرمایا کہ بریلی شریف بھی حاضری کا موقع ملا؟ راقم نے عرض کی کہ ابھی حج سے قبل بریلی شریف حاضر ہوا تھا اور حضور مفتی اعظم ہند تاجدار علم و عرفان غوث زمان سیدنا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف زیارت و ارادت حاصل کرکے آیا ہوں حضور مدنی علیہ الرحمۃ اس پر بے حد خوش ہوئے ایسے لگا جیسے بریلی شریف کے تصور میں گم ہوگئے پھر سر مبارک اوپر کو اٹھا کر راقم کی طرف نظر خاص سے دیکھا تو ایسے محسوس ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالی سے آپ کو جو انوار و معارف نصیب ہوئے ہیں ان میں سے کچھ راقم کو عطا فرما دیا ہے پھر سند منگائی حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ مفتی صاحب (راقم) کا نام اس پر لکھوا دو اپنے بھی دستخط کر دو میرے دستخط بھی کرا دو اور میں اس پر اپنی انگوٹھی والی مہر بھی لگا دیتا ہوں۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب فرمانے لگے کہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ آپ پر آج خصوصی مہربان ہیں کہ سند پر دستخط فرمانا چاہتے ہیں ورنہ آپ صرف انگوٹھی کی مہر پر ہی اکتفا فرماتے ہیں چنانچہ حضرت نے بتکلف دستخط فرمائے پھر مہر لگوائی حضرت قبلہ فضل الرحمٰن صاحب کو دستخط کرنے کا فرمایا، انہوں نے کر دیئے پھر ممبئی کے ایک شیخ الحدیث تشریف رکھتے تھے ان سے فرمایا کہ برکت کے لیے آپ بھی دستخط کر دیجئے انہوں نے کر دیئے سند کیا تھی آپ کے علم ظاہر و باطن اور شریعت و طریقت کے جملہ مشائخ و بزرگان کے سلاسل شریفہ کی سند تھی جن سے آپ کو شریعت و طریقت میں

خلافت و نیابت سے نوازا گیا تھا آپ نے بے حد کرم فرما کر اسی طرح اس ناچیز کو تمام ظاہری و باطنی علوم میں اور تمام سلسلوں میں بیعت کی اجازت دے کر خلافت سے نوازا ——

—— اسی دیارِ عرب کی ممتاز ہستی اور بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقبول خاص سیدنا و مولانا الامام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی کی سندِ حدیث اور روایت اور سندِ خلافت بھی شامل ہے۔ راقم نے آپ کے اس کرم خاص پر آپ کا شکریہ ادا کیا اور یہی سمجھا کہ یہ سب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ اقدس کا فیض ہے جو ان کے ذریعے بریلی شریف کی نسبت سے حاصل ہو رہا ہے اور سرکار بغداد حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی توجہ کا نتیجہ ہے۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا —— بلاشبہ آپ اہل دل اور اہل کرامات تھے۔ جب تک آپ حیاتِ ظاہرہ سے وہاں جلوہ گر رہے آپ کا رعب کچھ ایسا چھایا رہا کہ آپ کے مکان شریف کے چوبارہ سے بہ آواز بلند نعت خوانی ہوتی رہتی اور صلوٰۃ والسلام پڑھے جاتے آس پاس کے مکینوں کو جو اردگرد کے چوبارہ میں رہائش رکھتے تھے راقم نے بارہا صلوٰۃ وسلام کی پُرکیف صداؤں سے محظوظ ہوتے دیکھا۔

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کا

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ سے عقیدت و احترام

میاں زبیر احمد قادری ضیائی

مرزا شکور بیگ لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی قبلہ اپنے شیخ زادے کا بہت احترام فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ حج کے لیے تشریف لائے تو حضرت مدنی قبلہ استقبال کے لیے کئی میل آگے تشریف لے گئے اور گرم موسم کے باوجود کئی گھنٹے انتظار فرمایا، ملاقات کا منظر بیان سے باہر ہے، دونوں بزرگ ایک دوسرے کی تعظیم فرما رہے تھے، حضرت مدنی گو عمر میں بڑے تھے مگر نہایت باادب۔ [1]

قاری محمد امانت رسول مدظلہ بیان کرتے ہیں ایک دن حضرت نے فرمایا کہ میرے لڑکے فضل الرحمن میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا ابا جان آپ مجھے مُرید فرما لیں، میں نے کہا بیٹا میں اعلیٰحضرت قبلہ کے مسلک کی پابندی کرتا ہوں، کیونکہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے اپنے دونوں شہزادگان یعنی فرزند اکبر حجۃ الاسلام ابو محمد حامد رضا اور شہزادۂ اصغر مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری کو اپنا مُرید نہیں کیا بلکہ اپنے شیخ کے یہاں مارہرہ شریف (ضلع ایٹہ، بھارت) میں عارف باللہ مولانا سید شاہ ابو الحسین نوری نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت کرایا، اس کے بعد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے دونوں شہزادوں کو اپنی خلافت اور جملہ اجازتوں سے نوازا، لہٰذا ابھی تو شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ بریلی شریف میں موجود ہیں، تم فوراً ہندوستان جاؤ اور بریلی شریف حاضر ہو کر مفتی اعظم ہند قبلہ سے بیعت ہو جاؤ۔ چنانچہ مولانا فضل الرحمن بریلی شریف حاضر ہوئے

[1] شکور بیگ مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد، دکن ۱۹۸۲ء، ص ۵۰

"مفتی اعظم قبلہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہو کر داخلِ سلسلہ ہونے کے بعد میں حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے بھی اجازت و خلافت سے نوازا۔"[1]

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت مدنی علیہ الرحمۃ سے مرید ہونے آیا جبکہ وہاں حضرت مفتی اعظم ہند بھی موجود تھے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے اُسے فرمایا تم شہنشاہ کے ہوتے ہوئے مجھ سے طالب ہوتے ہو۔[2]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ایک حج کا ارادہ صرف اس لئے فرمایا کہ مرشد زادے حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ کے زیرِ سایہ عرفات میں قیام اور دعاؤں میں شمولیت میسر آ جائے۔[3]

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں میلاد شریف کی ایک محفل میں حضرت سیدنا شیخ عبدالمعبود (بغداد)، حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں اور حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ تشریف فرما تھے۔ محفل کے اختتام پر تینوں بزرگ ایک دوسرے سے دعا کے لئے اصرار کرنے لگے مگر حضرت مدنی اور شیخ بغدادی نے حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ سے دعا کرائی۔[4]

قاری محمد امانت رسول رضوی اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۳۹۵ھ میں والدین ماجدین کے ہمراہ نیز ۱۴۰۲ھ میں برادرم الحاج حافظ محمد عنایت رسول رضوی مصطفوی کے ہمراہ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوا۔ پہلی بار کی حاضری میں میرے مرشد برحق شہزادہ اعلیٰحضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۴۰۲ھ) نے میرے متعلق خلیفہ اجل

---

[1] مکتوب قاری محمد امانت رسول (پیلی بھیت بھارت) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) محررہ ۳۰ اپریل ۱۹۸۳ء

[2] ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ شمارہ دسمبر ۱۹۸۱ء

[3] مکتوب مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری محررہ مئی ۱۹۸۳ء

[4] ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ دسمبر ۱۹۸۱ء

حضرت علامہ ضیاء الدین علیہ الرحمۃ کے نام کر منامہ تحریر فرمایا۔ حاضریٔ بارگاہِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ کرامت نامہ لیکر حضرت کے دولت کدۂ اقدس پہ حاضر ہوا، اندر جانے کی اجازت چاہی، فرمایا آجائیے، حاضر ہوا، دست بوسی و قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا اُس کے بعد دریافت فرمایا کہاں سے آئے ہیں! میں نے عرض کیا پیلی بھیت سے، پیلی بھیت کا نام سنتے ہی فرمایا مرحبا مرحبا میرے اساتذہ کے وطن سے آئے ہیں، آپ ادھر تشریف رکھیں، اس کے بعد معًا دریافت فرمایا! حضرت مفتی اعظم ہند کی طبیعت کیسی ہے! میں نے عرض کیا حضور کی طبیعت ماشاء اللہ پہلے سے بہت بہتر ہے اور حضور مفتی اعظم قبلہ نے یہ خط حضرت کے نام بھیجا ہے۔ بس اُس تحریر کو بہت عجلت کے ساتھ میرے ہاتھ سے لے کر چوما آنکھوں سے لگایا، سر پر رکھا اور فرمانے لگے یہ مفتی اعظم قبلہ کے دستِ پاک کا لکھا ہوا ہے۔ سبحان اللہ مرحبا مرحبا، حضرت کے دستخط کو چوما اور کھڑے ہو گئے پھر سر پہ رکھا۔ اتنے میں حضرت کے صاحبزادے شیخ الفضیلت مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ العالی تشریف لے آئے، حضرت نے خط اُن کو دیا اور فرمایا فضل الرحمٰن یہ مفتی اعظم قبلہ کے دست پاک کا لکھا ہوا ہے انہوں نے بھی چوما، سر پر رکھا، آنکھوں سے لگایا اور حضرت کی خیریت دریافت فرمائی، پھر حضرت مدنی نے پچاس ریال مجھے عنایت فرمائے، میں نے لینے سے انکار کیا تو فرمایا میرے معاملات میں آپ کچھ نہ بولیں۔ آپ میرے مرشد پاک کے یہاں سے آئے ہیں اس کو ضرور قبول کریں، میں نے حضرت کا تبرک سمجھ کر لے لئے، جس دن مدینہ طیبہ سے واپسی تھی اس دن حضرت نے مجھ فقیر کو اجازت دی، اور خلافت نامہ عنایت فرمایا جس پر تاریخ اور دستخط اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائے۔[1]

---

[1] مکتوب قاری امانت رسول (بھارت)، بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) محررہ ۳۰ اپریل ۱۹۸۳ء

قطبِ مدینہ

> حضرت پیر طریقت علامہ قاری محمد مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خطاب ۱۹۷۲ء میں فرمایا۔ ٹیپ کی ہوئی یہ تقریر ضروری ترمیم کے ساتھ محمد نثار قادری اور محمد رئیس قادری نے تحریر و ترتیب دی ہے۔

اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس دُنیا میں مبعوث فرمایا اور اس نبیٔ برحق نے اپنے صحابہ کے سامنے اللہ کے احکام بغیر کسی کمی بیشی کے پیش فرمائے اور اس کے بعد صحابہ سے یہ سلسلہ تابعین تک پھر تبع تابعین تک اور اس کے بعد سے اب تک ہمارے علماء اور مشائخ کے ذریعے سے احکام الٰہیہ ہم تک برابر پہنچتے چلے آ رہے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس صدی کے مجدد برحق اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ کا دامن مبارک ہمیں عطا فرمایا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنی حیاتِ مقدسہ میں عظمت مصطفےٰ کی اور دین مصطفےٰ کی وہ شاندار خدمات انجام دی ہیں کہ جس سے عرب و عجم کے تمام علماء متاثر ہوئے اور اعلیٰحضرت کو بڑے بڑے القاب سے یاد کرتے ہیں اعلیٰ حضرت نے جہاں اپنی تصانیف کثیرہ چھوڑی ہیں وہیں اپنے شاگردوں کا ایک وسیع حلقۂ درس ساتھ ہی اپنے خلفاء کی کثیر تعداد بھی چھوڑی

ہے۔ اعلیٰ حضرت کے خلفاء نہ صرف ہندوستان میں ہیں بلکہ دُنیا کے مختلف علاقوں میں ـــــــــ دین مصطفوی کی خدمت اور سلسلۂ قادریہ رضویہ کی آبپاشی میں مشغول ہیں۔ ان خلفاء کے اسمائے گرامی کا اس وقت موقع نہیں ہے۔ خصوصی طور پر حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی اور آپ کی شخصیت کے بارے میں اہل محبت کو روشناس کرانا ہے۔ اس لیے آپ کے بارے میں مختصر سے کلمات عرض کرنے کی کوشش کرونگا۔

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی سے ۱۹۵۴ء میں ملاقات ہوئی۔ جب یہ فقیر پہلی مرتبہ حرمین شریف کی حاضری کے لیے گیا تو مکۂ مکرمہ کی حاضری کے بعد مدینہ منورہ پہنچے تو پہلے ہی سے یہ معلوم تھا کہ اعلےٰ حضرت کے نہایت ہی معمر خلیفہ مدینۂ منورہ میں موجود ہیں۔ لہٰذا ان کی خدمت میں حاضری دی۔ پہلی حاضری میں حضرت کی شخصیت اور حضرت کی بزرگی کا دل پر اس قدر گہرا اثر پڑا کہ صبح و شام آپ کی بارگاہ میں حاضری ہوتی رہتی۔ اور جو بھی آپ سے ملنے کے لیے آتا حضرت ان سے بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے اور جب کبھی بھی ۱۹۵۴ء میں اس فقیر کو حاضری کا موقع ملا تو حضرت فرماتے "الحمد قاری صاحب ہم کو راحت پہنچایئے اور قرآن کی تلاوت کیجئے۔ یا حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھیئے" آپ کو خصوصیت کے ساتھ اعلیٰ حضرت کے نعت سننے کا بڑا اشتیاق تھا۔ چنانچہ جب بھی آپ کی خدمت میں بیٹھنے کا اتفاق ہُوا تو آپ ہمیشہ فرمائش کرتے تھے اور مدینہ پاک کی سرزمین جہاں سرکار مدینہ جلوہ گر ہیں اور آپ سے نسبت رکھنے والے ایک معمر بزرگ کی موجودگی میں نعت شریف پڑھنے کا اور سننے کا جو لطف اور مزا ہے وہ صرف وہیں حاصل ہوتا ہے۔ ۲۷ دن قیام کا اتفاق ہُوا اور ان ۲۷ دنوں میں شاید ہی کوئی دن ایسا ہو جو حضرت کی خدمت میں حاضری نہ ہوئی ہو۔ ہمارے ساتھ حاجی عبد الشکور مرحوم تھے ان کی خواہش پر ایک محفل میلاد شریف ترتیب دی گئی اس میں مدینہ کے بہترین نعت خواں شریک ہوئے۔ دمشق کی جماعتیں بھی مدعو تھیں اور شام اور مصر کے علماء بھی موجود تھے۔ حضرت مولانا اس کی صدارت

فرما رہے تھے اس میں جو میلاد شریف کا لطف آیا اسکی کیفیت کیا بیان کی جا سکتی ہے۔ اس محفل میں اتفاق سے حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب مرحوم بھی مدعو تھے اور شیر پنجاب مولانا محمد بشیر صاحب (سیالکوٹی) بھی موجود تھے اور اتفاق سے اس محفل پاک میں سید عبدالسلام شاہ حسنی شاذلی جو مصری قاری تھے اُنہوں نے قرأت سے اس کا آغاز کیا۔ بڑی پُرسوز آواز تھی اور آواز کے ساتھ ان کے اندر روحانیت بھی تھی اور مسلک بھی ان کا عمدہ تھا۔ تلاوت کے بعد انہوں نے ایک نعت بھی سنائی۔ پھر حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی تشریف لائے اور اس محفل میں پہلی بار حضرت کی زیارت سے مشرف ہوا۔

جہاں تک حضرت کی پیدائش کا تعلق ہے تو آپ سیالکوٹ کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کو سلسلۂ قادریہ میں اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ آپ نے کچھ تعلیم حضرت الوالمساکین (حضرت مولانا وصی احمد) جو پیلی بھیت کے رہنے والے تھے ان سے حاصل فرمائی۔ پھر بریلی سے ہوتے ہوئے بغداد شریف روانہ ہو گئے۔ بغداد شریف میں ایک عرصہ دراز تک رہے۔ اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضرت پر جذب کی کیفیت طاری تھی۔ بغداد سے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر حضرت مولانا مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے[1] اور پھر دیارِ حبیب میں مستقل قیام فرمایا اور تقریباً ستر یا پچھتر سال گزر رہے ہیں حضرت مولانا مدینہ منورہ میں قیام فرما ہیں۔

اوّل تو مولانا نے اس مقصد سے مدینہ منورہ میں رہنے کا ارادہ فرمایا کہ ایک تو حضور کا قرب حاصل ہو، دوسرے یہ کہ زندگی کے آخری لمحات وہیں ختم ہوں تاکہ جنت البقیع میں دفن ہونے کا شرف حاصل ہو یہ آپ کی دلی تمنا ہے اسی وجہ سے وہ حج کے لیے بھی تشریف نہیں لے جاتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں حج کے لیے جاؤں اور وہاں مجھے موت آ جائے اور میں جنت البقیع میں دفن ہونے سے محروم ہو جاؤں۔ بعد ازاں قرب اور بڑھتا گیا۔ شاید کہ حضرت مولانا کو یہ پتہ چل گیا تھا کہ مدینہ منورہ کی

[1] حضرت مدنی بغداد سے سیدھے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

سرزمین میں ہی دفن ہونا نصیب ہو گا۔ تو اس کے بعد حضرت مولانا حج کے لیے تشریف لیجایا کرتے تھے چنانچہ [illegible] میں یہ فقیر حاضر ہوا تھا تو بھائی حاجی انور توکل کے ساتھ ہم مولانا کو اپنی گاڑی میں لے کر مکہ مکرمہ بھی گئے وہاں سے منا اور عرفات بھی گئے تمام مقامات مقدسہ کی زیارت کی اس موقع پر مولانا کو شب و روز دیکھنے کا موقع ملا۔ مولانا کی خوبیاں کیا بیان کی جائیں کہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ وظائف میں مصروف رہتے یا ذکرِ قلبی میں مصروف ہوتے تھے۔ اور اگر چُپ بھی بیٹھے تو یوں لگتا کہ آپ کا قلب ذکرِ الٰہی میں مشغول ہے اور وہ اللہ اللہ کر رہا ہے۔ مُزدلفہ کی رات بھی عجیب رات تھی کہ رات میں مولانا باوجود کمزوری کے بڑھاپے میں کمبل کندھے تک اوڑھ کر ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے اور زار و قطار آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے منیٰ میں محفل پاک منعقد ہوئی تھی اور وہاں بہت سے لوگ نعت پڑھنے کیلئے آتے۔ مولانا کی تشریف آوری کا سُن کر دُور دُور سے لوگ آتے اور مولانا کی خدمت میں حاضر ہو کر جاتے تھے۔

بہر حال وہ بڑا پُرلطف وقت تھا۔ وہاں سے واپسی مولانا کے ساتھ ہوئی اور مدینہ شریف میں حاضری دی تو ہم نے دیکھا کہ بڑے بڑے علماء اور مشائخ حضرت کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ بلکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مدینہ شریف میں جو بڑے بڑے بزرگ ہیں وہ سب کے سب روزانہ مولانا کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مولانا کی ذات والا صفات کو اہل مدینہ بھی بہت بزرگ سمجھتے ہیں۔ میری موجودگی میں ترکستان کے ایک بزرگ جن کا نام صامی رمضان گل تھا جن کے اٹھارہ لاکھ مرید ترکی میں ہیں وہ بھی مولانا کی زیارت کے لیے تشریف لائے اور مولانا نے ان کو چائے پر مدعو کیا فروٹ وغیرہ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا اور مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ مولانا صامی رمضان گل اپنے ہاتھ سے کیلے کے ٹکڑے کر کے ہمارے سامنے رکھتے جاتے تھے۔ میں نے مولانا سے پوچھا کہ حضرت یہ کیا طریقہ ہے۔ فرمایا کہ یہ ترکستان کا طریقہ ہے کہ جب پھل وغیرہ کاٹے جاتے ہیں تو ان کے ہاں جو بزرگ ہوتا ہے وہ اپنے

ہاتھ سے ٹکڑے کر کے سب لوگوں میں اپنے ہاتھوں سے تقسیم کرتے ہیں تو یہ اپنے علاقہ کی عادت کے مطابق کر رہے ہیں، اور مجھے فخر ہے کہ حضرت نے مجھے دو ٹکڑے عطا فرمائے۔ اسی طرح مولانا سید بدرالدین حسینی جو شام کے قطب کے بیٹے ہیں وہ مولانا کی خدمت میں دوزانو ہو کر بیٹھتے ہیں۔ اور بار بار حضرت سے درخواست کرتے ہیں کہ حضور ہمارے لیے دعا فرمائیں۔ دمشق کے لوگوں کو بھی دیکھا کہ وہ بھی مولانا کی خدمت میں بڑے ادب سے بیٹھتے تھے مولانا کے پاس وہ کتاب بھی موجود ہے جو اعلیٰحضرت نے "الدولة المکیہ" کے نام سے لکھی تھی، اور کتاب کے دس ایڈیشن اعلیٰ حضرت کی موجودگی میں شائع ہوئے تھے اور اعلیٰ حضرت نے اس پر دستخط فرمائے تھے، ہماری خواہش پر آپ نے کتاب کی زیارت کروائی اور یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ ہم نے اعلیٰحضرت سے عرض کی کہ حضور چند گھنٹوں میں آپ نے یہ کتاب لکھی ہے تو ہم کسی مخالف کے سامنے کہیں تو وہ یہ کیسے یقین کرے گا تو اعلیٰحضرت نے فرمایا "کہ مخالف تو بہت سی باتوں پر یقین نہیں رکھتے، لیکن اہل محبت کے لیے یہ بات کافی ہوگی کہ جب اس فقیر نے کتاب کو لکھنا چاہا اور عصمتِ مصطفےٰ کے ڈنکے بجانے کے سلسلہ میں مسئلہ شرعی لکھنا چاہا تو اس وقت بخار کی حالت میں زم زم شریف پر وضو کر کے طواف کعبہ کر کے اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھ کر کتاب لکھنا شروع کی تو مجھے یہ محسوس ہوتا تھا کہ میرے دائیں جانب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں، اور بائیں جانب حضور غوثِ اعظم تشریف فرما ہیں۔ اور فرمانے کہ بیٹا یوں لکھو گویا میرے قلب پر القا ہوتا تھا وہ کتاب مولانا کے پاس موجود ہے۔ مولانا کے ارشاد کے مطابق یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے پاس ایک سلسلہ معمریہ بھی ہے سلسلہ معمریہ میں حضرت شاہ دولہ جو گجرات کے ایک بزرگ تھے ان کی عمر بہت طویل تھی اور یہ سلسلہ حضور غوث پاک سے چار واسطوں سے جا ملتا ہے۔ ایک دفعہ اس فقیر نے عرض کی کہ حضرت مدینہ منورہ میں آپ رہتے ہیں ساری دنیا کے علماء اور

اور بزرگ آتے ہیں۔ آپ ان لوگوں کا حال بتائیے جو الجزائر، شام اور مصر وغیرہ سے آتے ہیں ان کو آپ نے کیسا پایا۔ فرمایا کہ بڑے بڑے بزرگ یہاں آتے ہیں، ایک بزرگ الجزائر سے آئے تھے جن کا بڑا نورانی چہرہ تھا۔ ۱۲۰ سال کی عمر تھی ان کے ساتھ بہت باادب قسم کے مرید موجود تھے میں نے ان کی بھی زیارت کی اور دیگر مشائخ کرام کی بھی زیارت کی اور کرتا رہتا ہوں لیکن میری نظر میں میرا شیخ ہے میرا شیخ ہے یہ مولانا کے الفاظ تھے گویا اعلیٰحضرت کی محبت اور عقیدت اتنی پختہ ہے کہ بس اپنے شیخ کے گن گاتے ہیں دن میں کتنی مرتبہ اعلیٰ حضرت کا نام مولانا کی زبان پر آتا ہے اور بسا اوقات اعلیٰحضرت کے اشعار مولانا پڑھتے تھے اور بڑا لطف لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ یہ چند کلمات حضرت سے جو سلسلے میں داخل ہوئے ان کے اشتیاق پر اس فقیر نے جو کچھ اس کی معلومات تھی عرض کر دی، تاکہ یہ نئے ہمارے رضوی جو کہ اس وقت ہمارے ہیں ان کو مولانا کی شخصیت سے تھوڑا سا تعارف حاصل ہو جائے تو میں نے اپنی معلومات کے مطابق یہ چند کلمات کہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ہم سب کو اعلیٰحضرت کے مسلک پر ثابت قدم رکھے اور اعلیٰحضرت کے خلیفہ اور ان کے صاحبزادے جو کہ موجود ہیں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ کرم ہمارے سروں پر دراز کرے۔

آمین بجاہ سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مجاہدِ ملّت مولانا عبدالستار خاں نیازی

مینارۂ نور

ضیاء الملّت والدّین حضرت ضیاء الدّین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کم از کم پون صدی کے طویل عرصہ تک حرمین شریفین میں دُنیا بھر سے آنے والے حجاج کرام اور زائرین عظام کے لیے مرکزِ رشد و ہدایت اور مینارِ نور بن کر ایمان و عرفان کی ضیاء پاشیاں اور علم و فراست کی حکیمانہ نکتہ نوازیاں فرما رہے ہیں اُن کا آستانۂ عالیہ عشقِ رسالت مآب اور محبتِ خلفاء راشدین، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، شہداء، صالحین اور نسبتِ اولیائے اُمّت کا پاور ہاؤس تھا جو محفل میں شریک ہونے والوں کے قلوب میں حرارتِ ایمانی اور معرفتِ رحانی کے گوہر ہائے گراں مایہ تقسیم کرتا رہا۔ نمازِ عشاء کے بعد محفلِ نعت آراستہ ہوتی اور صلوٰۃ و سلام پر اختتام پذیر ہوتی تھی، محفل میں شریک شمعِ رسالت کے پروانے اکٹھے مل کر ما حضر تناول فرماتے، مخصوص قہوہ کا مشروب نوش جان کرتے اور بیدار و ذاکر قلوب میں روحانی نعمتیں و عظمتیں جمع کر کے اپنی قیام گاہوں کی طرف لوٹتے۔ مدّتوں باب مجیدی کے باہر المدینۃ المنورہ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدّدِ دین و ملّت کے خلیفۂ اعظم کے فیوض و برکات کی برسات جاری رہی، آج وہ جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔ اور اُن کے خلف الصدق سجادہ نشین حضرت مولانا فضل الرحمٰن قادری اپنے والد ماجد کے نقشِ قدم پر اس روحانی مرکز کے امین ہیں۔ اطراف و اکنافِ عالم سے ہزارہا متعلقین و متوسلین نورِ معرفت کے چشمۂ صافی سے سیراب ہو رہے ہیں۔

حضرت ضیاء الدّین احمد نے دورِ عثمانی میں سلاطین آلِ عثمان کی جانب سے حرمین شریفین کی خدمت، عزت، عظمت اور توقیر و تعظیم کے ناقابلِ فراموش کارنامے دیکھے ہیں۔ پہلی جنگِ عظیم میں جب دشمنانِ اسلام کفارِ نابکار کے ہاتھوں مدینۃ النبی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر حملے کے خطرات سامنے آئے تو دولتِ عثمانیہ نے حرمِ نبوی کی ساری آبادی کو اپنے پایۂ تخت میں منتقل کر لیا اور قیام و طعام کے تمام اخراجات حکومت نے خود برداشت کیے۔ حضرت مولانا مرحوم و مغفور کو خصوصی طور پر عثمانی دار الخلافہ میں بلایا گیا اور دورانِ جنگ جہاں ساری آبادی (مہمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) وہاں مقیم رہی حضرت ضیاء الدّین احمد بھی باب علی میں بدستور بطور شاہی مہمان قیام پذیر رہے۔ فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ حضرت شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی بھی عثمانی دار الخلافہ میں اُن کے ساتھ مقیم رہے۔

نجدیوں کا پُر آشوب دور بھی آپ نے دیکھا۔ اگرچہ متعصب، تنگ نظر اور خونخوار اور وہابی مولویوں نے آپ کو اپنے مطاعن کا نشانہ بنایا اور حکومت کو ان کے خلاف بھڑکایا مگر آپ وقار و استقامت کا پہاڑ ثابت ہوئے اور مخالفین کی خوفناک سازشوں اور ہلاکت انگیز پُر فریب کارستانیوں کے باوجود اپنے معمولات پر قائم و دائم رہے۔ بقول حکیم الامّت ؎

زی بحرِ بیکرانہ چہ مستانہ می رود
در خود یگانہ از ہمہ بیگانہ می رود

اپنے موقف پر جمے رہے، ہر شب محافلِ میلاد منعقد ہوتیں۔ نعت خوانی ہوتی اور صلوٰۃ و سلام کے روح پرور نظارے سامنے آتے۔ مخالفین نے حکومت کو بتایا کہ مولانا وہابی علماء کی امامت میں نماز ادا نہیں کرتے ان کو گمراہ سمجھتے ہیں اس لیے ان کو سرکاری اماموں کی اقتدا پر مجبور کیا جائے۔ مگر باب مجیدی کے اس خدا مست قلندر اور عاشقِ رسُول درویش کی ہیبت اتنی تھی کہ کسی شخص کو ان سے اس مطالبہ کی جرأت تک نہ ہو سکی۔

آپ مستجاب الدعوات تھے۔ ۱۹۶۹ء میں جب ہم برمنگھم (یوکے) میں نظام مصطفےٰ کانفرنس کے بعد بذریعہ ایئر فرانس، پیرس سے قاہرہ اور پھر جدہ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تو رات قاہرہ میں گزارنی پڑی۔ دوسرے روز جب جدہ پہنچے اور اپنا سامان چیک کیا تو میرا سوٹ کیس نہ مل سکا۔ میں نے اسی وقت قاہرہ پورٹ پر تار دیا اور دفتر میں مفصل رپورٹ درج کرائی۔ کم وبیش اس میں پارچات کے علاوہ دیگر سامان پچاس ہزار روپے کی مالیت کا تھا۔ اس میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے لندن سے خالص روغن بادام (تقریباً ۵ سیر کا ڈبہ) بطور سوغات لا رہا تھا۔ اس کے گم ہوجانے کا زیادہ افسوس ہوا۔ بہرحال ہم جدہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوگئے۔ وہاں آستانہ ضیاء الملت والدین پر پہنچے۔ میں نے اپنے سوٹ کیس کے گم ہوجانے اور خاص طور پر ان کے لیے روغن بادام کا ڈبہ رہ جانے کا تذکرہ کیا، اور متاسف ہوا۔ آپ نے میری ساری روداد سنی اور مسکرا کر فرمایا کہ غم نہ کرو، سامان واپس جاتے ہی آپ کو مل جائے گا۔

ایک ولی کامل کی خصوصی توجہ اور دعا کا یہ اثر ہوا کہ جب ہم جدہ شریف واپس پہنچے تو ایئر فرانس کا ایک اہلکار میرا پتہ پوچھتا پھر رہا تھا۔ میں سیدھا ان کے دفتر چلا گیا۔ دیکھا تو اپنا سوٹ کیس موجود پایا۔ کھول کر سامان چیک کیا تو کوئی چیز کم نہ تھی۔

اُسی وقت پتہ چلا کہ حضرت مولانا غلام علی صاحب اوکاڑوی جدہ سے مدینہ شریف جارہے ہیں۔ میں نے روغن بادام کا ڈبہ نکال کر اُن کے سپرد کیا اور درخواست کی کہ حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کردیا جائے۔

بلاشبہ مدینۃ المنورہ ہر مسلمان کے دل کا سکون اور قرار ہے۔ اور وہاں تمام غم بھول جاتے ہیں، مگر اس مرکزِ عشق میں دوسری وجہ کشش حضرت مولانا کی ذات بابرکات تھی، جو جنابِ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قرب کے لیے وسیلہ تھی۔

آج جب ان کو نہیں پاتے تو ایک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے۔ اُن کی نوازشات یاد آتی ہیں۔ اور اہلِ سلام کے لیے ان کی مرکزیت کے ساتھ ساتھ محافل میلاد

اور صلوٰۃ وسلام کی یادیں بھی تازہ ہوجاتی ہیں۔ اور ہم حضرت کے خلیفہ اعظم خلف الصدق مولانا فضل الرحمٰن صاحب قادری سجادہ نشین آستانہ عالیہ ضیاء الملت والدین کی ذات میں قلبی آسودگی تلاش کرتے ہیں۔

عصرِ حاضر میں حضرت مولانا ضیاء الملت والدین کا وجود اہل اسلام کے لیے منبع برکت اور معدنِ فیوض تھا۔ سلف الصالحین کی پاکیزہ یادگار اور اعلیٰحضرت عظیم البرکت کی تعلیمات کے بحرِ زخار تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے روحانی فیض کو ان کے جانشین کی معرفت جاری وساری رکھے، اور انہیں جنت الفردوس میں مقام بلند عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مولانا الحاج محمد صادق قادری لاہور

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمتوں کے صدقے میں ۱۹۶۳ء میں حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ قیام مدینہ منورہ میں مجھے حضرت قبلہ صاحبزادہ پیر فضل شاہ صاحب سجادہ نشین کھیپڑانوالہ شریف، ضلع گجرات مسجد نبوی سے بعد نماز عشاء حضرت علامہ شیخ الشیوخ ضیاء الدین احمد قادری رضوی کی خدمت اقدس میں لے گئے، میرا تعارف کرایا گیا، مجھے قادری نسبت حاصل تھی، آپ نے بے حد شفقت سے مجھے اپنے پاس بٹھالیا، چند منٹ کے بعد محفلِ میلاد شروع ہوگئی۔ معلوم ہوا کہ آپ کے دولت کدے پر ——— ہر روز بعد نماز عشاء محفلِ میلاد منعقد ہوتی ہے۔ جب کہ حکومت سعودیہ کی طرف سے پابندی ہے مگر یہ سرکارِ دوعالم کا خاص کرم ہے کہ اپنے قرب میں جگہ دے رکھی ہے۔ کئی دفعہ حکومت سعودیہ نے بند کرنے کی کوشش کی، مگر ناکام رہے۔

یہ منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، کہ حضرت کی محفل میں جب نعت پڑھی جاتی تھی بالخصوص امام اہلِ سنت حضرت علامہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پڑھا جاتا تھا، آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی، آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ انتہائی توجہ سے نعت سماعت فرماتے۔ مجھے ارشاد فرمایا کہ تم بھی کچھ سناؤ۔ میں نے مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی کہی ہوئی نعت شریف پیش کی جس کا ایک شعر یہ ہے:

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

آپ بار بار مجھ سے یہ شعر تکرار کرواتے رہے اور آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ اس کے بعد آپ نے مجھے حکم دیا کہ تمہیں ہر روز قیام مدینہ کے دوران یہاں آنا ہوگا۔ میں ہر روز پابندی سے جاتا اور مجھ سے فقط اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ کا کلام سنتے۔ میری خوش نصیبی کہ مجھے دیارِ حبیب میں یہ سعادت نصیب ہوئی۔

مجھے ایک ماہ مدینہ منورہ میں ہو چکا تھا۔ صبح وہاں سے روانگی کا پروگرام تھا، مگر میرا ابھی مدینہ طیبہ سے جانے کو جی نہ چاہتا تھا۔ شکستہ دل سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جانے کے لیے اس وجہ سے تیار ہوگیا کہ ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد مکان خالی کرنا ہے۔ اگر میں نہ جاؤں تو پھر رہائش کا کیا بندوبست ہوگا۔ اسی کشمکش میں تھا، عصر کی نماز، مغرب وعشاء ادا کی۔ حسبِ معمول محفلِ میلاد میں حاضر ہوا۔ اپنی آخری حاضری کے پیشِ نظر حضرت مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی نعت پیش کی۔

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

اس نعت شریف کے ایک ایک شعر پر آپ جھوم رہے تھے۔ محفل کے اختتام پر جب میں نے مصافحہ کرنا چاہا، تو آپ نے مجھے فرمایا، قادری صاحب کب جانا ہے؟ میں نے عرض کیا حضور صبح تیاری ہے۔ آپ نے انتہائی کریمانہ انداز میں فرمایا کہ میں چاہتا ہوں ابھی آپ نہ جائیں۔ میری زبان سے بے اختیار نکلا اچھا حضور۔ جب آپ کے کمرہ سے باہر گلی میں آیا۔ تو میرے پیچھے سے ایک شخص نے میرے دونوں کندھوں پر ہاتھ مارا، میں نے مڑ کر دیکھا تو اس شخص نے مجھ سے پوچھا حاجی صاحب آپ نے کب جانا ہے؟ میں نے کہا ان شاء اللہ صبح تیاری ہے۔ وہ مجھے کہنے لگا

کہ اگر آپ نے ٹھہرنا ہو تو میرے پاس ایک کمرہ ہے، اس میں آپ جتنے دن چاہیں قیام کر سکتے ہیں۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ صبح کو بتاؤں گا۔ میں اپنے گھر چلا گیا۔ مجھے انتہائی خوشی ہوئی کہ سرکار نے میری رہائش کا بندوبست کر دیا ہے۔ میرے دل کی آواز تھی کہ حضرت قبلہ علامہ ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کرم سے بندوبست ہوا۔ اور ان کے ذریعے کملی والے آقا کا کرم ہوا۔ میں نے اپنے دوستوں کو بھیج دیا اور میں مزید پندرہ دن ٹھہر گیا۔ حقیقتاً یہ پندرہ دن کا قیام حضور کا خصوصی انعام تھا۔

محفل میلاد میں درود و سلام کے بعد لنگر شریف حاضرین کو پیش کیا جاتا۔ اگر کوئی آدمی کھانا کھانے سے معذرت کرتا تو حضرت فرماتے کہ یہ لنگر نوریہ ہے، ضرور کچھ نہ کچھ کھاؤ۔ میں نے ۱½ ماہ کے قیام میں لنگر کی یہ برکت اور وسعت دیکھی کہ حضرت قبلہ ہر روز مقرر شدہ لنگر کا انتظام فرماتے تھے مگر کھانے والے زیادہ بھی ہوتے تو لنگر پورا ہوتا تھا، کبھی کمی نہ آئی۔ یہ آپ کے لنگر شریف کی خاص برکت تھی۔

۱۹۸۰ء میں دوسری بار حاضری نصیب ہوئی۔ آپ کی صحت بہت کمزور ہو چکی تھی، نظر بھی کمزور ہو چکی تھی۔ میں نے نیازمندانہ سلام عرض کیا۔ حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کا سلام عرض کیا ان کی طرف سے کچھ دوائیاں پیش کیں۔ آپ نے انہیں قبول فرما کر حکیم صاحب کے لیے دعا فرمائی۔ میں نے محسوس کیا کہ حضرت صاحب نے مجھے پہچانا نہیں۔ کیونکہ سات سال بعد گیا تھا۔ بہر حال محفل کا آغاز ہوا، میں نے پھر وہی نعت پڑھی: "دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو"

آپ محظوظ ہوئے اور فرمایا کہ تم محمد صادق قادری ہو۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور۔ آپ اندازہ لگائیں کہ سات سال بعد حضرت نے صرف آواز سے پہچان لیا۔ آپ نے بہت شفقت فرمائی۔ نعت خواں کی آواز کیسی ہی ہوتی آپ ادب نبوی کا خاص خیال فرماتے ہوئے انتہائی ذوق و شوق سے نعت سماعت فرماتے۔ جتنی بار نعت میں حضور کا اسم گرامی آتا، بے اختیار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی کرم تھا کہ حضرت کے

آخر دم تک یہ محفل انعقاد پذیر ہوتی رہی۔

۱۹۸۱ء میں فقیر کو پھر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ آپ شدید بیمار تھے۔ جس دن حاضر خدمت ہوا، اسی دن آپکو ہسپتال سے لایا گیا تھا، مرض بڑھتا ہی جا رہا تھا مگر بیماری کی شدت کے باوجود محفل میں شریک ہوتے۔ ایک دن آپ کو لیٹے لیٹے نیند آ گئی، محفل جاری تھی، چند منٹ آپکی حالت کے پیش نظر نعت خوانی رک گئی۔ آپ نے فوراً اسی حالت میں اپنے لخت جگر حضرت علامہ فضل الرحمٰن صاحب مدنی سے با آواز بلند فرمایا کہ نعت خوانی کیوں رک گئی؟ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا حضوری ہو رہی ہے۔ اس واقعہ سے آپ کے حضور علیہ السلام کی صحبت میں سرشار ہونے کا اندازہ کیجئے۔ میرا دل کہتا ہے کہ ظاہر والوں کے لیے بیماری کے اثرات تھے مگر حقیقتاً بارگاہ رسالت میں رسائی تھی۔

آپ کی حیات میں یہ میرا آخری سلام تھا، اجازت لے کر مکہ مکرمہ آ گیا۔ حج کے دوسرے دن مجھے منیٰ میں آپ کے وصال پُر ملال کی خبر ملی۔ کہ ۴ر ذوالحجہ / ۲ر اکتوبر ۱۹۸۱ء بوقت خطبہ جمعۃ المبارک آپ کا انتقال ہوا۔ آپکو جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا۔

آپ جید عالم دین، صوفی باصفا، عاشق رسول اور فنافی الشیخ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپکے فیضان کو تا قیامت جاری و ساری رکھے۔ آمین ثم آمین

یہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص کرم تھا آپ کی محفل میلاد شریف کی وجہ سے مدینہ منورہ میں گھروں میں محافل ہونے لگیں جن میں مدنی لوگ بڑے ذوق و شوق سے اہتمام فرماتے۔ قصیدہ بُردہ شریف عربی نعت خوان والہانہ انداز میں پیش کرتے تھے۔ یہ سب کچھ آپکا فیضان تھا۔ (رحمہ اللہ تعالیٰ)

(خواجہ رضی حیدر)

عارف باللہ

مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہ

چودھویں صدی ہجری کے دوران جن علماء و مشائخ نے مسلکِ امام ابوحنیفہ کی ترویج واشاعت میں نمایاں حصّہ لیا ان میں عارف باللہ سالکِ کامل حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کا نام سرِفہرست ہے۔ آپ نے تقریباً ۷۵ سال مدینہ منورہ میں مستقل سکونت اختیار کرکے عالمِ اسلام سے حجازِ مقدس آنیوالے مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا اور اسی فریضہ کی ادائگی میں مصروف رہتے ہوئے ۴ رذی الحجہ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پہنچ گئے۔

مولانا ضیاء الدین مدنی ولد شیخ عبدالعظیم ۱۲۹۴ھ میں بمقام کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ پیدا ہوئے۔ آپ سیدنا حضرت عبدالرحمٰن بن حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد میں سے تھے۔ مولانا ضیاء الدین مدنی کے اجداد میں اپنے وقت کے مشہور عالمِ دین حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے حدیث وفقہ کی متعدد کتب کی شرح لکھی ہیں، خصوصاً خیالی اور قطبی پران کے حواشی آج بھی اہلِ علم کے لیے سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ مولانا عبدالحکیم حضرت مجدد الف ثانی کے معاصر تھے۔ اور حضرت شیخ احمد سرہندی کو "مجدد الف ثانی" کا خطاب آپ نے ہی دیا تھا۔

مولانا ضیاء الدین نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کلاسوالہ میں مولوی محمد حسین پسروری[1] سے حاصل کی، پھر حصولِ دین کیلئے لاہور پہنچے اور مولانا غلام قادر بھیروی سے عربی و فارسی

[1] مولانا پسروری سے سیالکوٹ میں تعلیم حاصل کی (مرتب)

کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ ۱۹۰۳ء میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری کو لاہور کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ میرے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد و نظریات سے متفق ہو گئے تھے اس لیے میں نے زمانۂ طالب علمی ہی میں طے کر لیا تھا کہ اب میں کبھی اپنے والد سے نہیں ملوں گا۔ چنانچہ لاہور سے دہلی آگیا جہاں ۲ سال کے قیام کے بعد حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی کے پاس حصولِ علمِ حدیث کے لیے پیلی بھیت پہنچا جن کا اسوقت پورے ہندوستان میں طوطی بول رہا تھا اور دُور دراز سے طالب علم دورۂ حدیث کی تکمیل کے لیے آپ کے پاس پہنچتے تھے۔ مولانا ضیاء الدین نے تقریباً ۴ سال حضرت محدث سورتی کی خدمت میں رہ کر تمام علوم کا تکملہ کیا۔ پیلی بھیت میں آپ کے ہم سبق طلبہ میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے صاحبزادے مولانا سید خادم حسین محدث علی پوری بھی شامل تھے۔ مولانا ضیاء الدین مدنی نے پروفیسر شاہ فریدالحق کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں سے میری پہلی ملاقات حضرت محدث سورتی کی وجہ سے ہوئی۔ حضرت محدث سورتی سے فاضل بریلوی کا خصوصی تعلق تھا چنانچہ میں اپنے اُستاد کے ہمراہ ہر جمعرات کو بریلی جاتا اور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کی اقتدا میں جمعہ کی نماز پڑھ کر پیلی بھیت لوٹ آتا۔ چنانچہ جب میں دورۂ حدیث سے فارغ ہُوا تو اعلیٰحضرت نے اپنے دستِ مبارک سے دستار بندی فرمائی، اور اسی وقت سلسلۂ قادریہ میں بیعت کرکے خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت محدث سورتی کے پاس سے مولانا ضیاء الدین بغداد چلے گئے جہاں آپ نے نو سال تک حضرت مصطفےٰ اور حضرت شیخ شرف الدین کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوک و طریقت کے مختلف مدارج طے کئے۔ آپ ۱۳۲۷ھ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور پھر آقائے نامدار کے قدموں میں مستقل سکونت اختیار کرلی، مولانا ضیاء الدین کو سلسلۂ نقشبندیہ میں حضرت مولانا وصی احمد محدث سے اجازت اور خلافت حاصل تھی جو غزالیٔ دوراں حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے خلیفہ تھے، حضرت محدث سورتی کے ایک شاگرد

مولانا قاری غلام محی الدین نے جو بفضل تعالیٰ حیات ہیں اور ہلدوانی ضلع نینی تال میں درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں، راقم الحروف کو ایک ملاقات میں بتایا کہ حضرت محدث سورتی نے آخری اور پہلی مرتبہ اپنے تلامذہ میں سے صرف مولانا ضیاء الدین مدنی کو بیعت کیا آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات ایک مرید صادق بھی پیر کی شفاعت کا وسیلہ بن جاتا ہے۔

مولانا ضیاء الدین مدنی قوت تاثیر اور علمی تبحر کا ایک بحر مواج تھے، آپ کے تحمل و بردباری تواضع و خاکساری ایثار و اخلاص، اعتدال و وسعت نظری جذب و کیف، لطف و لذت اور ضبط و وارفتگی کا ہر سمت چرچا تھا۔ اور دوست و دشمن سب آپ کی ان صفات عالیہ کے معترف تھے۔ جو شخص بھی آپ کے قریب آتا آشنائے درد و محبت ہو جاتا اور آپ کی صحبتِ کیمیا اثر سے اس کی دُنیا ہی بدل جاتی۔ عالم اسلام میں آپ کے مریدوں کی تعداد کئی لاکھ تک پہنچتی ہے ان مریدانِ باصفا میں عوام و خواص دونوں ہی شامل ہیں۔ اُردو کے معروف شاعر امجد حیدر آبادی کو نہ صرف آپ سے شرف بیعت حاصل تھا بلکہ آپ ہر سال حضرت مدنی کی خدمت میں حاضری دیتے۔ اور تزکیۂ نفس فرمایا کرتے۔ عالم اسلام کے عظیم مورخ و مفکر ڈاکٹر حمید اللہ (مقیم پیرس) بھی ——————— وُہ ہر لمحہ مولانا مدنی کے روحانی فیوض و برکات کے معترف رہتے ہیں۔

مولانا ضیاء الدین مدنی نے مدینہ منورہ میں قیام کے بعد حجاج کرام کو دورانِ حج سہولتیں فراہم کرنے کی جانب خصوصی توجہ فرمائی۔ قیام و طعام سے لے کر آمد و رفت کی دشواریوں کے استیصال کے لیے فنڈ قائم کئے اور تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی اس مقصد کے لیے وقف کر دی۔ خصوصاً حجاز ریلوے لائن کی تعمیر کے سلسلے میں آپ کی خدمات کو عالم اسلام میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ بدقسمتی سے یہ ریلوے لائن جو حجاج کے نعمت غیر مترقبہ تھی۔ ۱۹۱۶ء میں لارنس آف عربیہ کے حملہ میں تباہ ہو گئی اور

آجتک ناکارہ پڑی ہے۔

فاضل مصنف حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے راقم الحروف کو ایک ملاقات میں بتایا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی اپنے شیخ و مربی حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی اور فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں قدس اللہ سرہٗ کی عقیدت و محبت سے لبریز تھے۔ اور یہ آپ کا ایک دائمی حال اور ذوق بن گیا تھا۔ جب ان حضرات مغفور کا ذکر آتا تو آپ بے چین ہو جاتے اور دیر تک ان حضرات کے مسلک کے۔ بے نفسی و فنائیت کے واقعات بیان کرتے رہتے۔

حضرت محدث سورتی کے پوتے مولانا حکیم قاری احمد جی کو ۱۹۵۲ء میں سفر حج کے دوران مولانا ضیاء الدین مدنی کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اپنی کتاب "مشاہداتِ حرمین" میں لکھتے ہیں:

"حضرت مدنی مجھ کو اپنا استادزادہ تصور کرتے ہوئے میری اس قدر توقیر فرماتے کہ میں شرم سے سر جھکا لیتا اور بار بار یہ سوچتا کہ میں نے حضرت محدث سورتی سے اپنے نسبی تعلق کا اظہار کیوں کیا!"

مولانا ضیاء الدین مدنی ایک شریف الفطرت اور کریم النفس بزرگ تھے۔ ان کی قربت میں اُنس و محبت کے دریا بہتے تھے اور سلف الصالحین کی تمام خصوصیات آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ نعت رسول مقبول کی سماعت آپ کا مشغلہ روز و شب تھا۔ عربی فارسی اُردو اور پنجابی کی نعتیہ شاعری کا بیشتر حصہ آپکو ازبر تھا۔ رسولِ مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے آپ کا سینہ معمور اور دل مخمور تھا اور اسی عشق کے زیر اثر آپ دو سال قبل جب مدینہ طیبہ پہنچے تو پھر سرزمین کو مرتے دم تک نہ چھوڑا۔

(راجا رشید محمود)

سرچشمۂ فیض و برکت

مولانا ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ

جن قدسی صفات بزرگوں نے ملت اسلامیہ پر احسانات کئے ، دین اسلام کی تبلیغ و تشہیر میں زندگیاں گزاردیں ، جن کے دم قدم سے لوگوں کو اسلام کی برکات سے متمتع ہونے کے مواقع ملے ہیں ، جنہوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم کو حرزِ جان بنایا اور ان کے اخلاق کو فروغ دیا ۔ ان کا ذکر ہماری محفلوں میں جان اور ان کی یاد ہماری زندگیوں کا سرمایہ ہونی چاہیئے ۔ جو قوم اپنے محسنوں کو بھول جانے کی حماقت کرے اور نور کے میناروں سے اکتساب نہ کرے ، وہ ذلت و نکبت کے اندھیروں کا شکار ہو جاتی ہے ۔

یہ خدا دوست بزرگ جب تک زندہ رہے ، لوگوں کو فیض و برکت کے چشموں سے سیراب کرتے رہے ، دُنیا کو حسن اخلاق اور فیضانِ نظر سے حق کے قریب لاتے رہے ، عالم میں انسانیت کی اعلیٰ قدروں کی ترویج میں مشغول رہے ، لوگوں کو اپنے معبودِ حقیقی کے در پر جھکانے اور محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثنا کے عشق کی جوت ان کے سینوں میں جگانے میں مگن رہے اور اشاعت اسلام اور قرآن و سنت کی تبلیغ کی روشنی سے عالم کو بقعۂ نور بناتے رہے ۔ ایسے نفوس قدسیہ کے فیض کے چشمے ان کی وفات کے بعد بھی جاری رہتے ہیں ۔

مولانا ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی قدس سرہٗ کی شخصیت بھی انہیں برگزیدہ ہستیوں میں سے ہے جنہوں نے مقامِ مصطفیٰ کے تحفظ کی خاطر زندگی بھر تبلیغ کی اور حقانیت دین کو اپنی گفتار و کردار سے انسانوں کے دلوں میں راسخ کر دیا ۔ وہ علائق دُنیا سے متنفر رہے

اور خداوندِ کریم دوست بناتا اسی کو ہے جس کی زندگی سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور اطاعت میں گزرے ، جو ان کی تعلیمات کے فروغ ، ان کی سُنت کی پیروی اور ان کی کے علوم کو مقصد حیات سمجھے اور لوگوں کے دلوں میں اس مقصد کے حصول کی لگن پیدا کردے ۔

مولانا ضیاء الدین احمد کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ میں شیخ عبدالعظیم کے ہاں ۱۲۹۴ھ میں تولد ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں مولوی محمد حسین پسروری سے حاصل کی ۔ مولانا غلام قادر بھیروی سے عربی و فارسی کی کچھ کتابیں پڑھیں ۔ لاہور سے دہلی چلے گئے ، وہاں چار سال قیام کے بعد محدث سورتی حضرت مولانا وصی احمد سے تحصیل علم کی خاطر پیلی بھیت چلے گئے اور ان سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی ۔

پیلی بھیت میں قیام کے دوران میں ہر جمعرات بریلی میں حاضر ہوتے اور اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کرتے ۔ دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے تو خود اعلیٰحضرت نے دستار بندی کی اور سلسلۂ قادریہ میں بیعت و خلافت سے نوازے گئے ۔ سلسلۂ نقشبندیہ میں انہیں حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے خلیفہ حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی نے اپنی حیات مبارکہ میں اپنے تلامذہ میں سے صرف مولانا ضیاء الدین احمد کو بیعت کیا اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ بعض اوقات ایک مرید صادق بھی پیر کی شفاعت کا وسیلہ بن جاتا ہے ۔

شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ بغداد شریف گئے تو نو برس تک سلوک و طریقت کی منازل طے کیں اور جذب و کیف استغراق کی کیفیتوں سے سرشار رہے ۔ ۱۳۲۷ھ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو وہاں ترکوں کی حکومت تھی ، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مظاہر عام تھے ، صلوٰۃ و سلام کی محفلیں برپا ہوتی تھیں ۔ مولانا ضیاء الدین احمد نے اسلامی شعائر کی شان و شوکت اور اسلامی تہواروں کے تزک و احتشام کا وہ زمانہ دیکھا اور اسے رُوح و جاں میں سمو لیا ۔ ۷۵ ، ۷۶ سال مدینے میں رہے ، سرکار والا تبار کے دیار ہی میں وفات پائی ، اور زندگی بھر ہر روز محفل میلاد منعقد کرتے رہے ۔

مدینۃ النبی میں طویل قیام کے دوران صرف دو تین مرتبہ مدینہ طیبہ سے باہر جانا پڑا ——— اور بس زندگی کے آخری برسوں میں تو مدینہ پاک سے ایک آدھ میل باہر جانا بھی گوارا نہ تھا۔ مبادا آقا کے روضۂ پاک سے دُور موت آ جائے۔

گذشتہ صدی ہجری میں جو علماء، مشائخ شبانہ روز تبلیغ اسلام اور تحفظ مقام مصطفےٰ میں مصروف رہے، ان میں مولانا علیہ الرحمۃ کی خدمات تا قیامت روشن رہیں گی۔ انہوں نے ایسے ماحول میں عشق مصطفےٰ کی شمع فروزاں رکھی جس میں بظاہر یہ بات ممکن نظر نہیں آتی۔ دُنیا بھر میں آپ کے مریدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ سال بھر میں کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا جب کہ مختلف ممالک اسلام کے زائرین و حجاج آپ کے پاس نہ آتے اور درود و سلام کی محفل میں شریک نہ ہوتے۔ معروف صوفی و محقق حکیم محمد موسیٰ امرتسری بتاتے ہیں کہ محفل میلاد میں دُنیا کی سب زبانوں میں نعتیں پڑھی جاتی تھیں۔ خود مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ اُردو، عربی، پنجابی، فارسی، ترکی اور انگریزی جانتے تھے۔

ان کی حیات ریا و تکبر کے ہر الزام سے پاک رہی۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں زندگی گزارنے والے اس مرد درویش نے اپنے آقا کے اخلاق کو اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا۔ تحمل و بردباری، تواضع، انکساری، ایثار و اخلاق اور تبحر علمی کی صورتیں دیکھنے والوں کے دلوں کو موہ لیتی تھیں۔ وہ انس و محبت اور شفقت کا بحر مواج تھے، سلف صالحین کی خصوصیات سے بہرہ ور تھے۔ ان کے ارادت مند دُنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں۔ بڑے بڑے علماء اور مشائخ ان کے قدموں میں جگہ پانے کو اپنے لیے باعثِ افتخار و ابتہاج سمجھتے تھے لیکن وہ ہر شخص سے محبت و شفقت کا سلوک کرتے۔ روایتی پیروں والی کوئی بات ان میں نہیں پائی جاتی تھی۔ اسی طرح بعض علماء کی طرح یبوست اور تکبر کا کوئی نشان ان کے کردار میں نہیں ملتا تھا۔

اواخر عمر میں اگرچہ نقل و حرکت میں بہت تکلیف ہوتی تھی مگر کسی کا سہارا لینا اور کسی کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتے تھے۔ پاکستان میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری، مولانا غلام قادر

اشرفی علیہ الرحمۃ، میاں جمیل احمد شرقپوری پر خصوصی شفقت کا رویہ رکھتے تھے اور غزالیٔ زماں، حضرت علامہ احمد سعید کاظمی، علامہ ابوالبرکات علیہ الرحمہ اور مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ کے علمی مقام و مرتبہ پر اظہار اطمینان و افتخار فرماتے تھے۔ اُردو کے معروف صوفی شاعر امجد حیدر آبادی ہر سال تزکیۂ نفس کے لیے ان کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ عظیم مورخ و مفکر ڈاکٹر حمید اللہ (مقیم پیرس) بھی مولانا مدنی کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ان کے روحانی فیوض و برکات کے معترف ہیں۔

فخر العرب والعجم مولانا ضیاء الدین احمد دُنیا کو حسن اخلاق اور فیضان نظر کے ذریعے محبت مصطفیٰ کا درس دیتے رہے، انسانیت کی اعلیٰ قدروں کی ترویج کرتے رہے۔ جن دلوں میں گھور اندھیرے گھر کیے ہوئے تھے، انہیں مدینے کے اس باسی نے منور و درخشاں کر دیا۔ اللہ کریم ان کی قبر مبارک کو اپنی رحمتِ خاص سے منور کرے۔ آمین

پیر کامل

مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی ، کراچی

عالم طفولیت ہی سے امام اہل سنت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے متعارف ہو چکا تھا ، پھر جوں جوں شعور آتا گیا امام اہلسنت کی محبت دل میں گھر کرتی گئی ، میں بلا خوفِ تردید کہتا ہوں کہ خدا عزوجل کی پہچان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہوئی تو مجھے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہچان امام اہلسنت کے فیض سے نصیب ہوئی۔

آخر کار آپ کے سلسلے میں داخل ہونے کا شوق پیدا ہوا تو ایک ہی ہستی مرکز توجہ بنی گو مشائخ اہلسنت کی کمی تو نہ ہے مگر ع

پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا

اس مقدس ہستی کا دامن تھام کر ایک ہی واسطے سے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ سے نسبت ہو جاتی ہے۔ اور اس ہستی میں ایک کشش یہ بھی تھی کہ براہِ راست سبز گنبد کا سایہ بھی ان پر پڑ رہا تھا ۔ میں نے عزم مصمم کر لیا کہ اب کسی نہ کسی طرح ان کا دامن تھاما جائے ۔ چنانچہ میں نے آپکا مدینہ طیبہ کا پتہ حاصل کیا یہ تقریبًا ۱۵ سال پہلے کی بات ہے ۔ پتہ حاصل کر کے اسی دن شناسا کے سامنے میں نے مافی الضمیر ظاہر کیا کہ میں بذریعہ ڈاک ان سے بیعت کروں گا اس نے کہا ، تم نے اپنے پیر صاحب کو دیکھا تک نہیں ہے تصورِ شیخ کس طرح کرو گے ؟ میں نے کہا اس میں کون سی بڑی بات ہے اگر پیر کامل ہے تو خواب میں بھی مسئلہ حل کر سکتا ہے بُعدِ ظاہری اس میں مانع نہیں ہو سکتا۔

اسی رات جب میں سویا تو سوئی ہوئی قسمت نے انگڑائی لی اور میرے خواب میں میرے ہونے والے سونہرے مرشد تشریف لے آئے ، نقشہ ذہن میں محفوظ ہو گیا حضرت

مولانا قاری محمد مصلح الدین صاحب صدیقی القادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنے خواب میں دیکھا ہوا حلیہ بیان کیا آپ نے تصدیق کر دی کیونکہ آپ بارہا مدینہ طیبہ میں حضرت کی خدمت میں حاضری دے چکے تھے ۔ پھر انہی سے سلسلۂ بیعت عریضہ لکھوا کر کراچی سے مدینہ طیبہ روانہ کیا جواب نہ ملا چند بار ایسا کیا گیا لیکن ہر بار جواب ندارد ، آخر کار ایک سال اور پانچ روز گزرنے کے بعد پھر قسمت چمکی ، رات خواب میں زیارت ہوئی ، میں حیران تھا ، کہ مرید بھی نہیں بناتے اور توجہ بھی نہیں ہٹاتے آخر معاملہ کیا ہے ؟ مجھے کیا معلوم کہ انتظار کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہیں ، رات گزر گئی ، دن آیا شام کو بعد مغرب پتہ چلا کہ مدینہ پاک کی معطر فضاؤں سے گزرتا ہوا " قبولیت نامہ " آپہنچا ہے ۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ

پھر جب مقدر نے یاوری کی ، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرم فرمایا ، سن ۱۴۱۲ھ میں مدینہ بلا لیا ، تڑپتا ہوا مرشد کے آستانہ عالیہ پہ پہنچا ۔ بے تاب نگاہیں جب مُرشد کے چہرہ زیبا پہ پڑیں ۔ دل کو گواہی دینی پڑی کہ یہ تو وہی وجہ کریم ہے جسے پہلے ہی خواب میں دیکھ چکا ہوں ۔

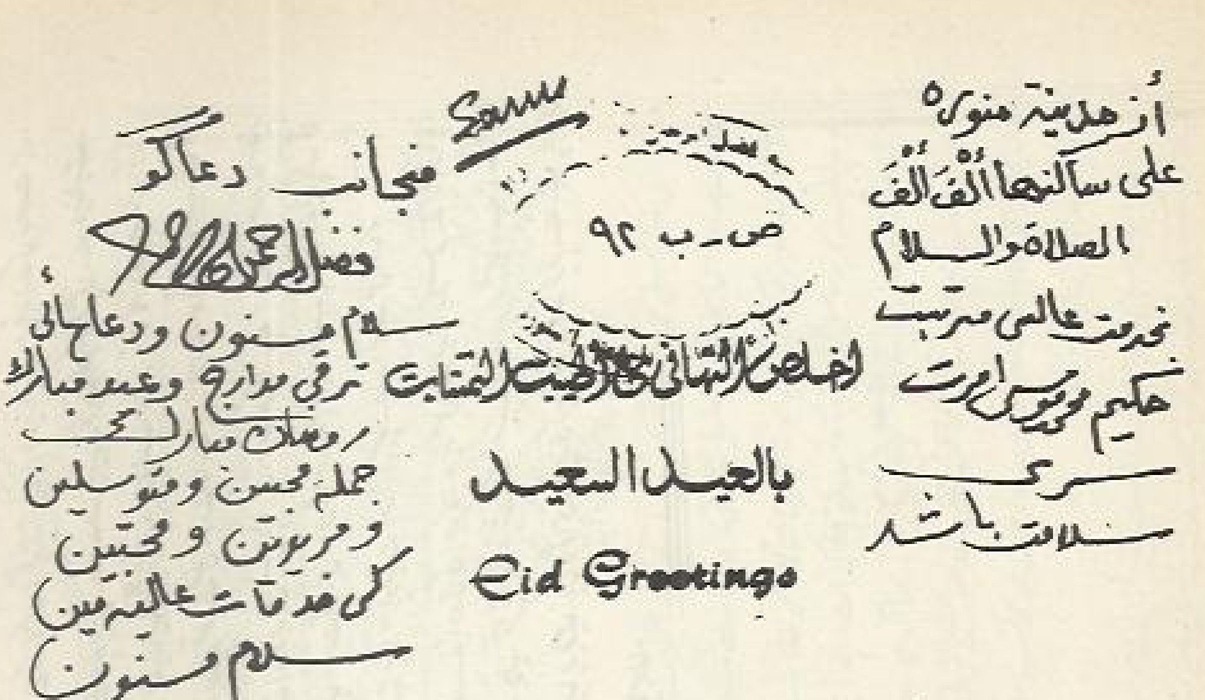

عید کارڈ مرسلہ شیخ الفضیلت مولانا فضل الرحمٰن القادری المدنی مدظلہ،
بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

مناقب

منقبت

مفتی مظفر احمد

ہیں آپ ہادیٔ اہلِ جہاں ضیاء الدین
ضیائے مجلسِ غوثِ زماں ضیاء الدین
امیرِ قافلۂ عارفاں ضیاء الدین!
ہیں چارۂ سازِ دلِ بیکساں ضیاء الدین
نگاہِ حضرتِ احمد رضا کے ہیں قرباں
بنایا عاشق اچھے میاں ضیاء الدین
ہے غوثِ پاک کی اس پر نگاہِ لطف و کرم
ہو جس غریب پہ تم مہرباں ضیاء الدین
رضا کے ہاتھ سے پی تھی جو تم نے آقا
عطا ہو بہرِ شہِ مرسلاں ضیاء الدین
ہے حسین و حسن بھیک میں خوشی دیدو
ہیں آپ نائبِ غوثِ جہاں ضیاء الدین
تباہ حال ہیں غربت میں خانماں برباد
ہیں تم سے طالبِ امن و اماں ضیاء الدین
دُعا جو دی تھی مظفر کو اسکے صدقے میں
رہے جہاں بھی رہے شادماں ضیاء الدین

احساسات و تأثرات

بر وصال حضور ضیاء الملت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

قاری امانت رسول پیلی بھیتی

آہ! بدرِ اولیاء جاتا رہا! — تاجدارِ اصفیاء جاتا رہا
اہلِ حق کا پیشوا جاتا رہا! — سنیوں کا مقتدا جاتا رہا
واصفِ شاہِ ونیٰ جاتا رہا! — عاشقِ غوث الوریٰ جاتا رہا
کیا مناقب ہوں بیاں مجھ سے بھلا — رہبرِ راہِ ہدیٰ جاتا رہا
اہلِ سنت اہلِ حق، اہلِ نظر — کا معظم رہنما، جاتا رہا
جس سے پر رونق تھا اسلامی چمن — وہ جمالِ اولیاء جاتا رہا
تھا ضیاء الدین احمد نام پاک — مظہرِ احمد رضا جاتا رہا
نام میں الشاہ مدنی جب ملا — سالِ رحلت مل گیا جاتا رہا
چار ذی الحجہ تھی روزِ جمعہ تھا — سوئے جنت با خدا جاتا رہا
جس نے عالم کو منور کر دیا! — آہ وہ شمسِ رضا جاتا رہا
ہے درودِ رضویہ میں دیکھ لو — اس کی رحلت کا پتا جاتا رہا

یعنی

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

مسجدِ نبوی سے سُن لی جب اذاں — کرنے جمعے کو ادا جاتا رہا
ملنے محبوبِ خدا سے بالیقیں! — جب بلاوا آگیا جاتا رہا
ربِ کعبہ کی حضوری کے لیے! — اس جہاں سے واقعا جاتا رہا
سوئے فردوس بریں کلمہ شریف — پڑھتے پڑھتے باخدا! جاتا رہا

اہلِ بیت پاک کے قدموں کا وہ　　بوسہ لینے باخدا جاتا رہا
بے ٹھکانوں کا ٹھکانہ جس کا در　　بے کسوں کا آسرا جاتا رہا
موتُ العالِم موتُ العالَم ہے حدیث　　زندگی کا اب مزہ جاتا رہا
فضلِ رحمٰن عالمِ ذیشان کو　　چھوڑ کر اپنی ضیا جاتا رہا

لے امانت بس یہی تاریخ ہے
نائب الشاہ رضا جاتا رہا
۱۴۰۱ھ

قاری امانت رسول پیلی بھیتی

نذرانۂ عقیدت

پر توِ مرتضیٰ ضیاء الدین　　ظلِ احمد رضا ضیاء الدین
سچے وارث علوم مولا کے　　آپ ہیں باخدا ضیاء الدین
وصی احمد وہ شہرۂ آفاق　　تم ہو ان کی ضیاء ضیاء الدین
کیا فضائل ہوں انکے مجھ سے بیاں!　　جب ہوں وصفِ ضیا ضیاء الدین
دینِ حق کے چراغ کو تم نے　　خوب روشن کیا ضیاء الدین
اس سے روشن ہوئے ہزاروں چراغ　　پُر ضیاء ، پُر ضیاء ضیاء الدین
قطبِ بطحا کہا مشائخ نے!　　مرحبا ، مرحبا، ضیاء الدین
اعلیٰحضرت سے تم نے جو پایا!　　کم کسی کو ملا ضیاء الدین
مرشدی مصطفیٰ سے پوچھے کوئی　　آپ کا مرتبہ ضیاء الدین
اک نگاہِ کرم ہو مجھ پر بھی!　　کنزِ لطف و عطا ضیاء الدین
فضلِ رحمٰن عالمِ ذی شان　　ہیں تمہاری ضیا ضیاء الدین

ہے امانت رسول مصطفوی
تیرے در کا گدا ضیاء الدین

منقبت

جناب محمد علی ظہوری (قصور)

تصور میں یہ کیسا منظرِ طیبہ ہے لہرایا
زباں پر نام جب آیا ضیاء الدین احمد کا
مقدر کیوں نہ ہو نازاں کہ اُن کو تادمِ آخر
مکینِ گنبدِ خضرا کا قربِ خاص حاصل تھا
چراغِ عشقِ مصطفوی جلائے عمر بھر جس نے !
کہ روز و شب رہا معمول ذکرِ مصطفےٰ جن کا
وہ جس کی ذات اِک سرچشمۂ رشد و ہدایت تھی
عرب میں اور عجم میں بھی ہے اُس فیضان کا چرچا
مہکتا تھا جو حبِّ احمدِ مرسل کی خوشبو سے
وہ پیکر نسبتِ احمد رضا خاں سے منور تھا
رہا کردار اُس کا شیوۂ اسلاف کا مظہر
نہیں ملتا کہیں دنیا میں گوہر بے بہا ایسا
سبق دیتی ہے اُن کی زندگی ہر سانس ہو جائے
رسولِ ہاشمی کی ہر ادا پہ والہ و شیدا
ظہوری نے بھی اُن کے ہاں حضوری کے مزے لوٹے
"خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را"

منقبت

سکندر لکھنوی (کراچی)

نقیبِ دینِ فطرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
امیرِ اہلِ سنت ، حضرت قبلہ ضیاء الدین
محمد مصطفےٰ صلِّ علیٰ کے عاشقِ صادق!
نگہبانِ شریعت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
نگینِ معرفت، قطبِ مدینہ، رہبرِ کامل
متاعِ بیش قیمت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
خلیق و مہرباں و میزبانِ زائرِ طیبہ
فقیرِ نیک سیرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
محافظ مسلکِ غوث الوریٰ ہیں کوئے طیبہ میں
محبِ اعلیٰحضرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
مبلغ دینِ برحق، سنتِ محبوبؐ کے حامل
چراغِ بزمِ اُلفت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
محبانِ محمد سے، ثنا خوانِ محمد سے!
دلی رکھتے تھے اُلفت حضرت قبلہ ضیاء الدین
مٹا دیتے تھے جو دِل کی سیاہی اِک توجہ سے
وہ تھے شیخِ طریقت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

دلوں کو بخشتے تھے روشنی عشقِ محمد کی
بہ فیضِ اعلیٰحضرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

حصارِ منکروں میں بھی نبی کے نام نامی کی!
بلند رکھتے تھے عظمت حضرت قبلہ ضیاء الدین

ستارہ بادلوں میں چھپ گیا جو جگمگاتا تھا!
مدینے میں بصورت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

چراغِ قادری بجھ کر بھی تابندہ و روشن ہے
ہیں زندہ درحقیقت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

سکندرؔ بھی سلامی ہے شرفِ تعزیت
مگر ممکن قبرِ جنت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

مرزا شکور بیگ حیدرآبادی

منقبت

عشق کا پیکر شرع کا پاسباں جاتا رہا
منزلِ مقصود کا روشن نشاں جاتا رہا

روتے ہیں چھوٹے بڑے اُن کا دُعا گو چل بسا
اہلِ سُنّت کا کفیل اور پاسباں جاتا رہا

وہ رہا تو برکتیں ہی برکتیں تھیں بزم میں
وہ گیا تو برکتوں کا اِک جہاں جاتا رہا

گھس نہ آئے کارواں میں اختلاف و انتشار
ہو الٰہی خیر، میرِ کارواں جاتا رہا

وہ کہ جو اوروں کے غم میں دل سے ہوتا تھا شریک
وہ کہ جس کی تھی بہت میٹھی زباں جاتا رہا

وہ نبی کا تھا چہیتا، غوث کا تھا لاڈلا!
اپنے مُرشد کا دُلارا، مدح خواں جاتا رہا

ہائے وہ کیسا ہمارے سر سے سایہ اُٹھ گیا
جس کے اُٹھ جانے سے سب آرامِ جاں جاتا رہا

فضل ہے رحمٰن کا، محفل بھی، لنگر بھی ہے
پھر بھی یوں لگتا ہے جیسے وہ سماں جاتا رہا

چیر کر سینہ کوئی مرزاؔ کے غم کو دیکھ لے
چین اور آرام جو کچھ تھا یہاں جاتا رہا

مرزا شکور بیگ حیدرآباد دکن

منقبت

پیرِ کامل اور پابندِ شریعت آپ تھے
فضلِ حق سے واقفِ رازِ حقیقت آپ تھے
حضرت والا ضیاء الدین احمد قادری
اس شہر کی نعمتوں میں ایک نعمت آپ تھے
عمر تو تھی آپ کی سَو سال سے زائد مگر
اس ضعیفی میں بھی کیا پابندِ سنّت آپ تھے
آپ پر تو اعلحضرت کی شفقت خاص تھی
اور دل و جاں سے فدائے اعلحضرت آپ تھے
غوث اعظم سے تو تھی ایسی محبت آپکو!
بے بجا گر میں کہوں غرقِ محبت آپ تھے
سرورِ کونین سے جو والہانہ عشق تھا
اس کا صدقہ تھا مجسم خیر و برکت آپ تھے
ہر دعا جو آپ فرماتے تھے ہوتی تھی قبول
کیونکہ مقبولِ حبیبِ ربّ العزت آپ تھے
اس لیے نازاں تھے سارے اہلسنت آپ پر
ان کے حق میں پیکرِ ہمت و قوت آپ تھے

آپ کے لختِ جگر اِک فضل ہے رحمٰن کا
قلب کی ٹھنڈک اور ان کا چین و راحت آپ تھے
رہتی دنیا تک رہے گا نام باقی آپ کا!
خوبصورت اِک گُلِ باغِ ولایت آپ تھے
وہ عقیدت مند مرزا کیوں نہ روئے زار زار
اسکی ساری زندگانی کی مسرت آپ تھے

منقبت

سینے سے اپنے مجھ کو لگا کر چلے گئے / اِک بے ہُنر کو اپنا بنا کر چلے گئے
یادِ خُدا و یادِ نبی اور یادِ غوث / یادوں سے اپنے گھر کو بسا کر چلے گئے
تعظیم سے ہمیشہ لیا نام پیر کا / مُرشد کا احترام سکھا کر چلے گئے
تازہ رکھیں گے یاد کو حضرت کی عمر بھر / ایسے کرم کے پھول لٹا کر چلے گئے
ہر جان سوگوار ہے، ہر آنکھ اشک بار / ہر دل کو بے قرار بنا کر چلے گئے
غافل کے دِل پہ کھول دی عظمت رسُول کی / عشقِ نبی کے جام پلا کر چلے گئے
آنکھوں کو بند کر لیا، دیدار کے لیے / کیسی عجیب بات بتا کر چلے گئے
دل نے کہا جنازے کی وہ دُھوم دیکھکر / مقبولیت کی شان دکھا کر چلے گئے
لختِ جگر کی شکل میں جاری ہے اُنکا فیض / کیسے کوئی کہے کہ بھُلا کر چلے گئے
حضرت ضیاء کے اور بھی درجات ہوں بُلند / جو سنتوں کو اوج پر لا کر چلے گئے

مرزا ملے گی ویسی محبت کہاں مجھے
جس کی بہار مجھ کو دکھا کر چلے گئے

منقبت

عبدیت کا رُخ دکھایا آپ نے / اور ولایت کو چھپایا آپ نے
خوابِ غفلت سے جگایا آپ نے / راستہ سیدھا دکھایا آپ نے
لے رہا اَب بھی دِل جس کے مزے / نغمہ کچھ ایسا سُنایا آپ نے
شکر ہے میخانہ طیبہ کا جام / خُود پیا ہم کو پلایا آپ نے
سب پہ فرمائی شفقت آپ نے / سب کو گرویدہ بنایا آپ نے
کام وہ جو اور کے بس کا نہ تھا / کام وہ بھی کر دکھایا آپ نے
کام یعنی اہلِ سنّت کا چراغ / بادِ صرصر میں جلایا آپ نے
شہرِ طیبہ نے بسایا آپ کو / دِل میں طیبہ کو بسایا آپ نے
منہ لگانے کے بھی قابل نہ تھے! / ہم کو سینے سے لگایا آپ نے
چند قطرے بھی کرم کے تھے بہت / ہم پہ تو دریا بہایا آپ نے
سال کے بارہ مہینوں، سالہا / غوث کا لنگر چلایا آپ نے
فاطمہ زہرہ کے قدموں کے قریب / قبر کی منزل کو پایا آپ نے
ہے دُعا سب کی بھی، چھوٹے بڑے / وہ چمن جس کو لگایا آپ نے

معاف کیجئے ہے یہ مرزا کو گلہ
پردہ فرما کر رُلایا آپ نے

مرزا شکور بیگ حیدرآباد دکن

مسدّس

نہ یہ قصہ ہے کوئی اور نہ یہ کوئی کہانی ہے
نہ یہ زورِ قلم ہے اور نہ اس کی درفشانی ہے
حقیقت سے جو ہے بھرپور، ایسی حق بیانی ہے
ضیاء الدین احمد کی دلوں پہ حکمرانی ہے
نہ رُکنے پائے راہِ شرع و سُنّت سے قدم ان کے
جہاں کی فتنیں ان کی نظر میں راہ کے تنکے

ضیاء الدین احمد قادری فیضِ مسلسل تھے
یہ تھے مجموعۂ حسنات الطاف مکمل تھے
یہ اپنے چاہنے والوں کی ہر مشکل کا بھی حل تھے
کتابِ زیست کے ہر باب کی شرحِ مفصل تھے
گزارے چین کے دن گنبدِ خضرا کے سایہ میں
رہے اسی برس تک یہ شہِ بطحا کے سایہ میں

ضیاء الدین تھے روحانیت کے جوہرِ قابل
بفضلِ حق تعالیٰ تھے علومِ دیں کے حامل
یہ پابندِ شریعت بھی تھے اور تھے ذاکر و شاغل
خلافت قادری مسند کی ان کو تھی حاصل
امامِ اہلسنت نے دیا ان کو شرف بھی!
یہ تھے احمد رضا خاں اعلیٰ حضرت کے خلیفہ بھی۔

فیوضِ پیر سے دارین کی دولت ملی ان کو
بزرگوں سے چلی آئی تھی وہ نعمت ملی ان کو
مدینے میں رسولِ پاک کی قربت ملی ان کو
یہ قربت کیا ملی بس جیتے جی جنت ملی ان کو
بہر رُخ، زندگی حضرت کی تابندہ نظر آئی
پسِ مردن بھی یہ ہستی درخشندہ نظر آئی

تھی عمر اٹھارہ سال انکی، مگر یہ دیکھئے قسمت
وطن کو چھوڑ کر کی آپ نے بغداد کو ہجرت
فیوضِ غوثِ اعظم سے ہوئے جب بہرہ ور حضرت
بڑھی ایمان کی دولت، ملی عرفان کی نعمت
ملی ہے آٹھ سال ان کو سعادت حاضری کی بھی
ہوئی ہے قادری جلوہ سے روشن زندگی انکی

دل و روح و نظر تھے قادری فیضان سے روشن
وہ انوارِ فیوضِ غوث کا تھا ان کا دل مسکن
ہوا سرسبز اور شاداب بھی عرفان کا گلشن
شریعت کے بنے مخزن، طریقت کے بنے معدن
حضورِ غوثِ اعظم سے تعلق وہ تعلق ہے
غلامی ان کو مل جائے تو پھر سب کچھ تصدق ہے

وہی ہیں پیرِ پیراں، میرِ میراں غوثِ صمدانی
خدا نے جن کو بخشا رتبۂ محبوبِ سبحانی
خزانہ آپ کا ہے نازشِ گنجِ سلیمانی
جہانِ اولیا پر حشر تک ہے ان کی سلطانی

فیوضِ بیکراں ہے آستانہ غوثِ اعظم کا !
خدا ہے غوثِ اعظم کا زمانہ غوثِ اعظم کا !

گھڑی آخر وہ آئی اور بھی جب سرفرازی کی
نئی آئی نظر اک شانِ حق کی کارسازی کی
ملی ہے قوتِ پرواز ان کو شاہبازی کی
بشارت میں تھی پنہاں شان بھی بندہ نوازی کی

ہُوا ارشاد حضرت ارضِ طیبہ کو کریں ہجرت
قوی تر تاکہ ہو جائے قوی بغداد کی نسبت

اجازت ملتے ہی حضرت مدینے کو چلے آئے !
جو دولت غوث نے دی تھی اُسے بھی ساتھ لے آئے
نہ گھبرائے ، اگرچہ آئے نازک مرحلے آئے
اُمنگیں تازہ تازہ اور نوادر حوصلے لائے

وہ جب آئے تو ترکوں کی خلافت کا زمانہ تھا
مگر پیشِ نظر اُن کے نبی کا آستانہ تھا

شریفِ مکہ کا دور آگیا اُن کی نگاہوں میں
نشیب آئے فراز آئے ہمیشہ اُنکی راہوں میں
کبھی تھے عامیوں میں اور کبھی تھے شہنشاہوں میں
نظر آئے برابر مسجدوں میں خانقاہوں میں

مدینے میں سعودی دور بھی برسا برس دیکھا
ذرا سا بھی نہ بدلے آپ ، گو سارا جہاں بدلا

یہ عالم جس پہ نازاں ہو ، مقدر ایسا پایا تھا
رسول اللہ نے ان کو مدینے میں بلایا تھا
نبی کے نور نے ہستی کو ان کی جگمگایا تھا
شرف یہ اختصاصی آپ کے حصہ میں آیا تھا

رسولِ پاک جس پر مہرباں ، حق مہرباں ہوگا
ہُوا حق مہرباں تو مہرباں سارا جہاں ہوگا

نظارہ گنبدِ خضرا کا روز و شب یہ کرتے تھے
ان ہی انوار سے مدح کے جوہر نکھرتے تھے
یہ بحرِ معرفت میں ڈوبتے تھے اور اُبھرتے تھے
ہمیشہ نت نئے صدقوں سے دامن اپنا بھرتے تھے

مقدر کے دھنی بے شک ضیاء الدین احمد تھے
بفیضِ حبِ ختم المرسلین اونچے ہوئے تھے

رہا اسی برس تک سلسلہ رشد و ہدایت کا
شریعت کا ، طریقت معرفت کا اور حقیقت کا
رکھا اونچا ہی جھنڈا آپ نے حق و صداقت کا
ملا تھا آپ کو ثمرہ بھی فیضانِ رسالت کا

اندھیرے آئے تو چمکے یہ حق کی روشنی بن کر
ہر اک عہدِ حکومت میں رہے حضرت جری بن کر

خدا و مصطفیٰ سے رابطہ اور دُنیا سے بے گانہ
رہے ہیں حبِ شمعِ غوث پر یہ بن کے پروانہ
یہی ہے مختصر سے مختصر حضرت کا افسانہ
خزانہ دولتِ دارین کا تھا ان کا کاشانہ

نہ ہٹنے پائے راہِ شرع و سنت سے قدم ان کے
نبی کے فیض سے جاری ہے لطف و کرم ان کے

غمِ رحلت وہ ہے جو خون کے آنسو رُلاتا ہے
بھلا دُوں لاکھ پھر بھی لُطف ان کا یاد آتا ہے
یہاں آتا ہے جو بھی ایک دن دنیا سے جاتا ہے
یہ سب ہے ٹھیک مگر دل کہاں چین پاتا ہے

ہوا گُم دین و دُنیا کا گُہر ان کے اب سے میں
خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

مولانا منصور علی خاں رضوی

منقبت

مقتدائے اہلسنت سیّدی شاہِ ضیا — رہنمائے دین و ملت سیّدی شاہِ ضیا
شاہ محدث سورتی کے آپ تھے شاگردِ خاص — فیضیابِ اعلیٰحضرت سیّدی شاہِ ضیا
دشمنوں میں رہ کے بھی ہر روز میلادِ نبی — آپکی زندہ کرامت سیّدی شاہِ ضیا
مصطفیٰ نے اپنے قدموں میں بلا کر دی جگہ — کون سمجھے تیری رفعت سیّدی شاہِ ضیا
جس طرح سے آپ نے تبلیغِ حق کی ویسے ہی! — دیجئے ہم سب کو ہمت سیّدی شاہِ ضیا
مصطفیٰ اور غوث کے صدقے بٹتے ہیں یہاں — کیسی ہے بافیض نسبت سیّدی شاہِ ضیا
شان سے آتے رہے اور شان ہی سے چل دیئے — مصطفیٰ کے گھر سے جنت سیّدی شاہِ ضیا
میں چلا تھا ہند سے دیدار کی حسرت لیے — آپ پہنچے خُلد حضرت سیّدی شاہِ ضیا
آل و اصحابِ رسولِ پاک کے صدقے میں ہو — آپ پر ہر وقت رحمت سیّدی شاہِ ضیا
چار ذی الحجہ جمعہ کے دن اذاں سُنتے ہوئے — ہو گئے دُنیا سے رخصت سیّدی شاہِ ضیا
آپ کے شہزادے حضرت فضل رحماں قادری — یہ رہیں زندہ سلامت سیّدی شاہِ ضیا
ہو غلاموں پر بقیع پاک سے نظرِ کرم — بڑھ رہا ہے دردِ فرقت سیّدی شاہِ ضیا
میرے مُرشد مفتی اعظم کے صدقے میں مجھے — ہو عطا نورانی دولت سیّدی شاہِ ضیا

خادمِ در آپ کا منصورؔ رضوی ہے شہا
کیجئے لُطف و عنایت سیّدی شاہِ ضیا

محمد انور بابر چشتی، کمی مروت (بنوں)

منقبت

عارفِ حق رہبرِ دوراں ضیاء الدین تھے
کشورِ عرفان کے سلطاں ضیاء الدین تھے

کی ودیعت اعلٰحضرت نے خلافت آپ کو!
جانشینِ حضرتِ ذیشاں ضیاء الدین تھے

چار سو پھیلی ضیاء الدین احمد کی ضیا
معرفت کے اک مہِ تاباں ضیاء الدین تھے

معتقد ہیں آپ کے اہلِ حرم اہلِ عجم
نازِ عربستان و پاکستاں ضیاء الدین تھے

گنبدِ خضرا کے سایہ میں رہا جن کا قیام
سیدِ ابرار کے مہماں ضیاء الدین تھے

آخری دم تک مدینہ کو نہ چھوڑا آپ نے
مصطفیٰ پہ جان سے قرباں ضیاء الدین تھے

پہلوئے اہلِ جناں میں مل گئی آرام گاہ!
بے بہا دُرِ شاہاں ضیاء الدین تھے

مل گیا اور انہیں قطبِ مدینہ کا خطاب
بے گماں شاہِ عرب کی شاں ضیاء الدین تھے

شیخ العرب والعجم علیہ الرحمۃ

سید عارف محمود مجور رضوی

جسے عشاق دیتے ہیں سلامی
نہیں بھولے گی وہ ذاتِ گرامی

متاعِ اہلِ سنت تھے وہ، واللہ
ضیاء الدین ہے جن کا نامِ نامی

شہِ ابرار کی تھی ان پہ شفقت
شہِ بغداد نے انگشت تھامی

امام احمد رضا ہیں ان کے مرشد
لجاتے ہیں جنہیں دیکھے سے جامی

نظر سے کر دیئے سب راز افشار
میسر تھا انہیں علمِ دوامی

ہوا ہے مستفیض اُن سے زمانہ
سراپا جود تھے شیخِ گرامی

ہر اک ان کے محاسن کا ہے شاہد
کوئی رومی ہو یا کوئی شامی

کیا دیں کا اندھیرے میں اُجالا
ضیائے دیں تھے حضرت امامی

رہا مدحِ نبی[1] ہر دم وظیفہ
رہے عشقِ نبی[1] کے وہ پیامی

ہے ثابت قدم ہر جا پہ حضرت
گھٹائیں لاکھ اُٹھیں انتقامی

ہے مجلس[2] میں بھی ان کا فیض جاری
بہ شکلِ سیدی موسیٰ[3] نظامی

جہانِ بے وفا سے چل بسے وہ
کہ جن کی ذات تھی عشقِ تمامی

کہاں گم گشتگانِ راہ جائیں!
کہاں سے اب ملے گی خوش کلامی

ہوئے آسودہ کوئے مصطفیٰ[1] میں!
عجب پائی ہے معراجِ غلامی

عرب کے اور عجم کے شیخِ برحق
ہیں جنت میں مدینے کے مقامی

سدا ان کا منور آستاں ہو
سدا جاری رہے وہ فیضِ عامی

مقرب ہو رسولِ محترم کے
عطا کیجئے ہمیں قربِ منامی

[1] صلی اللہ علیہ وسلم [2] مرکزی مجلس رضا لاہور [3] حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی قادری مدظلہ

ق

الٰہی فیضِ حضرت عام کر دے — ہے ذرّوں پر گُلوں کی بے لگامی
گلوں کو رنگ رنگوں کو بقا دے — کہ پھرتے ہیں چمن میں شر کے حامی

کہاں تک ان کے ہیں اوصاف لکھوں
حقیقت میں تھے وہ مہجورؔ حامی

ہدیہ
سیّد عارف محمود مہجورؔ رضوی
گجرات

منقبت

مولانا محمد الیاس امیر دعوتِ اسلامی

ضیاء پیر و مرشد مرے رہنما ہیں
سرورِ دل و جاں مرے دل رُبا ہیں

گل ہیں گلستانِ غوث الوریٰ کے
یہ باغِ رضا کے گلِ خوش نما ہیں

شریعت طریقت ہو یا معرفت ہو
یہ حق ہے حقیقت میں حق آشنا ہیں

سہارے ہیں بے کس کے، دکھیوں کے والی
سخا کے ہیں مخزن تو کانِ عطا ہیں

خدا کی محبت سے سرشار ہیں وہ
دل و جان سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہیں

ملا سبز گنبد کا قسمت سے سایہ
دیارِ محمد میں جلوہ نما ہیں

بلا لو مجھے اپنے قدموں میں اب تو
کہ ایامِ فرقت بڑے بے مزا ہیں

مجھے روئے زیبا ذرا پھر دکھا دو
زیارت کے لمحے بڑے جانفزا ہیں

تصور جماؤں تو موجود پاؤں
کروں بند آنکھیں تو جلوہ نما ہے
نہ کیوں اہلِ سنت کریں ناز اُن پر
کہ وہ نائبِ غوث و احمد رضا ہے
منور کریں قلبِ عطار کو بھی
شہا آپ دینِ مبیں کی ضیا ہے

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ

دنیائے صحافت میں

ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور

۶ر اکتوبر کو دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی علیہ الرحمہ کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ ہوا جس کی صدارت، صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور نے کی۔

اجلاس میں علماء کرام، طلباء اور عوام نے شرکت کی۔ صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری کے علاوہ پروفیسر منظور حسین نوری، مولانا منظور احمد نوری قصور، مولانا عبد الجبار مجاہد وغیرہ نے خطاب کیا اور حضرت کی علمی و روحانی خدمات کے پیش نظر انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ آخر میں موصوف کو ایصالِ ثواب کیا گیا۔

ماہنامہ نور الحبیب، بصیر پور، (ساہیوال) اکتوبر ۱۹۸۱ء

اسلاف کی درخشندہ نشانی

اداریہ ماہنامہ نور الحبیب ——— بصیر پور شریف اکتوبر ۸۱ء

۲ر اکتوبر ۱۹۸۱ء کو مدینہ منورہ کے فقید المثال عالم دین، شیخ العالم حضرت مولانا الشیخ ضیاء الدین صاحب مدنی انتقال فرما گئے۔

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اہلِ سنت وجماعت کے لیے یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔

حضرت شیخ العالم زہد وتقوی کا پیکر اور مہر ومحبت کا حسین وجمیل شجر تھے، جس

کے سایہ میں مدینۃ النبی میں حاضر ہونے والے ہزاروں اہل ذوق پناہ لیا کرتے تھے۔

آپ ۱۲۹۴ھ میں ضلع سیالکوٹ کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔ مختلف اساتذہ سے علوم دینیہ حاصل کرتے ہوئے بریلی شریف پہنچے۔ یہاں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے کسب فیض کیا۔ اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں آپ سے بیعت ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے۔

ذوق علمی اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محبت آپکو کشاں کشاں بغداد شریف لے گئی۔ ایک عرصہ تک یہاں مقیم رہنے کے بعد سرکار بغداد کے اشارے سے ۱۳۲۷ھ میں مدینہ پاک حاضر ہوئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مدینہ پاک میں آپ نے ممتاز عالم دین صاحب تصانیف کثیرہ حضرت شیخ یوسف نبہانی سے فیض پایا اور خلافت سے نوازے گئے۔

سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے آپ کو بے پناہ محبت تھی، آپنے روزانہ عشاء کی نماز کے بعد محفل نعت اور ہر پیر کو خصوصی محفل کا اہتمام کیا اور نجدی حکومت کی کڑی بندشوں کے باوجود آخر دم تک اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ مدینہ پاک میں حاضر ہونے والے ممالک اسلامیہ کے عقیدت مندوں کو آپ کی محافل کی یاد ہمیشہ تڑپاتی رہے گی۔

حضرت شیخ العرب والعجم کی پوری زندگی تبلیغ اسلام اور عشق رسول کی شمع فروزاں کرنے میں گزری۔ آپ صحیح معنی میں اسلاف کی درخشندہ نشانی تھے۔ یہ مدینہ پاک سے آپ کی بے پناہ محبت کا ثمر ہے کہ آپ کو مدینہ طیبہ نے مستقل طور پر اپنے سینہ میں جگہ دے دی۔

آپ کی موت بلاشبہ موت العالم موت العالم کی مصداق ہے۔ خداوند قدوس حضرت شیخ العالم کے درجات بلند فرمائے۔ پس ماندگان کو صبر کی توفیق ارزانی فرمائے اور موصوف کے مشن پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

محمد محب اللہ

ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور (ساہیوال)، اکتوبر ۱۹۸۱ء

ماہنامہ ترجمانِ اہلِ سُنت کراچی

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

پرچہ پریس جا چکا تھا کہ خلیفۂ اعلیٰحضرت اور عالم اسلام کے عظیم روحانی پیشوا مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی رحلت کی خبر ملی۔ فی زمانہ دُنیائے اسلام اور دُنیا بھر سے مدینہ طیبہ آنے والے عوام اہلسنت کے لیے آپ کی ذات مرکزِ ہدایت تھی۔ مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے راہنماؤں شیخ الحدیث مولانا محمد رمضان، ناظم اعلیٰ مولانا منظور الحق، ترجمانِ اہلسنت کے نگران و پبلشر حاجی خان محمد پراچہ نے آپ کے انتقال کو دنیائے اہلسنت کا عظیم نقصان قرار دیا۔ اور دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپکو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ماہنامہ ترجمانِ اہلسنت کراچی، شمارہ اکتوبر ۱۹۸۱ء

۴ر اکتوبر۔ جماعت اہل سنت حلقہ بلدیہ ٹاؤن جامع مسجد نور اسلام میں جماعت اہل سنت حلقہ بلدیہ ٹاؤن کے صدر مولانا غلام رسول شاہ اعوان کی صدارت میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس سے مولانا غلام ربانی نے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کے اچانک سانحہ ارتحال پر دُکھ کا اظہار کیا اور اس سانحہ کو اسلام کا ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا۔ مولانا غلام رسول شاہ اعوان نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین المدنی نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی سربلندی کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ جناب مولانا ظہور الحسن نے فرمایا کہ حضرت پیر ضیاء الدین المدنی نے معرفت کے نور سے عوام کے دلوں کو منور کیا۔ اجلاس سے مرکزی جماعت اہل سُنت کے رُکن صوفی محمد ایاز خان، زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین ڈاکٹر انوار اللہ شاہ قادری، ناظم اعلیٰ بلدیہ ٹاؤن صوفی محمد انیس قادری، جماعت اہل سُنت کے کارکن اور طالب علم رہنما بشیر الدین قادری اور بلدیہ ٹاؤن کے ممتاز سماجی کارکن بشیر احمد فاروقی نے بھی خطاب کیا۔ آخر میں سب حضرات نے مولانا ضیاء الدین مدنی کے لیے دُعائے مغفرت کی۔

۵ر اکتوبر۔ جماعت اہلسنت کراچی کے دفتر میں علاقائی تنظیموں اور کارکنوں کا ہنگامی جلسہ منعقد ہوا جس سے ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت مولانا منظور الحق صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین جیسی ہستیاں صدیوں میں ظہور پذیر ہوتی ہیں آپ نے مدینہ منورہ میں کافی سال قیام کیا اور کئی حج کئے۔ آپ اعلیٰ حضرت بریلوی کے نائب اور خلیفہ تھے۔

۱۲ر اکتوبر۔ جماعت اہل سنت پاکستان حلقہ بلدیہ ٹاؤن کے زیر اہتمام شیخ الاسلام مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری کی یاد میں ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوا جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد شفیع اکاڑوی نے فرمایا کہ مولانا کی وفات سے مدینہ طیبہ میں ایک مرکز رشد و ہدایت ختم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مولانا ایک سچے عاشق رسول تھے آپ نے ساری زندگی قولاً اور فعلاً عشق رسول کا درس دیا۔

قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی نے فرمایا کہ دُنیا بھر سے آئے ہوئے تشنگان فیض نبوی مولانا کے آستانے پر حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے تھے۔ آپ نے ساری زندگی حجاج کرام اور زائرین دیارِ نبوی کی خدمت میں صرف کر دی اور ہر آنے والے کو علمی اور روحانی فیض پہنچایا آپ زائرین کے لیے فیض نبوی کا مرکز تھے۔ ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت کراچی مولانا منظور الحق نے شیخ الاسلام کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ جیسے جلیل القدر علماء اور صوفی صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ جلسہ میں پیر باقر شاہ جیلانی، حافظ شیر خان نیازی نائب ناظم اعلیٰ جماعت اہسنت کراچی اور ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ صوفی ایاز خان نیازی کے علاوہ کثیر تعداد میں معززین علاقہ اور علماء نے شرکت فرمائی۔

۱۴ر اکتوبر بعد نماز عصر جامعہ مسجد مدینہ و مدرسہ اشاعت الحق ٹرسٹ کی انتظامیہ کمیٹی کے زیر اہتمام ایریا کورنگی میں پیر طریقت خلیفۂ اعلیٰحضرت قبلہ علامہ ضیاء الدین علیہ الرحمۃ کو ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی کا بندوبست کیا گیا جس میں مولانا قاری وزیر محمد خاں رحمانی امام مسجد ہذا و دیگر حضرات نے شرکت فرمائی۔ آخر میں قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی سے اظہار تعزیت کیا گیا۔ بعد ازاں تبرک تقسیم کیا گیا۔

(ماہنامہ ترجمانِ اہلسنت کراچی نومبر ۱۹۸۱ء، صہ ۵)

ماہنامہ فیضانِ اولیاء گجرات

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر سن کر ہمارے دل دھڑکنے لگے۔ زبانیں بات کرنے سے قاصر تھیں۔ آج ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے عالم اسلام روحانیت سے محروم ہو چکا ہے۔ آپ نے کافی سال مسجد نبوی میں درس حدیث دیا۔ آپ مدینہ منورہ میں محفل میلاد کا انعقاد بھی کرتے جس میں انڈونیشیا مصر، شام، لیبیا، ہندوستان پاکستان، چین اور دیگر کئی ملکوں کے حضرات شامل ہوتے اور بارگاہِ نبوی میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے۔

(ماہنامہ مجلہ فیضانِ اولیاء گجرات ص ۱۵)

ماہنامہ رضائے مصطفےٰ، گوجرانوالہ

السلام علیکم :-

تبوک میں ضیاء المشائخ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی المدنی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ۸ رصفر ۱۴۰۲ھ کو بعد نماز جمعہ پروگرام ہوا۔ مہمانِ خصوصی صاحبزادہ مولانا فضل الرحمٰن القادری مدنی نے شرکت کی۔ مجمع کثیر میں متعدد نعت خوان ساتھیوں نے بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ نعت کے گلدستے پیش کئے۔ جس سے محفل بہت محظوظ ہوئی اور کیف و وجد کی حالت طاری رہی کوئی ایسی آنکھ نہ تھی جو پُرنم نہ تھی۔ پوری مسجد نعرہائے تکبیر و رسالت سے گونجتی رہی۔ مسجد کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ آخر میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں عربی میں دعا فرمائی۔ اللہ اللہ عجیب رقت آمیز پُرکیف منظر تھا۔ (شیر زمان ملک تبوک، سعودی)

ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ، ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

ماہنامہ المیزان، بمبئی

خلیفۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ، علامہ شاہ الحاج مفتی محمد ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی مدینہ منورہ میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ دار العلوم سنیہ اسلامپورہ، مالیگاؤں میں آپ کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ ہوا۔ قرآن خوانی ہوئی اور صلوٰۃ و سلام پر جلسہ ختم ہوا۔ مولا تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور وارثین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

(صدر المدرسین حنفیہ سنیہ، مالیگاؤں)

بذریعہ خط اطلاع ملی ہے کہ الحاج علامہ شاہ ضیاء الدین صاحب مرید و خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ جو کہ ایک عرصہ سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے ۳۰ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ کو مدینہ منورہ ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ط

ہم جمیع عہدیداران و اراکین آل انڈیا سنی لیگ بارگاہ خداوندی میں دعا گو ہیں کہ پروردگارِ عالم حضرت مولانا کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

محمد یسین انصاری سیکرٹری آل انڈیا سنی لیگ جونی مسجد کپاونڈ بمبئی ۸

جوارِ رسول کے مکین ، دیارِ رسول کے مقیم

ضیاء الملۃ والدین، حضرت علامہ الشاہ محمد ضیاء الدین قادری اشرفی مہاجر مدنی ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء / ۴ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۰۱ھ یوم جمعہ بوقت جمعہ کائنات کے مقدس ترین شہر مدینہ منورہ میں وصال کر گئے۔

اور روئے زمین کا مقدس ترین شہر خموشاں جنۃ البقیع میں سپرد خاک کئے گئے...

OBITUARY

Mar Hazrat Maulana Shah Mohammad Ziauddin Ahmed Madni Expired

On Friday 2nd October, 1981, Maulana Ziauddin Madni died while offering prayers. He was a centenarian so far as his age is concerned. He was a great theologian of Islam and a great spiritual personality of the present era. The circle of his religious services is wider. He was born in 1294 A.H. Class-walah, District Sialkot, Pakistan. His family had a background of religious scholars and saints (great spiritual leaders).

His ancestor Maulana Abdul Hakim Sialkoti was regarded among the top ranking theologians of India, and his books are still included in (Dars-e-Nizami) 'curriculum of theology.' During the age of Sultan Abdul Hamid of Turkey, he started giving Discourses on the 'Sayings of the Prophet' at Madina which continued for a very long period. At Madina he organised a weekly meeting (Mehfil-Meelad) giving talks on the life of the Holy Prophet (peace be upon him) and Muslims from all countries of the world namely Turkey, Indonesia, Egypt, Syria, Lebanon, Indo-Pak, China, America and Britain participated in it.

Maulana Ziauddin Madni R.A., was a great devotee of the Holy Prophet (peace be upon him). His admirers are scattered all over the world and a great number of his disciples exist in the sub-continent, Egypt, Libya, Syria, Saudi Arabia, Turkey, Afghanistan, Britain, Iraq etc. He was a wonderful portrait of knowledge and spirituality combined and for the whole of his life he served Islam and Muslims at large, following the footsteps of the Holy Prophet and the saints of Islam. His Salatul Janaza (last prayer) was offered in the Holy Haram (Prophet's Mosque) and was attended by thousands of his admirers and disciples. He was laid to rest in Jannatul-Baqi (the graveyard of Madina). We specially offer our Condolences to his son and successor Maulana Fazlur Rahman Qadri, Madni and all the family members.

On behalf of the members of the Editorial Board and the staff of the Message International, we offer our sincere condolences to the bereaved family. May Allah grant them enough courage and fortitude to bear this loss.

May Allah, his soul rest in peace. Amen.

حیاتِ ضیاء کا ایک ایک دن اعلاء کلمۃ الحق میں گزرا ، ایک ایک سانس اسلام و ایمان ، شریعت و طریقت اور فکر و آگہی کو جلا دینے میں صرف کی —

علامہ ضیاء الدین !

دینِ رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشربِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زندہ اور مقدس امانت تھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور اعلیٰ حضرت سیدنا اشرفی میاں

کی خلافت و اجازت نے

حضرت مہاجرِ مدنی کو مجمع البحرین بنا دیا تھا۔

۱۰۷ سال کی عمر میں ۸۰ سال جس پاک ذات کے در دربارِ رسول میں گزرے ہوں ، اس کے اوصاف شماری کون کر سکتا ہے۔

یادِ رسول سے وابستگی کا یہ فیضان ہی ہے کہ علامہ ضیاء کا مکان ۹۲ ہے۔ اور وہ مکان عالمِ اسلام کے علماء و مشائخ کی پناہ گاہ بھی ہے اور تربیت گاہ بھی !

جاتے جاتے حضرت علامہ فضل الرحمٰن مہاجر مدنی کے روپ میں ایک قابلِ صد احترام فرزند و جانشین عطا فرما گئے۔

ربِّ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و عظمت کے صدقے میں دونوں مہاجرین مدینہ کے ذریعے فیوض و برکات باطنی و ظاہری سے عالم کو مستفیض فرمائے۔

آمین

غمزدہ سوگوار

سید محمد جیلانی محامد — ماہنامہ المیزان بمبئی انڈیا شمارہ اگست و ستمبر ۱۹۸۱ء

رسالہ

من مراسلنا في المدينة المنورة

بسم الله الرحمن الرحيم

كلمة الشكر

"يا أيتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي" صدق الله العظيم

انتقل الى رحمة الله سيدي الوالد صاحب الفضيلة والارشاد الشيخ ضياء الدين أحمد القادري المدني ظهر يوم الجمعة رابع من ذي الحجة ١٤٠١ھ في المدينة المنورة .

نقدم خالص الشكر بواسطة مجلة الدعوة الاسلامية لكل من واسانا وقدم التعازي سواء شخصيا أو برقيا أو تلفونيا بهذه المناسبة ونخص بالشكر كل من سادتنا العلماء والمشائخ والمحبين والمريدين و ادارات الجمعيات الاسلامية .

ونسأل الله عز و جل أن يتغمد الفقيد بواسع رحمته ويسكنه فسيح جناته وأن لايريهم مكروه في عزيز لديهم . و انا لله و انا اليه لراجعون .

طالب الدعاء والداعي لكم

فضل الرحمن ضياء الدين القادري المدينة المنورة

(ماہنامہ "الدعوۃ" عربی کراچی، شمارہ نومبر ۱۹۸۱ء)

روزنامہ **امروز** لاہور، ملتان

راولپنڈی ۲ اکتوبر (پ پ رپورٹ) برصغیر کے ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین آج مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر ۱۰۶ برس تھی اور وہ ۷۰ برس پہلے سعودی عرب چلے گئے تھے ان کی ساری زندگی اسلام کی خدمت میں گزری تاہم وہ برصغیر کے مسلمانوں کے لیے آزاد وطن کے قیام کے حامی تھے۔ اور اس کے لیے سرگرمی سے کام کرتے رہے۔

لاہور ۳ اکتوبر اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے روحانی پیشوا شیخ ضیاء الدین احمد قادری گذشتہ روز مدینہ منورہ میں ایک سو سات سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ وہ ۷۵ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور انہوں نے ۷۰ مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ دینی تنظیموں کی طرف سے ان کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا ہے۔ مرحوم کی رسم قل کل صبح ۸ بجے جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ سے ہی ادا ہوگی۔ اس موقع پر علمائے کرام شیخ ضیاء الدین قادری کو خراج عقیدت پیش کریں گے۔

تنظیم المدارس کے ناظم مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی نے حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کی دینی اور قومی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ وہ بہترین محدث، عابد، زاہد، بے مثال عاشق رسول تھے۔ ان کی دینی خدمات دنیائے اسلام کے لیے بے مثل ہیں۔ جامعہ نظامیہ رضویہ کے ایک اجتماع میں جو مرکزی مجلس رضا کے زیر اہتمام ہوا، مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ خدام گنج بخش کے اجلاس میں جو میاں محمد سلیم حماد کی صدارت میں ہوا، حضرت شیخ طریقت کی وفات کو عالم اسلام کا بڑا عظیم نقصان قرار دیا گیا۔ دارالعلوم نعمانیہ میں قرآن خوانی کی گئی اور شیخ الحدیث مولانا اشرف الہی نے حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کو خراج عقیدت پیش کیا۔

کراچی ۳ اکتوبر سندھ کے صوبائی وزیر بلدیات جناب احمد یوسف آج مولانا شاہ احمد نورانی کے ہاں گئے اور مولانا ضیاء الدین مدنی کی فاتحہ خوانی میں شرکت کی۔ مولانا مدنی کا انتقال ایک سو سات برس کی عمر میں گزشتہ دنوں مدینہ منورہ میں ہوا تھا۔ فاتحہ خوانی میں ممتاز علماء اور شخصیات نے شرکت کی۔

لاہور ۱۰ اکتوبر۔ روحانی بزرگ مولانا ضیاء الدین قادری مدنی علیہ الرحمۃ کی یاد میں تعزیتی جلسہ زیر سرپرستی حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری زیر اہتمام میاں خلیل احمد شرقپوری ۱۵ اکتوبر کو بعد نماز عشاء جامع مسجد شیر ربانی اکبر روڈ چوک مدینہ وسن پورہ میں ہوگا۔

روزنامہ جنگ
لاہور

کراچی ۲ اکتوبر (نمائندہ جنگ) اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر روحانی پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی طویل علالت کے بعد ۱۰۱ برس کی عمر میں آج ایک بجے دن مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مولانا شیخ ضیاء الدین مرحوم ۷۵ برس سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے انہوں نے ۷۰ کے قریب حج کئے لیکن گذشتہ دس برس سے وہ مدینہ منورہ سے ایک میل بھی باہر نہ جاتے تھے کہ کہیں مدینہ منورہ سے باہر موت نہ آ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی۔ اور ذوالحجہ کے پہلے جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔ مولانا ضیاء الدین ۱۲۹۴ھ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ وہ ۲۰ برس کی عمر میں گھر سے بوجوہ ہجرت کر گئے اور حصول علم دین میں مشغول ہو گئے دوران تعلیم ہی بریلی تشریف لے جاتے۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی سے بیعت کی اور دورۂ حدیث کی تکمیل پر اعلیٰ حضرت نے مولانا ضیاء الدین احمد کو خرقۂ خلافت سے نوازا۔ خلافت پانے کے بعد وہ بغداد گئے۔ پانچ برس وہاں قیام کرنے کے بعد ۱۳۲۸ھ میں حجاز مقدس پہنچے اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ وہیں شادی کی۔ پاکستان میں مولانا کے ایک بھائی اور بہن مقیم ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی جو ان دنوں اندرون سندھ کے دورے پر ہیں کل نواب شاہ سے واپس آ رہے ہیں۔ ان کی رہائش گاہ پر ہفتہ اور اتوار کو عصر سے مغرب تک مولانا مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی ہوگی۔

کراچی ۲ اکتوبر (جنگ نیوز) اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر روحانی پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی آج بروز جمعہ نماز کے دوران مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۱۰۳ سال تھی۔ مولانا کے انتقال کی خبر ملتے ہی تمام اہلسنت علماء اور عوام سکتے میں آ گئے۔ مولانا ضیاء الدین، مولانا فضل الرحمٰن مدنی کے والد اور مولانا شاہ احمد نورانی کے دادا خسر تھے۔ مولانا نورانی نے اپنے تمام پروگرام منسوخ کر دیئے ہیں۔ اور وہ کل صبح کراچی پہنچ رہے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین مرحوم کو ایصال ثواب کے لیے کل ہفتہ ۳ اکتوبر اور اتوار ۴ اکتوبر کو بعد نماز عصر

نورانی میاں کی قیام گاہ پر قرآن خوانی ہوگی۔ مولانا شیخ ضیاء الدین گزشتہ ۷۰ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور چہار سمت سے آنے والے مسلمانوں کے لیے مدینہ منورہ میں ان کی ذات نہایت محترم تھی۔ مولانا نے تمام زندگی خدمت دین میں بسر کی۔ مولانا ضیاء الدین نے ۷۰ کے قریب حج کئے ہیں۔ اواخر عمر میں نہایت ضعیفی کے سبب سفر چھوڑ دیا۔ اور گزشتہ دس برس سے مدینہ منورہ سے باہر بھی نہیں جاتے تھے کہ کہیں مجھے مدینہ سے باہر موت نہ آ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی۔ اور ذوالحجہ کے پہلے جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔

مولانا ضیاء الدین ۱۲۹۴ھ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی شیخ عبدالعظیم تھا۔ ۲۲ برس کی عمر میں مولانا ضیاء الدین لاہور آ گئے اور حصول علم دین میں مشغول ہو گئے۔ حضرت مولانا غلام قادر صاحب بھیروی سے درس نظامی کی کتب پڑھیں اور پھر پیلی بھیت میں حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی سے دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کی۔ دوران تعلیم ہی بریلی شریف جاتے۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی سے بیعت ہوئے۔ دورۂ حدیث کی تکمیل پر اعلیٰ حضرت نے مولانا ضیاء الدین کو خرقۂ خلافت سے نوازا۔ مولانا ضیاء الدین خلافت پا کر بغداد شریف گئے اور پانچ برس وہاں قیام کرنے کے بعد ۱۳۲۸ھ میں حجاز مقدس پہنچے اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ اور وہیں دو مرتبہ شادی کی۔ ایک صاحب زادی اور ایک صاحب زادے حیات ہیں۔ باقی چھوٹی عمروں میں انتقال کر گئے۔ مولانا ضیاء الدین اردو، عربی، فارسی، پنجابی، انگریزی اور دیگر زبانیں عمدگی سے بولتے تھے عالم اسلام میں ان کی شخصیت نہایت محترم سمجھی جاتی تھی آخر عمر میں جوڑوں کے درد اور دیگر امراض نے اتنا کمزور کر دیا کہ مسجد میں بھی نہیں جا سکتے تھے مگر اپنے ملنے والوں سے ان کی شفقت مثالی تھی جس کے اپنے اور غیر سب معترف ہیں۔ پاکستان میں مولانا کے ایک بھائی اور بہن مقیم ہیں۔ ان کی پوتی مولانا شاہ احمد نورانی کی اہلیہ ہیں۔ مولانا کے مشہور خلفاء میں مولانا محمد شفیع اوکاڑوی قابل ذکر ہیں۔ نورانی میاں کے بھائی مولانا جیلانی جناب محمد احمد صدیقی، جناب صدیق راٹھور اور دوسرے اہل سنت رہنماؤں نے مرحوم کی وفات پر تعزیت کرتے ہوئے اسے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ نوجوان جناب کوکب نورانی نے شیخ الاسلام رہبر اہل سنت مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی کے انتقال پر گہرے صدمے اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مولانا کا وصال پاک و ہند بلکہ دنیا میں موجود تمام اہل سنت کے لیے شدید صدمے کا باعث اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی جانشینی اور نیابت کا صحیح حق ادا کیا اور اپنی تمام زندگی خدمت دین میں بسر کی۔

اداریہ

روزنامہ حُرّیت (کراچی)

۴ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

موت العالم موت العالَم

ممتاز عالم دین اور سالک راہ طریقت، حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی ۲ر گزشتہ روز ۱۱۰ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

گزشتہ صدی ہجری میں جن علماء و مشائخ نے مذہب اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور مقام مصطفےٰ کے تحفظ کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں ان میں مولانا ضیاء الدین مدنی کا اسم گرامی سر فہرست ہے۔ آپ برصغیر کے ممتاز عالم دین اور صاحب شریعت و طریقت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاںؒ کے آخری خلیفہ اور حضرت محدث سورتی کے شاگرد رشید تھے۔ مولانا ضیاء الدین مدنی کا قلب عشق مصطفےٰ سے سرشار تھا۔ اور یہی عشق ان کو دیار نبیؐ لے گیا، جہاں ۷۰ سال مستقل قیام کے بعد آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

مولانا ضیاء الدین مدنی کی صحبت کیمیا اثر نے بے پناہ افراد کے دیدہ و دل کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ آپ سلف الصالحین کی منہ بولتی تصویر اور خلق مصطفوی کے مظہر تھے۔ پورے عالم اسلام سے علماء، و مشائخ، مفکرین اور دانشور آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے اور آپ کے روحانی فیوض و برکات سے بہرہ مند ہو کر بھٹکی ہوئی انسانیت کو حق و صداقت کی راہ دکھاتے رہے ہیں۔ آپ کے ارادتمندوں کی ایک بڑی تعداد پورے عالم اسلام میں پھیلی ہوئی ہے۔ خصوصاً پاکستان میں آپ کے خلفاء اور مریدین بکثرت موجود ہیں۔

ہم مولانا ضیاء الدین مدنی کے صاحبزادے حضرت مولانا فضل الرحمٰن (مقیم مدینہ) آپ کے خلفاء اور ارادت مندوں سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے ہیں کہ وہ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے۔ (آمین)

اعلیٰ حضرت کے ممتاز خلیفہ مولٰنا ضیاء الدین مدینہ منورہ میں وفات پا گئے

انتقال حالت نماز میں ہوا۔ آج اور کل مولانا نورانی کے گھر پر قرآن خوانی ہوگی

کراچی ۲ر اکتوبر (جنگ نیوز) اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر روحانی پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی آج بروز جمعہ نماز کے دوران مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکی عمر ۱۰۰ برس تھی۔ مولانا کے انتقال کی خبر پھیلتے ہی تمام اہل سنت علماء اور عوام میں صف ماتم بچھ گئی۔ مولانا ضیاء الدین، مولانا فضل الرحمٰن مدنی کے والد اور مولانا شاہ احمد نورانی کے دادا پیر تھے۔ مولانا نورانی نے اپنے تمام پروگرام منسوخ کر دیئے ہیں اور وہ کل صبح کراچی واپس پہنچ رہے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین مرحوم کو ایصال ثواب کے لئے کل ہفتہ ۳ر اکتوبر اور اتوار ۴ر اکتوبر کو ان کی قیامگاہ پر قرآن خوانی ہوگی۔ مولانا شیخ ضیاء الدین گزشتہ ۷۰ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور [illegible] سے آنے والے مسلمانوں کے لئے مدینہ منورہ میں ان کی ذات نہایت محترم تھی۔ مولانا نے تمام زندگی خدمت دین میں بسر کی۔ مولانا ضیاء الدین نے ۷۰ کے قریب حج کئے ہیں۔ آخر عمر میں نہایت ضعیفی کے سبب سفر چھوڑ دیا اور گزشتہ ۱۰ برس سے مدینہ منورہ سے باہر بھی نہیں جاتے تھے کہ کہیں مدینہ سے باہر موت نہ آ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی اور ذوالحجہ کے پہلے جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔

مولانا شیخ ضیاء الدین وفات پا گئے

کراچی ۲ر اکتوبر (نمائندہ جنگ) اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر روحانی پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی طویل علالت کے بعد ۱۰۰ برس کی عمر میں آج ایک بجے دن مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مولانا شیخ ضیاء الدین مرحوم ۷۰ برس سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے انہوں نے ۷۰ کے قریب حج کئے لیکن گزشتہ دس برس سے وہ مدینہ منورہ سے ایک میل بھی باہر نہیں جاتے تھے کہ کہیں مدینہ منورہ سے باہر موت نہ آ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی اور ذوالحجہ کے پہلے جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔ مولانا ضیاء الدین ۱۲۹۳ھ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے وہ ۲۲ برس کی عمر میں گھر سے بغرض ہجرت کر گئے اور حصول علم دین میں مشغول ہو گئے دوران تعلیم بریلی تشریف لے گئے۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی سے بیعت کی اور دورہ حدیث کی تکمیل پر اعلیٰ حضرت نے مولانا ضیاء الدین احمد کو خرقۂ خلافت سے نوازا۔ خلافت پانے کے بعد وہ بغداد گئے پانچ برس وہاں قیام کرنے کے بعد ۱۳۲۲ھ میں حجاز مقدس پہنچے اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ وہیں شادی کی۔ پاکستان میں مولانا کے ایک بھائی اور بہن مقیم ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی جو ان دنوں سندھ کے دورے پر ہیں کل نواب شاہ سے واپس آ رہے ہیں ان کی رہائش گاہ پر ہفتہ اور اتوار کو عصر اور مغرب کے درمیان مولانا مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی ہوگی۔

لاہور ۳ر اکتوبر (پریس ریلیز) صدر دار الفاضل سوسائٹی کے اجلاس میں مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات کو مسلمانان عالم کے لیے ایک عظیم نقصان قرار دیا گیا اور ان کی دینی اور روحانی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اور اجلاس میں مرحوم کے لیے دعائے مغفرت بھی کی گئی۔

کراچی کے شہریوں کو ہفتہ ۳ر اکتوبر کے اخبارات کے ذریعے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کے خلیفہ ممتاز عالم دین شیخ طریقت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر نے سوگوار کر دیا۔ مولانا مدنی گذشتہ ۷۰ سال سے مدینۃ النبی میں قیام پذیر تھے ان کا آبائی وطن سیالکوٹ تھا۔ لیکن مدینہ شریف پہنچے تو گنبد خضرا کی بہاروں نے انہیں اپنا گرویدہ بنا لیا، اور وہیں کے ہو رہے ان کی عمر انتقال کے وقت ۱۱۰ سال تھی اور وہ گذشتہ کئی سالوں سے علیل تھے۔ لیکن پھر بھی ان کا وجود گرامی نہ صرف یہ کہ ملت اسلامیہ کے اتحاد کی علامت تھا بلکہ ان کا مسکن، مدینہ منورہ میں باب مجیدی کے [illegible]

میں عاشقانِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مرکزِ رشد و ہدایت تھا۔ مجھے بھی حضرت کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا ہے۔ نورانی چہرہ، نرم اور دل کو گرویدہ کرنے والی گفتگو اور سچے عاشقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہر وقت سنتِ مصطفیٰ کی تبلیغ ان کا شعار تھا۔ عالمِ اسلام میں جو بھی ایک بار ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا پھر ایسا کبھی نہیں ہوا کہ وہ دوبارہ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں گیا ہو اور مولانا ضیاء الدین کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہو۔ مولانا نمازِ عشاء کی نماز کے بعد بلاناغہ میلاد کی مختصر محفل کا اور لنگر کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا۔ ان کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن مدنی خود بھی متقدر عالمِ دین ہیں انہیں اپنے والد کا علم اور خصوصیات گویا ورثہ میں ملا ہے۔ میں دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا ہوں اور مدینہ شریف میں قیام کے دوران ان کی شفقت کے نقوش آج بھی دل پر قائم ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن مولانا شاہ احمد نورانی کے خسر ہیں۔ اسی نسبت سے بھی کراچی میں جیسے ہی مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال کی اطلاع ملی مولانا نورانی کی قیام گاہ پر تعزیت کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ جمعہ اور اتوار کو مولانا نورانی کی قیام گاہ پر قرآن خوانی کا سلسلہ جاری رہا۔ دارالعلوم امجدیہ میں ایک تعزیتی اجلاس ہوا جس میں مولانا ظفر علی نعمانی علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، شاہ فریدالحق اور مفتی وقارالدین نے خطاب کیا۔ جامع مسجد عیدگاہ میں اتوار کی شب تعزیت کے سلسلے میں مرکزی جلسۂ عام، جماعت اہلِ سنت کراچی (جس کے صدر مولانا غلام دستگیر افغانی ہیں) کے زیرِ اہتمام منعقد ہوا، جس میں متعدد علمائے کرام، سماجی کارکن اور سیاسی رہنماؤں نے مولانا ضیاء الدین مدنی کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اور ان کے وصال کو عالمِ اسلام کے لیے عظیم نقصان قرار دیا۔

کراچی ۳ اکتوبر (اسٹاف رپورٹر) مولانا ضیاء الدین مدنی کے مدینہ منورہ میں انتقال پر مختلف مذہبی رہنماؤں نے تعزیت کا اظہار کیا۔ جماعت اہلسنت کراچی کے صدر شیخ الحدیث مولانا محمد رمضان، ناظم اعلیٰ مولانا منظور الحق، خان محمد بڑیچ اور مولانا عبدالمجید اشرفی نے ایک بیان میں کہا ہے، علامہ ضیاء الدین کا انتقال عالمِ اسلام کے لیے ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ مرحوم نے اپنی ساری زندگی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں کی پیروی اور عقیدت میں صرف کر دی۔ ادھر ۴ اکتوبر بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد فاروقی منظور کالونی محمود آباد میں مولانا ضیاء الدین کے سلسلے میں تعزیتی جلسہ عام سے مولانا منظور الحق، صوفی غلام حسین، مولانا محمد بخش شہید، مولانا سراج احمد نوری اور مولانا محمد شفیع اوکاڑوی خطاب کریں گے۔ جماعت اہلِ سنت کے رہنما مولانا غلام دستگیر افغانی اور مولانا شاہ تراب الحق قادری نے کہا ہے کہ مفتی محمد ضیاء الدین قادری مدنی عاشقانِ مصطفیٰ کے دلوں کی دھڑکن اور ان کی عقیدت کا مرکز تھے۔ عالم کے جید علماء ومشائخ آپ سے شرفِ بیعت رکھتے تھے۔ پاکستان میں آپ کے خلفاء کی مذہبی و ملی خدمات سے آپ کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

استحکام پاکستان کونسل کے رہنماؤں جناب محمد نفیس خان ایرا بادی، نفیس خان، محمد عثمان، عثمان غنی تاجدار القادری نے ایک مشترکہ بیان میں ممتاز عالمِ دین مفتی ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے مرکزی انجمن محبانِ رسول کے صدر علامہ سید محمد ریاض الدین سہروردی نے مولانا ضیاء الدین مدنی کے وصال پر تعزیت کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین عالم باعمل اور صحیح معنوں میں درویش کامل تھے۔

کراچی ۳ اکتوبر (اپ ر) عالمِ اسلام کے ممتاز روحانی پیشوا اور اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کے خلیفہ مولانا شاہ محمد ضیاء الدین احمد مدنی کے ایصالِ ثواب کے سلسلے میں آج مولانا شاہ احمد نورانی کی قیام گاہ پر قرآن خوانی ہوئی جس میں مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، پروفیسر شاہ فرید الحق، مولانا ظفر علی خان، مفتی ظفر علی نعمانی، مفتی شجاعت علی قادری، قاری رضاء المصطفیٰ، مولانا شاہ محمد جیلانی، مفتی غلام قادر کشمیری مولانا شوکت حسین خان، مولانا غلام دستگیر افغانی، مولانا شاہ تراب الحق قادری، مولانا منظور الحق، مولانا علی نواز سعیدی محمد حنیف حاجی طیب، مولانا جمیل احمد نعیمی، مولانا ابوالخیر مولانا رجب علی نعیمی، قاری محمد ظفر، صوفی عبد جبار، حاجی ایاز خان نیازی اور متعدد علمائے کرام کے علاوہ جناب نسیم فاروقی ایڈووکیٹ، جناب قاضی نفیس ایڈووکیٹ ڈاکٹر محمد اقبال صدیقی، ڈاکٹر محمد سلیم میمن، پروفیسر عبدالصمد قادری، حاجی انوار قریشی، انوار الحق ایڈووکیٹ اور دیگر معززین شہر نے شرکت کی۔ کل بعد نماز عصر تا مغرب سوئم کے سلسلے میں ختمِ قرآن خوانی ہوگی۔

آج مولانا نورانی کی قیام گاہ پر تعزیت کرنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ ممتاز عالمِ دین مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے علامہ مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری، مدنی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا ضیاء الدین مرحوم ایک جامع الصفات روحانی بزرگ اور بہت بڑے عالم تھے۔ ان کی وفات ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ صاحبزادہ پیر سید محمد علی شاہ، مولانا غلام حیدر، صوفی محمد لطیف نقشبندی اوکاڑوی اور حاجی محمد عظیم نقشبندی نے بھی مولانا ضیاء الدین احمد کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔

ملتان ۳ اکتوبر (اسٹاف رپورٹر) جماعت اہلِ سنت پاکستان کے مرکزی صدر علامہ سید احمد سعید کاظمی نے مولانا شاہ احمد رضا خاںؒ کے خلیفہ اول مولانا مفتی ضیاء الدین مدنی کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرحوم گزشتہ ساٹھ برس سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور وہ برصغیر پاک و ہند اور اہلِ حجاز کے فاضل علماء کا مرجع بنے ہوئے تھے وہ آج مدرسہ انوار العلوم ملتان میں ایک تعزیتی اجلاس سے خطاب کر رہے تھے علامہ کاظمی نے کہا کہ مفتی ضیاء الدین مدنی کے انتقال سے دنیائے اسلام میں زبردست خلا پیدا ہو گیا ہے جس کی تلافی کرنا مشکل ہے۔

دریں اثناء وزارتِ اسلامی مشن ضلع ملتان کے صدر مفتی ہدایت اللہ پسروری اور دیگر عہدیداروں نے مولانا ضیاء الدین مدنی کی وفات پر اظہارِ تعزیت کی۔

۱۹ اکتوبر (پ ر) مولانا الشیخ ضیاء الدین مدنی کو ایصال ثواب اور سوئم کے سلسلے میں آج مولانا شاہ احمد نورانی کی رہائش گاہ پر قرآن خوانی ہوئی جس میں علمائے کرام اور عوام نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ ان میں مولانا جیلانی صدیقی، مولانا غلام دستگیر، الطیب اللہ دسایا، مولانا اقبال نعیمی، صوفی ایاز خان نیازی، جناب محمد احمد صدیقی، مولانا ابرار احمد رحمانی، شاہ تراب الحق، مولانا اطہر نعیمی، حاجی محمد حنیف طیب شامل تھے۔ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے بھی آج شام مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی قیام گاہ پر جاکر ان کے دادا خسر مولانا الشیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی کے انتقال پر اظہار تعزیت کی۔

جدہ ۱۶ اکتوبر (جنگ نیوز) تحریک پاکستان کے بزرگ راہنما قاضی حکیم شاہد علی وارثی جو آجکل حج بیت اللہ اور زیارات مقامات مقدسہ کے لیے سعودی عرب آئے ہوئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کے خلیفہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور کہا کہ مرحوم ایک عظیم ہستی تھے۔ حکیم شاہد علی وارثی نے کہا کہ انتقال کے چند روز پہلے مجھے ان سے شرف نیاز حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

کراچی ۱۷ اکتوبر۔ مرکزی انجمن میلاد کمیٹی ماڈل کالونی (رجسٹرڈ) کے ناظم اعلیٰ عبدالقیوم سحر اور مجلس عاملہ کے رکن محمد ہاشم صدیقی سٹوڈنٹ ایکشن کمیٹی کے چیئرمین سہیل اختر صدیقی نے اپنے مشترکہ بیان میں مولانا ضیاء الدین مدنی کے مدینہ منورہ میں انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا۔

کراچی ۱۰ اکتوبر (پ ر) مرکزی انجمن عندلیبان ریاض رسول کے زیر اہتمام مولانا ضیاء الدین مدنی کے ایصال ثواب کے لیے گزشتہ روز جامع بغدادی مسجد مارٹن روڈ میں محفل نعت کا انعقاد کیا گیا۔ علامہ سید ریاض الدین سہروردی نے صدارت کی۔ اور مولانا ضیاء الدین مدنی کی علمی اور روحانی خدمات پر روشنی ڈالی۔ شیخ ریاض الدین سہروردی، عبدالرؤف بھٹی، قاری اعجاز الدین اور محمد شاہد محمد اقبال نے سرور کائنات کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

کراچی ۱۱ اکتوبر (پ ر) مولانا ضیاء الدین مدنی کی وفات کے سلسلے میں ایک جلسہ مرکزی مجلس امجدیہ کے زیر اہتمام جامع مسجد المصطفیٰ اسلام نگر اورنگی ٹاؤن میں بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ اس موقع پر حاجی محمد حسین نے اپنے خطاب میں مولانا مرحوم کی علمی و ادبی اور دینی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔

کراچی ۱۲ اکتوبر (پ ر) مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ بروز اتوار ۱۴ اکتوبر صبح دس بجے دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ میں منعقد ہوگا۔ جلسے سے مفتی ظفر علی نعمانی، شیخ الحدیث مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا وقار الدین، مولانا محمد حسن حقانی، قاری رضاء المصطفیٰ اور پروفیسر شاہ فرید الحق خطاب فرمائیں گے۔ نیز جلسے سے قبل محفل قرآن خوانی برائے ایصال ثواب منعقد ہوگی۔

حیدرآباد ۲۲ اکتوبر (جنگ نیوز) ورلڈ اسلامک مشن حیدرآباد کے سیکرٹری جنرل غلام عباس قادری نے ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی کے دادا خسر برصغیر کے ممتاز روحانی پیشوا عالم باعمل اور شیخ طریقت حضرت علامہ مفتی ضیاء الدین احمد مدنی قادری رضوی کی وفات پر تعزیت کی اور فاتحہ پڑھی۔ اس موقع پر شرقپور شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری، سابق میئر قاسم حسین خادم، نور محمد ہاشمی، جماعت اہل سنت سندھ کے صدر پیر نور شاہ قاسمی اور ناظم اعلیٰ مولانا علی بخش کے علاوہ بلدیہ حیدرآباد کے میئر [illegible] نے مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات پر دلی تعزیت کی اور فاتحہ خوانی کی۔

کراچی ۲۶ اکتوبر (پ ر) انجمن فدایان مصطفیٰ کے پریس ریلیز کے مطابق مولانا ضیاء الدین مدنی کی یاد میں محفل میلاد ۲۹ اکتوبر کو بعد نماز عصر تا عشاء آستانہ عالیہ قادریہ حضرت پیر نیاز احمد قادری کی کوٹھی واقع ۱۷ کے خانہ فضیل کالونی ڈرگ کالونی میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس کی صدارت زائر حرمین شریفین حضرت قبلہ پیر نیاز احمد قادری کریں گے جبکہ شیخ الحدیث علامہ عبدالسبحان قادری مہمان خصوصی ہوں گے۔

سکھر ۲۴ اکتوبر (نامہ نگار جنگ) انجمن نوجوانان اہل سنت میر پنڈ کے صدر عبدالرزاق، سیکرٹری محمد اشرف، اہل سنت سکھر کے صدر حاجی قمر الدین، جنرل سیکرٹری قاری فقیر محمد طوبی نے مدینہ منورہ میں ممتاز عالم دین اور مولانا نورانی کے دادا خسر مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کے انتقال پر رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ مولانا اسلام کے لیے ایک بڑی شخصیت تھے ان کی وفات ملت اسلامیہ کا عظیم نقصان ہے۔

کراچی ۱۲ نومبر (پ ر) مولانا شاہ [illegible] کے چہلم کے موقع پر بزم رضا کی جانب سے جامع مسجد کھوڑی گارڈن میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے علامہ شاہ احمد نورانی نے کہا کہ علامہ کا انتقال عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ انہوں نے کہا جید عالم دین کی موت درحقیقت عالم کی موت ہے۔ علامہ نے کہا مرحوم جامع صفات کے مالک اور عشق رسول سے سرشار تھے آپ اعلیٰحضرت کے صحیح جانشین تھے وہ زندگی بھر اعلیٰحضرت کے مشن کی ترجمانی کرتے رہے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے علامہ قاری مصلح الدین صدیقی نے کہا کہ علامہ ضیاء الدین نے اپنی زندگی کے ۷۰ برس حضور اکرم محبت حضرت الشیخ کے ذریعہ دین متین کی خدمت اور مسلمانوں کے اتحاد کے لیے گزارے۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری نے کہا کہ علامہ نے اپنی تمام زندگی دین اسلام کی سربلندی کے لیے وقف کر رکھی تھی آپ نے لوگوں کے دلوں کو عشق رسول سے روشن کیا۔ جماعت اہلسنت کے ناظم اعلیٰ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے کہا کہ علامہ کی شخصیت رفعت و عظمت مرتبہ اور وقار کے لحاظ سے مثالی تھی۔ جلسہ سے حنیف حاجی طیب و دیگر قائدین نے بھی خطاب کیا۔ جلسہ کے آخر میں مولانا احمد رضا خان بریلوی کے خلیفہ مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دعا خیر کی گئی۔

نوائے وقت

مولانا ضیاء الدین مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے

راولپنڈی ۴ اکتوبر (ریڈیو رپورٹ) برصغیر کے ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین آج مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر ۱۱۱ برس تھی اور وہ ساٹھ برس پہلے سعودی عرب چلے گئے تھے۔ ان کی ساری زندگی اسلام کی خدمت میں گزری۔ تاہم وہ برصغیر کے مسلمانوں کے لئے آزاد وطن کے قیام کے حامی تھے اور اس کے لئے سرگرمی سے کام کرتے رہے۔

مدینہ منورہ ۴ اکتوبر (ریڈیو رپورٹ) تحریک پاکستان کے جاں نثار کارکن، مسلمانان برصغیر کے عظیم رہنما اور ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین مدنی آج مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر ایک سو اسی برس کی تھی۔ اور وہ کافی عرصہ سے دیار رسولؐ میں قیام پذیر تھے۔ وہ برصغیر میں مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کے قیام پر جوش حامیوں میں سے تھے۔ مولانا ضیاء الدین احمد قادری کا تعلق سیالکوٹ سے تھا۔ اور وہ مولانا شاہ احمد نورانی کی اہلیہ محترمہ کے دادا تھے۔

مدینہ منورہ ۴ اکتوبر (ریڈیو رپورٹ) تحریک پاکستان کے جاں نثار کارکن مسلمانانِ برصغیر کے عظیم رہنما اور ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین احمد آج مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر ۱۱۱ برس تھی اور وہ کافی عرصہ سے دیار رسولؐ میں قیام پذیر تھے۔ وہ برصغیر میں مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کے قیام کے پرجوش حامیوں میں سے تھے۔

لاہور ۴ اکتوبر (اپنے سٹاف رپورٹر سے) عالم اسلام کے ممتاز دینی رہنما حضرت شیخ ضیاء الدین مدنی ایک متبحر عالم دین اور سچے عاشق رسول تھے۔ انہوں نے تحریک خلافت برصغیر کی کئی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ ان کے گذشتہ روز مدینہ منورہ میں انتقال پر پاکستان کے دینی حلقوں میں انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا گیا ہے۔ دینی تنظیموں اور علمائے کرام نے مرحوم کی دینی اور ملی خدمات پر شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

لاہور ۴ اکتوبر (ڈاک) مدینہ منورہ سے آمدہ اطلاعات کے مطابق صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نے مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کے انتقال پر دلی تعزیت کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ دنیائے اسلام کی مایہ ناز شخصیت تھے۔ آپ کے دینی اور ملی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ کے وصال سے دنیائے اسلام ایک متبحر عالم دین، روحانی پیشوا اور عاشق رسولؐ سے محروم ہو گئی۔ انہوں نے ان کے درجات کی بلندی اور سوگواران کے لیے صبر کی دعا کی ہے۔

لاہور ۴ اکتوبر (پریس ریلیز) مسلم فاضل سوسائٹی کے اجلاس میں مولانا ضیاء الدین مدنی کی وفات کو مسلمانان عالم کے لیے ایک عظیم نقصان قرار دیا گیا اور ان کی دینی اور روحانی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ اجلاس میں مرحوم کے لیے دعائے مغفرت بھی کی گئی۔

نیز دارالعلوم نعمانیہ میں بھی شیخ العرب و العجم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد کی وفات حسرت آیات کی خبر پہنچنے پر اساتذہ و طلبہ کا ایک مشترکہ اجلاس ہوا جس میں قرآن خوانی کی گئی۔ شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق نے خطاب کیا۔ اور مولانا مرحوم کی دینی و ملی خدمات پر خراج عقیدت پیش کیا۔

ادارہ مسلم فاضل سوسائٹی کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں حضرت شیخ العالم ضیاء الدین احمد کی وفات حسرت آیات کو مسلمانان عالم کے لیے ایک نقصان عظیم قرار دیا۔

تنظیم المدارس پاکستان کے ناظم اعلیٰ مفتی عبد القیوم ہزاروی نے ایک تعزیتی بیان میں حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات پر رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ مرحوم اسلاف کی قابل قدر یادگار، مسلم عالم دین اور سچے عاشق رسول تھے۔ انہیں عالم اسلام کی کئی تحریکوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ اور ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ مسلمانوں کی علمی خدمت میں گزرا۔ بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ مرحوم مولانا نے تحریک خلافت میں ترکی خلافت کے خلاف سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لیے جدوجہد کی اور بعد میں متحدہ ہندوستان کی سیاسی قیادت کے رویے سے مایوس ہو کر دیار رسول میں چلے گئے وہ آخری دم تک روضہ رسول کی چھاؤں میں زندگی بسر کرتے رہے۔ دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں آپ کے عقیدت مند اور وابستگان موجود نہیں۔ وہ [illegible] وقت [illegible] قدرت [illegible] مقصد نصیب [illegible] اور یہ شایان عاشقِ رسول

تھے ان کی وفات عظیم سانحہ ہے۔

خدام گنج بخشؒ کا ایک ہنگامی تعزیتی اجلاس زیر صدارت صاحبزادہ میاں محمد سلیم حماد سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخشؒ صدر تنظیم منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا شیخ ضیاء الدین قادری مدنی کے وصال پر ایک قرار داد تعزیت پاس کی گئی جس میں آپ کی وفات کو عالم اسلام کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا۔

جامعہ نظامیہ میں منعقد ایک تعزیتی اجتماع میں جو مرکزی مجلس رضا کے صدر حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مولانا مرحوم کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ مقررین نے کہا کہ آپ عالم اسلام کی عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز تھے آپ نے مسلمانان عالم کی دینی اور علمی راہنمائی کا فرض انجام دیا۔ مرحوم مولانا کی زندگی کا سرمایہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت تھا جس کے طفیل آپ کو ستر برس تک دیار رسول میں رہنے کی سعادت ملی۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، مفتی عبد القیوم ہزاروی، [illegible] کے مدیر سید ارشاد احمد عارف، مولانا محمد رشید نقشبندی، مولانا محمد صدیق ہزاروی، سید خورشید احمد گیلانی اور حاجی ممتاز احمد [illegible] بھی شریک ہوئے۔

مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی یاد میں زیر سرپرستی صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری ۱۸ اکتوبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامع مسجد شیر ربانی اکبر روڈ چوک مدینہ دسن پورہ لاہور میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوگا۔ جس میں ممتاز علماء و مشائخ خطاب کریں گے۔

مدینہ منورہ ۲۲ اکتوبر (رپ) برصغیر پاک وہند کے ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین کا آج یہاں انتقال ہوگیا۔ ان کی عمر ۱۱۱ برس کی تھی۔ وہ ۷۰ برس پیشتر ترک وطن کرکے چلے گئے تھے، یہاں وہ درس و تدریس میں وقت گزارتے تھے۔ مولانا ضیاء الدین مرحوم، مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے خلفاء میں سے تھے وہ کالعدم جمعیت العلمائے پاکستان کے سربراہ کی اہلیہ بیگم شاہ احمد نورانی کے دادا تھے۔

جہانیاں ۲۴ اکتوبر (نامہ نگار) جماعت اہلسنت کے زیر اہتمام ممتاز عالم دین اور محدث مولانا مفتی ضیاء الدین احمد مدنی مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کے لیے مقامی جامع مسجد حبیبیہ میں قرآن خوانی کی گئی جس میں مدرسہ جامع غوثیہ کے طلبہ نے شرکت کی۔

ملتان ۲۴ اکتوبر (اپ پ) مولانا ضیاء الدین قادری کی وفات پر آج یہاں وحدت کالونی میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں طاہر پیرزادہ، طارق محمود چشتی، محمد حسین دیپالپوری، اور محمد انور عاقل نے شرکت کی۔

کراچی ۲۲ اکتوبر (اپ پ) مولانا ضیاء الدین خلیفہ مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رح کی وفات کے سلسلہ میں مرکزی مجلس فیض رضا کراچی کے زیر اہتمام جامع مسجد المصطفیٰ اسلام نگر اورنگی ٹاؤن میں بعد نماز مغرب تعزیتی جلسہ کا اہتمام کیا گیا اس جلسہ سے مرکزی فیض رضا کراچی کے عہدیداران نے خطاب کیا۔ سرپرست مرکزی مجلس فیض رضا نے اپنے خطاب میں مولانا ضیاء الدین مدنی مرحوم کی علمی و ادبی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔ صدر مرکزی مجلس فیض رضا چودھری امیر خان نے مولانا ضیاء الدین مدنی مرحوم کی علمی و دینی خدمات پر انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ سیکرٹری جنرل محمد احسان اللہ نے مولانا ضیاء الدین مدنی مرحوم کی عشق مصطفیٰ میں سرشار زندگی کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی جلسہ سے نائب صدر اور خازن حاجی لال حسین و صوفی امانت علی نے خطاب کیا۔ آخر میں خطیب جامع مسجد مولانا گل محمد نے مولانا ضیاء الدین مدنی مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔

لاہور ۲۴ اکتوبر۔ انجمن طلباء اسلام کے بعض سابق رہنماؤں محمد اقبال اظہری، صاحبزادہ میاں منیر منظر پوری، احمد علی چشتی اور ہدایت اللہ عاجز نے ایک مشترکہ اخباری بیان میں مدینہ منورہ میں مقیم ممتاز عالم دین اور فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کے خلیفہ شیخ العرب مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ ان رہنماؤں نے شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کی دینی اور قومی خدمات پر زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ مولانا مرحوم نے اپنی تمام زندگی اتباع سنت میں گزار دی۔ تحریک پاکستان کے دوران مولانا مرحوم نے ہندو پاک میں اپنے لاکھوں مریدوں کو اس تحریک میں شامل ہونے کی ہدایت کی تھی انہوں نے وہابیت کے خلاف جدوجہد کی اور آخری دم تک جاری رکھی۔

روزنامہ مشرق

ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین قادری انتقال کرگئے

کراچی ۲۴ اکتوبر (اپ پ) ممتاز عالم دین حضرت مولانا ضیاء الدین قادری مدنی آج مدینہ طیبہ میں ۱۱۱ سال کی عمر میں انتقال کرگئے۔ یہ بات یہاں موصول ہونے والی ایک اطلاع میں بتائی گئی ہے۔ مولانا مدنی کا تعلق پاکستان کے شہر سیالکوٹ سے تھا لیکن گزشتہ پچاس سال سے وہ مدینہ میں مسجد نبوی کے بالکل سامنے ایک مکان میں رہائش پذیر تھے۔ مولانا قادری مدنی، مولانا شاہ احمد نورانی کی اہلیہ کے دادا تھے۔ مولانا کے انتقال کی خبر سن کر مولانا شاہ احمد نورانی نواب شاہ سے واپس کراچی آ رہے ہیں۔ جہاں مولانا شاہ احمد نورانی کی رہائش گاہ پر بعد نماز مغرب کے درمیان قرآن خوانی ہوگی۔ اس موقع پر پروفیسر شاہ فرید الحق نے اپنے بیان میں مولانا مدنی کے انتقال پر تعزیت کی ہے۔

کراچی ۲۴ اکتوبر (اپ پ) ممتاز عالم دین حضرت مولانا ضیاء الدین قادری مدنی آج مدینہ طیبہ میں ۱۱۱ سال کی عمر میں انتقال کرگئے۔ یہ بات یہاں موصول ہونے والی ایک اطلاع میں بتائی گئی ہے۔ مولانا مدنی کا تعلق پاکستان کے شہر سیالکوٹ سے تھا۔ لیکن گزشتہ پچاس برس سے وہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے سامنے ایک مکان میں رہائش پذیر تھے۔ مولانا قادری مدنی، مولانا شاہ احمد نورانی کی اہلیہ کے دادا تھے۔ مولانا کے انتقال کی خبر سن کر مولانا شاہ احمد نورانی نواب شاہ سے واپس کراچی آ رہے ہیں۔ کل مولانا شاہ احمد نورانی کی رہائش گاہ پر بعد نماز مغرب کے درمیان قرآن خوانی ہوگی۔ اس موقع پر شاہ فرید الحق نے اپنے بیان میں مولانا مدنی کے انتقال کی تعزیت کی۔

لاہور ۲۴ اکتوبر (اپ پ) ممتاز مذہبی رہنما مولانا ضیاء الدین مدنی جن کا کل مدینہ منورہ میں انتقال ہوگیا تھا۔ ان کے لیے قل خوانی اتوار کو صبح ۸ بجے سے ۹ بجے تک جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں ہوگی۔ اس موقع پر قرآن خوانی ہوگی اور مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کیا جائے گا۔

کراچی ۲۴ اکتوبر (اپ پ) مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے نائب مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات کے سلسلے میں ایک تعزیتی اجلاس آج دارالعلوم امجدیہ میں منعقد ہوا۔ جس سے خطاب کرتے ہوئے مفتی ظفر علی نعمانی نے کہا کہ علم و فضل اور تقویٰ میں مولانا مدنی کا مقام بے حد بلند تھا۔ اور آپ کی بزرگی اور عشق رسول کو سند کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا نے دیار عرب میں اعلیٰ حضرت بریلوی کے مشن کو جاری رکھا۔ مرحوم پاکستان میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے دلی تمنا رکھتے تھے اور متعدد بار انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کیا۔ مفتی ظفر علی نعمانی نے کہا کہ مرحوم مولانا ضیاء الدین مدنی پاکستان کو اسلام کا قلعہ سمجھتے تھے اور اس سے بے حد محبت کرتے تھے۔ اس موقع پر مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری نے مولانا مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے رنگ و

پہلے ہی جذبۂ عشقِ رسول سمایا ہوا تھا۔ اور مولانا کی ذات
اسکی پیکر تھی۔ اسی موقع پر مقررین نے مولانا کی دینی و
ملی خدمات کو شاندار طور پر خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔
دیں اثنا جلسے سے مفتی وقار الدین، مولانا تقدس علی خان
رضوی، محمد حنیف حاجی طیب، مولانا ابرار رحمانی، الحاج
زاہد علی صدیقی اور معین الدین چشتی نے بھی خطاب کیا۔

لاہور ۲۰ اکتوبر (پ ر) علماء کونسل سوادِ اعظم پاکستان
کے ہنگامی اجلاس میں جو علامہ محمود احمد رضوی کی
صدارت میں ہوا۔ عالمِ اسلام کے ممتاز عالمِ دین
مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر اظہارِ رنج و غم
کیا گیا۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے
مرحوم کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔ ادارہ تبلیغ کے
امیر امین الحسنات سید خلیل احمد قادری نے بھی مولانا
مدنی کی وفات پر تعزیت کی ہے۔

انجمن فریدیہ غفوریہ لاہور کا ہنگامی اجلاس جامع مسجد
دربار کلیالی میں زیرِ صدارت مولانا حاجی عنایت احمد منعقد ہوا۔
جس میں شیخ عالم مولانا ضیاء الدین مدنی قادری کی وفات
پر اظہارِ غم کیا گیا۔ اجلاس سے مولانا فیض اللہ صدیقی، سائیں
نذیر فریدی کا ناظم نذر محمد اور سید گلزار حسین شاہ
نے خطاب کیا۔ انہوں نے مرحوم کی ملی اور دینی خدمات
کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

HURRIYET
حریت
کراچی

کراچی ۲۰ اکتوبر (اسٹاف رپورٹر) مولانا احمد رضا
خان فاضل بریلوی کے خلیفہ اور ممتاز عالمِ دین مولانا
ضیاء الدین مدنی مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ انا للّٰہ
و انا الیہ راجعون۔ مدینہ منورہ سے ملنے والی اطلاعات
کے مطابق مولانا آج نمازِ عصر کے وقت اپنے خالقِ حقیقی سے
جا ملے۔ ان کی عمر ۱۱۰ سال تھی۔ مولانا مدنی کا آبائی وطن
سیالکوٹ تھا لیکن وہ گزشتہ ۵۰ سال سے زائد عرصے
سے مدینہ میں مسجد نبوی کے سامنے ایک مکان میں
مقیم تھے۔ پی پی آئی کے مطابق مولانا مدنی مولانا شاہ
احمد نورانی کی اہلیہ محترمہ کے دادا جان تھے ان کی وفات کی

کراچی ۲۰ اکتوبر (حریت نیوز) (پ ر) پیرِ طریقت ولیٔ
نعمت خلیفۂ امامِ اہل سنت علامہ مولانا ضیاء الدین مدنی
کے انتقال پر ملال پر گہرے دکھ کا اظہار کیا جا رہا ہے اس
سلسلے میں مختلف اداروں کی جانب سے تعزیتی اجلاس
منعقد ہوئے جن میں دینِ اسلام کے لیے مرحوم کی اعلیٰ خدمات
پر روشنی ڈالی گئی۔ اور انہیں زبردست خراجِ عقیدت
پیش کیا گیا۔ دارالعلوم نعیمیہ میں آج ایک تعزیتی اجلاس
ہوا جس میں ادارے کے اساتذہ طلبہ اور مساجد کے
خطباء و ائمہ اور حضرت مدنی کے عقیدت مندوں کے علاوہ
مفتی سید شجاعت علی قادری مولانا اجمیری، حسن حقانی، مولانا
رضا حسین نعیمی، اور جناب حبیب الرحمٰن نے شرکت کی۔

مفتی سید شجاعت علی قادری نے خطاب کرتے ہوئے
کہا کہ علامہ مدنی نے تنہا دین کی اتنی عظیم خدمت کی
ہے جو بڑے بڑے ادارے اور اکیڈمیوں نے
بھی انجام نہیں دی۔ جماعت اہلِ سنت کراچی کے صدر
مولانا محمد رمضان، ناظمِ اعلیٰ مولانا منظور الحق، اور تحفظ
اہلِ سنت کراچی کے نگران الحاج خان محمد پراچہ اور
مدیر اعزازی مولانا عبدالمجید اشرفی نے اپنے ایک مشترکہ
بیان میں کہا ہے کہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ
ضیاء الدین مدنی کا انتقال عالمِ اسلام کے لیے ایک
ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ مرحوم نے اپنی ساری زندگی
اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی کی پیروی
میں صرف کی۔ جماعت اہلِ سنت کراچی کے کارکنان کا
ایک تعزیتی اجلاس مولانا غلام دستگیر افغانی کی زیرِ
صدارت منعقد ہوا جس میں مولانا افغانی کے علاوہ،
مولانا شاہ تراب الحق، ظہور الحسن بھوپالی، اور
محمد حنیف حاجی طیب نے خطاب کیا اور مولانا شاہ
ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر تعزیتی قرارداد
منظور کی۔

مدرسہ انوار القرآن قادریہ رضویہ کے ناظمِ اعلیٰ محمد
سکندر قادری نے حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی
کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے
اسے عالمِ اسلام کے لیے ایک ناقابلِ تلافی نقصان
قرار دیا ہے۔ بزمِ اہلِ سنت کراچی کے صدر محمد اسلم
قادری، جنرل سیکرٹری محمد ادریس قادری اور مدرسہ
قادریہ نوریہ کے مدرس محمد الطاف قادری نے اپنے مشترکہ
بیان میں پیرِ طریقت ولی نعمت، خلیفۂ امام اہلسنت،
حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی کے انتقال پر گہرے
دکھ اور رنج کا اظہار کیا ہے۔

ادارہ تبلیغ اہلِ سنت پاکستان کے سرپرست اور حلقہ
رحمانی کے روحانی پیشوا صوفی محمد فاروق رحمانی اور
ورلڈ اسلامک مشن کراچی کے نائب امیر مولانا ابرار
رحمانی اور مولانا محمد حسن قادری، سید نثار علی، حمید عالم
رحمانی اور اللہ صدیقی نے اپنے مشترکہ تعزیتی بیان میں
اعلیٰ حضرت کے خلیفہ اور پیرِ طریقت مولانا ضیاء الدین قادری
کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم
کی وفات عالمِ اسلام اور دنیائے سنیت کے لیے
ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پُر
ملال کی خبر سے دارالسلام قادریہ سبحانیہ کے طلبہ اور
اساتذہ میں غم کی لہر دوڑ گئی۔ ناظمِ اعلیٰ مولانا
عبدالہادی کے حکم پر مدرسہ کے علماء اور طلبہ قرآن
خوانی میں مشغول ہو گئے۔ جس کے بعد ایک تعزیتی
اجلاس ہوا۔ جس میں مرحوم کی دینی خدمات پر انہیں
زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔

علاقہ ۲۵ کے کونسلر حاجی محمد یوسف قادری
نے ممتاز خلیفہ اور اہلِ سنت کے مقتدر روحانی پیشوا
مولانا شیخ ضیاء الدین، عبدالباقی مدنی کے انتقال
پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

روزنامہ **امن** کراچی

حضرت فاضل بریلوی کے خلیفہ مولانا ضیاء الدین مدنی کا مدینہ منورہ میں انتقال

کراچی ۳ اکتوبر (سٹاف رپورٹر) مدینہ منورہ سے ملنے والی اطلاع کے مطابق تاجدار اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے جید خلیفہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی آج عین نماز جمعہ کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی، سلسلہ قادریہ کے روحانی پیشوا علامہ قاری مصلح الدین صدیقی، جماعت اہلسنت کے رہنما علامہ شاہ تراب الحق قادری، مولانا الیاس قادری، جناب حاجی حنیف طیب، جناب محمد اسلم ربانی، جناب محمد حنیف بلو نے قبلہ حضرت مدنی کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے تعزیت کی ہے اور اسے اہلسنت کے لیے عظیم سانحہ قرار دیا ہے۔

کراچی ۳ اکتوبر (پ ر) مدینہ منورہ سے ملنے والی اطلاع کے مطابق تاجدار اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے جید خلیفہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی آج عین نماز جمعہ کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی، سلسلہ قادریہ کے روحانی پیشوا قاری مصلح الدین صدیقی، جماعت اہلسنت کے [illegible] علامہ شاہ تراب الحق قادری، مولانا الیاس قادری، جناب حاجی حنیف طیب، جناب محمد اسلم ربانی، جناب محمد حنیف بلو نے قبلہ حضرت مدنی کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے تعزیت

کراچی ۴ اکتوبر (پ ر) ادارہ تبلیغ اہل سنت پاکستان کے زیر اہتمام شیخ الاسلام مولانا ضیاء الدین قادری کی روح کو ایصال ثواب کے لیے ۴ اکتوبر بعد نماز عصر جامع مسجد انبیاء جہانگیر آباد میں قرآن خوانی ہوگی۔ اور ۸ اکتوبر ولی اللہ نگر اورنگی ٹاؤن نمبر ۱۰ میں ایک تعزیتی اجلاس ہوگا جس میں مولانا اجار احمد رحمانی اور دیگر علماء مولانا مرحوم کو خراج عقیدت پیش کریں گے۔

کراچی ۵ اکتوبر (پ ر) ویلفیئر بورڈ دارالمطالعہ اہل سنت والجماعت کھوکھراپار کے امیر محمد اکبر خان اور منتظم کمیٹی کے ارکین مرزا انتخاب عالم، نثار احمد اشتیاق خان، اور شیخ سکندر نے ایک مشترکہ اعلامیہ میں مولانا ضیاء الدین احمد القادری المدنی کے انتقال پر ان کے لواحقین اور معتقدین سے اظہار تعزیت کیا ہے اور مولانا کی وفات کو عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ بیان میں کہا گیا کہ مرحوم سچے عاشق رسول تھے اور آپ کی ساری زندگی اسلام کی خدمت میں گزر گئی۔ دینی اتحاد جمعیت شعبہ تبلیغ الاخلاق مدینہ مسجد پنجابی کلب کھارادر کے عہدیداران، ورکنگ جماعت اہل سنت حلقہ جدید ٹاؤن کے صدر، اورنگی کے ممتاز سماجی کارکن، ویلفیئر سوسائٹی اور انجمن طلباء اسلام کے کارکنوں نے بھی شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔

روزنامہ **جسارت** کراچی

مولانا ضیاء الدین قادری مدنی انتقال کر گئے

جنت البقیع میں سپرد خاک کر دیا گیا

آج مولانا نورانی کی رہائش گاہ پر قرآن خوانی ہوگی

کراچی ۳ اکتوبر (اسٹاف رپورٹر) ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین قادری مدنی آج دوپہر مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے مرحوم کی عمر ۱۰۸ سال تھی۔ وہ ۷۰ سال قبل سیالکوٹ سے ہجرت کرکے مدینہ تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی مرحوم کا قیام مسجد نبوی کے بالمقابل ایک مکان میں تھا مرحوم شاہ عبدالعلیم صدیقی کے ساتھیوں میں سے تھے اور شاہ احمد رضا خان کے خلفاء میں ان کا شمار ہوتا تھا مدینہ سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق آج دوپہر ڈیڑھ بجے ان کا انتقال ہوا عصر کی نماز کے بعد جنت البقیع میں انہیں سپرد خاک کر دیا گیا مرحوم مولانا شاہ احمد نورانی کے [illegible] اور مولانا فضل الرحمن کے والد تھے۔ ان کے ایصال ثواب کے لئے کل [illegible] مغرب کے درمیان مولانا شاہ احمد نورانی کی رہائش گاہ پر قرآن خوانی ہوگی

کراچی ۳ اکتوبر (اسٹاف رپورٹر) ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین قادری مدنی آج دوپہر مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر ۱۰۸ سال تھی۔ وہ ۷۰ سال قبل سیالکوٹ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ مرحوم کا قیام مسجد نبوی کے بالمقابل ایک مکان میں تھا مرحوم شاہ عبدالعلیم صدیقی کے ساتھیوں میں سے تھے اور احمد رضا خاں کے خلفاء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ مدینہ سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق آج دوپہر ڈیڑھ بجے ان کا انتقال ہوا۔ عصر کی نماز کے بعد جنت البقیع میں انہیں سپرد خاک کر دیا گیا۔

کراچی ۴ اکتوبر (پ ر) دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ، عالمگیر جامع مسجد حضرت مولانا کاروانی اور مسجد رضا کورنگی میں علامہ ضیاء الدین مدنی کی وفات پر تعزیتی جلسے منعقد ہوئے۔ مقررین نے ان کی وفات سے مسلمانان عالم ایک عظیم روحانی شخصیت سے محروم ہوگئے ہیں۔ دینی اتحاد آل پاکستان نیو ابا، الیکٹریشین کے صدر محمد نعیم الحق اور دیگر عہدیداروں نے ممتاز عالم مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر دلی رنج و غم کا اظہار کیا۔

روزنامہ **سعادت** لاہور

جھنگ۔ انجمن نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ جھنگ کے ایک ہنگامی اجلاس میں امام اہل سنت مجدد دین وقت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی کے خلیفہ مجاز مفتی ضیاء الدین قادری مدنی کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔

روزنامہ **مغربی پاکستان** لاہور

لاہور ۴ اکتوبر (پ ر) شیخ العالم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ارشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے وصال پر ملال پر ادارہ مرکزی مجلس رضا کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری منعقد ہوا۔ جس میں حضرت کی خدمات جلیلہ پر انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ ایک قرارداد میں حضرت شیخ العالم کی وفات حسرت آیات کو عالم اسلام کے لیے نقصان عظیم قرار دیا گیا۔

روزنامہ وفاق لاہور

لاہور ۳ ستمبر (پ پ) مرکزی تنظیم المدارس پاکستان کے ناظم اعلیٰ مفتی عبدالقیوم ہزاروی نے ایک تعزیتی بیان میں عالم اسلام کے ممتاز راہنما شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات پر رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم کی زندگی کا ایک ایک لمحہ مسلمانوں کی عملی خدمت میں بسر ہوا تھا۔ ادھر جامعہ نظامیہ رضویہ میں ایک اجتماع منعقد ہوا جس میں مرحوم کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی اور مقررین نے خراج عقیدت پیش کیا۔ علاوہ ازیں خدام گنج بخش کا ایک ہنگامی اجلاس صاحبزادہ میاں محمد سلیم حماد کی صدارت میں ہوا جس میں مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر قرارداد تعزیت منظور کی گئی۔

ہفت روزہ افق کراچی

ملتان (افق رپورٹ) مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کے صدر اور اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن علامہ سید احمد سعید کاظمی، ورلڈ اسلامک مشن پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات محمد صدیق خان قادری، انجمن صدر مفتی ہدایت اللہ پسروری اور ادارہ تبلیغ اہلسنت کے جنرل سیکرٹری حافظ محمد فاروق خان سعیدی نے ایک بیان میں ممتاز روحانی پیشوا حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ مولانا مدنی عالم اسلام کی ممتاز شخصیت تھے۔ انہوں نے مختلف ممالک میں دین اسلام کی تبلیغ اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد ملت احمد رضا خاں بریلوی کے پیغام کی اشاعت اور لوگوں کی اخلاقی و روحانی تربیت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا تھا۔ ان رہنماؤں نے مرحوم کے پسماندگان سے بھی تعزیت کا اظہار کیا۔

کراچی (افق نیوز) بزم گلستان محمدی لیاقت آباد کے تمام عہدیداران نے ایک مشترکہ بیان میں شیخ طریقت حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رح کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے ان رہنماؤں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے ان کے درجات میں بلندی عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

دارالعلوم قادریہ سبحانیہ میں مولانا ضیاء الدین مدنی رح کے انتقال کی خبر سنتے ہی دارالعلوم کے ناظم اعلیٰ جناب مولانا عبدالہادی کے حکم کے مطابق مدرسہ کے علماء اور طلباء قرآن خوانی میں مشغول ہو گئے۔ قرآن خوانی کے بعد ایک تعزیتی اجلاس ہوا اور دارالعلوم کے اساتذہ مولانا قاری عبداللطیف صدر مدرس، مولانا عبدالہادی القادری، مولانا غوث الہادی نعیمی مولانا اورنگ زیب مولوی حافظ محمد صادق اور مولوی عبدالخالق صاحب حافظ محمد یعقوب نے مرحوم کے فضائل و شمائل حالات زندگی اور آپ کے اخلاق کریمانہ کا ذکر۔

انجمن فدایان مصطفےٰ پاکستان کے مرکزی سرپرست اعلیٰ حافظ محمد اکبر چشتی، مرکزی صدر سردار محمد علی خان جتوئی، صوبہ سندھ کے صدر محمد رفیق کشمیری کراچی کے صدر محمد جنید غوری نے ایک تعزیتی بیان میں شیخ طریقت حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

مرکزی انجمن حنفیہ کراچی کے صدر محمد ادریس قادری، جنرل سیکرٹری محمد ہارون عبدالرحمٰن نے اپنے مشترکہ اخباری بیان میں سلسلۂ قادریہ رضویہ کے روحانی پیشوا، خلیفہ اعلیٰحضرت ممتاز عالم دین حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ پیر طریقت کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

کراچی ۳ ستمبر (پ ر) ادارہ تبلیغ اہلسنت پاکستان کے سرپرست اعلیٰ حلقہ رحمانی کے پیشوا صوفی محمد فاروق رحمانی اور ادارہ تبلیغ اہلسنت کے صدر ورلڈ اسلامک مشن کراچی کے نائب صدر مولانا ابرار احمد رحمانی، مولانا محمد حسن قادری، سید شاہ علی، حمید عالم رحمانی، ولی اللہ صدیقی، جواد بیگ، شعیب مشتاق نے اپنے ایک مشترکہ تعزیتی بیان میں اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا کے خلیفہ پیر طریقت، مولانا ضیاء الدین قادری کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا ضیاء الدین رح کی وفات عالم اسلام کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے، ادھر حلقہ رحمانی کے روحانی پیشوا پیر محمد فاروق رحمانی نے کراچی سے ٹیلیفون پر مولانا مرحوم کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن مدنی سے اظہار تعزیت کیا۔ اور پاکستان میں قائد اہلسنت شاہ احمد نورانی سے صوفی محمد فاروق اور مولانا ابرار رحمانی نے اظہار تعزیت کیا۔ تحریک احیائے سنت کے سربراہ علامہ سید حسین گردیزی، مولانا محمد اشرف حامدی، مولانا محمد شمس الدین ہزاروی اور مولانا محمد رفیق زاہد چشتی نے ایک مشترکہ بیان میں خلیفہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی مولانا ضیاء الدین مدنی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی ذات دنیائے اسلام کے لیے منارۂ نور تھی۔ آپ کی وفات سے عالم اسلام ایک شیخ طریقت ممتاز عالم دین، رہبر شریعت اور عظیم محقق سے محروم ہو گیا ہے۔ بزم امجدی رضوی کے صدر مولانا محمد شعیب کشمیری جنرل سیکرٹری مولانا محمد گل شریف چشتی، سابق جنرل سیکرٹری مولانا محمد رفیق زاہد چشتی، جدید کراچی ۲۵ کے کونسلر حاجی محمد یوسف قادری، اور لے پی آئی کراچی پولٹری مارکیٹ یونٹ کے ناظم عبدالرزاق دہلوی نے بھی اظہار تعزیت کیا ہے۔ دارالعلوم قادریہ سبحانیہ میں جیسے ہی مولانا ضیاء الدین المدنی کے انتقال کی خبر پہنچی تو غم کی ایک لہر علماء اور طلبہ کے دلوں میں دوڑ گئی، اور انتہائی کربناک عالم کی وجہ سے ایک سناٹا چھا گیا۔ ناظم اعلیٰ مولانا عبدالہادی کے حکم کے مطابق مدرسہ کے علماء اور طلبہ قرآن خوانی میں مشغول ہو گئے۔ قرآن خوانی کے بعد ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔

THE MUSLIM

MAULANA ZIAUDDIN DEAD

ISLAMABAD, Oct. 2: Maulana Ziauddin, a 110-year-old religious scholar and teacher, who had migrated to Saudi Arabia about 60 years ago, died today at Madina, according to information received here.

Maulana Ziauddin was one of the Khalifas of Maulana Ahmad Raza Khan Brailvi. He was the grandfather of Begum Shah Ahmad Noorani, wife of the chief of defunct Jamiat-e-Ulema-e-Pakistan.

During the Pakistan Movement, Maulana Ziauddin, worked vigorously for the propagation of the idea of an independent homeland for the Muslims of the sub-Continent.

Shaikhul Mushaikh Pir Sahib of Dewal Sharif, President of the Central Jamiatul Mashaikh-e-Pakistan has, meanwhile condoled the death of Maulana Ziauddin.—APP

DAWN

Maulana Madani dies in Mad'na

A renowned religious scholar, Hazrat Maulana Ziauddin Qadri Madani died in Madina yesterday at the age of 110, according to information reaching in Karachi.

Maulana Madani hailed from Sialkot, but he had been living in Madina for the last over 50 years in a house just opposite Masjid-i-Nabavi.

Maulana Qadri Madani was grand father of the wife of Maulana Shah Ahmed Noorani.

Quran Khwani for the departed soul will be held at the residence of Maulana Shah Ahmed Noorani today between Asr and Maghrib prayers.—PPI

ڈیلی مارننگ نیوز کراچی

Hazrat Ziauddin Madani dies

A renowned religious scholar, Hazrat Maulana Ziauddin Qadri Madani, yesterday (Friday) died in Madina Tayyaba at the age of 110, according to information reaching here.

Maulana Madani hailed from Sialkot but he had been living in Madina for the last over 50 years in a house just opposite the Holy Masjid-i-Nabvi.

Maulana Qadri Madani was grandfather of wife of Maulana Shah Ahmad Noorani.

The news of the death of Maulana Madani was conveyed to Maulana Noorani, who is now in Nawabshah. He is now returning back to Karachi.

Quran Khwani for the departed soul will be held at the residence of Maulana Shah Ahmad Noorani today (Saturday) between Asr and Maghreb prayers.

Prof. Shah Faridul Haq in a statement expressed his grief and sorrow over the death of Maulana Madani and said that he had devoted all his life for the cause of Islam.—PPI.

THE PAKISTAN TIMES

OBITUARY

ISLAMABAD, Oct. 2: Maulana Ziauddin, a religious scholar and teacher, who had migrated to Saudi Arabia about 60 years ago, died today at Madina. He was 110.

Maulana Ziauddin was one of the khalifas of Maulana Ahmad Raza Khan Brailvi. He was grand father of Begum Shah Ahmad Noorani, wife of the chief of defunct Jamiat-e-Ulema-e-Pakistan.—APP.

جانشین قطبِ مدینہ علیہ الرحمۃ

فضیلۃ الشیخ مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ

کے دو تاریخی

خطبات

پیشِ لفظ

حضرات گرامی!

پاکستان کے قیام کے ساتھ ہی پاکستان میں اسلامی دستور کو نفاذ کر دیا جاتا تو آج ملک میں موجود افراتفری پیدا نہ ہوتی۔ پاکستانی پود کو اسلامی کردار و مذاق نیز دینی تعلیم و تربیت دینے کی بجائے بے دینی اور آوارگی کا بیہودہ راستہ دکھایا گیا۔ نتیجۃً آج اغیار نے ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک کو اپنے اساسی نظریۂ اسلام کی بجائے غیر ملکی نظریہ سوشلزم کی دعوت سے دوچار کر دیا ہے۔ جمعیۃ العلمائے پاکستان نے اس دینی اور ملکی فتنے کو چیلنج کیا۔ اور وہ بھولے بھالے پاکستانی مسلمان جو اپنی نادانی کی وجہ سے سوشلزم یا اسلامی سوشلزم کے فریب کے فریب میں پھنس گئے ہیں ان کو اس فتنہ سے بچنے کے لیے کمر ہمت باندھی۔ ایک سو تیرہ پاکستانی علماء کے فتوے کے بعد مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ کے با مسلط علماء کی طرف سے سوشلزم پر کفر کا فتوےٰ عوام کے سامنے آچکا ہے۔ اب اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی مدظلہ العالیہ کے فرزند ارجمند مفتیٔ مدینہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کا سنّی کانفرنس کامونکی منعقدہ ۱۹-۸-۷۰، پر پرمسرت پیغام حاضر خدمت ہے۔ نیز حضرت موصوف نے جو خطبۂ صدارت جلسہ عام منعقدہ مورخہ ۱۰-۸-۷۰، بمقام "مریدکے" پڑھا وہ بھی ساتھ ہی پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ مسلمانانِ پاکستان مدینۃ المنورہ کے ایسے معزز بزرگ، متقی و متبحر عالم دین کے مدلل خیالات کو مسترد کر کے آخرت میں رسول عربی علیہ السلام کو کیا منہ دکھائیں گے۔

اب بھی وقت ہے کہ محبان رسول علیہ السلام اس فتنہ سے اپنے ایمان کو بچائیں اور سوشلزم کے تصورات سے تائب ہو کر اپنی نجات کے راستہ پر گامزن ہوں۔

وما علینا الا البلاغ

"لطیف احمد چشتی"

المشتہر: جمعیۃ العلمائے پاکستان۔ کامونکی

خطبہ صدارت

حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدنی

اجلاس عام "مریدکے" ۱۰

بسم الله الرحمن الرحيم

باسم الله وبحمده تعالى ابتدأ القاء كلمتي هذا مصليا ومسلما على افضل الخلق سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم.

حضرات الافاضل المشائخ العظام والعلماء الكرام وجمهور الكريم وفقهم الله لخير العمل، السلام عليكم ورحمة الله وبركاته.

ان العالم اسلامي اليوم في حالة تدعو الى الله اشفاق البكاء من خطر الفادح والامر الخطير الا وهي الشيوعية التي مدت تتفشى في اكثر البلدان العربية والاسلامية وان تفشي هذا المرض القتال في هذه لبلاد اسلامية باكستان المحبوبة صبح تيز ابد كثيرا علما بان الشيوعية هي اشد الطبقات في العالم لاسلام عداوة وما يجري وراء الستار الحديدي اصبح معروف الى حد ما ويظهر لنا في البلدان الاشتراكية بانهم

تترك الجماهير فيها اي اثر من الحرية مطلقا أي من تقديس الانسان وحقه في الحياة بل نفاق كبيرا واضطهادا في العالم اليوم والبلدان الشيوعية لاسيما كبيرا هذا يجب بان لا ثق ولا نعتمد على اعداء الاسلام الذين لا يرقبون في مؤمن الا ولا ذمة فهؤلاء ليس لهم عاطفة ولا عهد ولا ميثاق ولا صلة يتخذون ناسيه لاطماعهم المادية ويتظاهرون بمظاهر المساعدة والاحسان ويفكرون في تقوية دعائم القضاء على الاسلام والمسلمين ليل نهار وصبح مساء ايها المسلمون ان اي بلد دخلت عليه الشيوعية في سوء حال ان الاشتراكية والشيوعية المنتشرة في هذه الايام انما الايام انها من الاسلام ما هي الا مكر وخداع، للمسلمين يقصدون القضاء على الاسلام ان الاسلام دستور متكامل لا يحتاج الى تعديل او نظام اوقت نون انزل الله القرآن على سيد المرسلين تبيانا لكل شيء فاذا تمسك بكتابه ولسنة نبيه صلى الله عليه وسلم بلغنا العلى ولنلق نظرة الى التاريخ الاسلامي المجيد يتضح فيه جليا ان الاسلام انتشر كثيرا في عهد الخلفاء الراشدين رضوان الله عليهم اجمعين حتى في زمن الخليفة الزاهد عمر بن عبد العزيز كان يجب عن احد يأخذ الزكاة

فلا يجد مستحق لها فيه خلفاف بيت مال المسلمين.
ولم يبق فيتنا واحد لسيرة على الدستور الاسلام
ايها المسلمون ان ذهاب المسجد الاقصى ثالث الحرمين
واولى القبلتين ما الا نتيجة لتفشى الشرعية
فى الملك العربية وقد نزل بالمسلمين ما نرى
اليوم فى احتلال فلسطين الطاهرة ارض الانبياء
ثم سقوط القدس الشريف وحريقها واقدم اليهود
الملعونين على تمزيق المسلمين. وان تلك بها الفظائع
نتيجة لسير على الشرعية. فيها ايها المسلمون انا
اشهد كم بالله ان لا تفشلوا وتنازعوا فى هدد
اصفوكم وتمسكوا ايديكم ودستوركم انما مثل
المؤمنين المؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا فيجب
وعلينا الاتحاد فان فى الاتحاد قوة لنصر المؤمنين
يقول الله عز وجل ان تنصروا الله ينصركم ويثبت اقدامكم
فلا شيعيه واشتراكيه فى الاسلام فلنستعد
لاعداء كلمة بكل ما اوتينا من قوة وستكون
كلمة الذين كفروا السفلى وكلمة الله هى
العليا.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی تعریف کے ساتھ افضل الخلائق سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے اپنی اس تقریر کا آغاز کرتا ہوں۔

حضرات! افاضل، مشائخ عظام، علمائے کرام اور معزز حاضرین، اللہ تعالےٰ آپکو بہتر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بے شک آج عالم اسلام ایسی حالت میں ہے۔ جو ڈرا دینے والے خوف، بھیانک خطرے اور عظیم فتنے کی خبر دے رہی ہے۔ خبردار ہو کر سُن لیجئے کہ وہ عظیم خطرہ سوشلزم ہے جو کہ اکثر عربی اور اسلامی ممالک میں پھیلتا جا رہا ہے اور اگر یہ مُہلک مرض ہمارے محبوب اسلامی ملک پاکستان میں بھی پیدا ہوگئی تو یہ زیادہ ہی بڑھتی چلی جائے گی کیونکہ اس سوشلزم نے پہلے ہی عالم اسلام میں شدید طبقاتی دشمنی پیدا کر دی ہے اور اس آہنی پردے کے پیچھے جو فتنہ بڑی سرعت کے ساتھ دُور تک مقبول ہو چکا ہے۔ اشتراکی ممالک میں ہم پر اس کے اثرات آشکارا ہو چکے ہیں کہ اس نے ان علاقوں میں عوام میں ذرہ بھر بھی جذبہ آزادی انسانیت کا احترام اور عوام کا زندگی بسر کرنے کا حق تک باقی نہیں رہنے دیا۔ بلکہ آج کی دُنیا میں پریشانی اور اضطراب کو بہت بڑھا دیا ہے اور اشتراکی ممالک بہت بڑے قید خانوں کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ اس لیے ضروری ہوگیا ہے کہ ہم اسلام کے دشمنوں پر اعتماد اور اعتبار نہ کریں۔ وہ جو کسی مومن کے بارے میں بھی کسی قسم کی اور وعدہ کی پرواہ نہیں کرتے۔ پس یہ وہ لوگ ہیں جن کی نظر میں ہمدردی، وعدہ معاہدہ اور صلہ کی کوئی چیز نہیں یہ تو اپنے مادی لالچوں کی خاطر ہی آلہ کار بنائے رہتے ہیں۔ اور ظاہراً احسان و مروت کا اظہار کرتے رہتے ہیں لیکن بالمقابل وہ رات دن اور صبح و شام مسلمانوں کے خلاف اپنے منصوبوں کو قوی کرنے کے متعلق ہی سوچتے رہتے ہیں۔

اے مسلمانو! جن ممالک میں سوشلزم زیادہ بہت بُری حالت میں ہیں۔ سوشلزم اور کمیونزم جن کو آج اسلام کا نام دیا جا رہا ہے یہ مسلمانوں کے خلاف ایک گہری سازش اور مکر و فریب کا جال ہے۔ اسلام ایک کامل دستور ہے ایک غیر متبدل نظام ہے۔ ایک ایسا قانون ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن کی صورت

میں نازل فرمایا جو ہر چیز کی وضاحت کرنے والا ہے جب ہم اس قرآن کو اور اللہ کے نبی کی سنت کو مضبوطی سے تھام لیں گے تو ہم ترقی حاصل کریں گے۔ ہم اگر اسلامی تاریخ میں نگاہ ڈالیں تو ہم پر یہ واضح ہو جائے گا کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں اسلام بہت زیادہ پھیلا یہاں تک کہ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز کے دورِ خلافت میں لوگ زکوٰۃ لیکر کسی مستحق کی تلاش میں پھرتے تھے اور کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ پاکر بیت المال میں داخل کر دیتے تھے۔ اور دستورِ اسلامی کی برکات تھیں کہ اس دور میں کوئی فقیر نہ رہا۔

اے مسلمانوں! بلادِ عربیہ میں سوشلزم آنے ہی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے ہاتھوں سے مسجدِ اقصیٰ جو تیسرا حرم اور قبلہ اوّل ہے چھن چکا ہے۔ مسلمانوں پر آج جو مصائب نازل ہو رہے ہیں اور جنہیں ہم دیکھ رہے ہیں یعنی انبیاء کی سرزمین مقدس فلسطین پر یہودیوں کا غاصبانہ قبضہ بیت المقدس کا سقوط اور اس کے جلائے جانے کا سانحہ۔ مسلمانوں کا قلع قمع کرنے کے صیہونی اقدامات اور ان کی ذلت اور رسوائی کے سامان یہ سب سوشلزم پر گامزن ہونے کا ہی نتیجہ تو ہیں۔

پس اے مسلمانو!

میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم کندھے سے کندھا ملا کر باہمی تعاون کی فضا پیدا کرتے ہوئے یا اپنی صفوں کو متحد کر لو۔ اور اپنے دین اور دستورِ حیات کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اور آپس میں کینے اور بغض کو ختم کر دو اور آپس کے اختلافات چھوڑ دو۔ یقیناً مومن دوسرے مومن کے لیے ایک دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو قوت دیتا ہے۔ پس ہم پر متحد ہو جانا واجب ہے کیونکہ اتحاد ہی میں مسلمانوں کی نصرت کے لئے طاقت ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدمی بخشے گا۔ پس سوشلزم اور اشتراکیت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ اس لیے ہمیں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے پوری طاقت اور تمام وسائل

کے ساتھ تیار ہو جانا چاہیئے۔ اور ان شاء اللہ عنقریب کلمۂ کفر ذلیل ہو جائے گا اور اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے گا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعلنا من امة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم، وامرنا باتباعه صلوات الله وسلامه عليه وعلى آله و اصحابه وسلم تسليمًا، اما بعد ايها السادة حضرات الافاضل العلماء والمشائخ الفضلاء والحاضرين الكرام: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد ايها المسلمون نحمد الله سبحانه ان جعلنا من خير أُمة اخرجت للناس تأمر بالمعروف وتنهى عن المنكر فالواجب اليوم على كل مسلم محاربة الشيوعية والصهيونية لانها ليست من الاسلام فلا شيوعية ولا صهيونية في الاسلام وان الاسلام بريءٌ عنها ولو تمعنا بالحقيقة فيها لوجدنا بحثٌ للمومن إذ لا يكون الانسان حُرًّا في تصرفاته الشرعية بل يكون مقيدًا بتعاليمه الباطلة المزيفة ان دين الاسلام هو دين العقيدة ان دين الاسلام هو دين التسامح والتآخي والتآزر ويدعونا الى ان يكون يدًا واحدة ضد الكفار الشيوعية والصهيونية والملحدين مثل المؤمن للمؤمن كالبنيان يشدُّ بعضه بعضًا لا خلاف بعد اليوم بين المسلمين الا اذا خرج عن الشريعة السمحاء فيجب له نصحة وافهامه بالتي هي احسن متجنبا الانانية والتباغض والتحاسد فان قبل فيها ونعمت والا فنتركه لله لان الحب لله والبغض لله.

ايها المسلمون يجب علينا ان نوحد صفوفنا ونجمع بين كلمتنا وان نقتدي بتعاليم الدين الاسلامي وان يكون دستورنا هو كتاب الله عز وجل وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم والتقيد باحد المذاهب الاربعة الحقة اسوة باسلافنا وان نحتفظ بآداب النبي الكريم صلى الله عليه وسلم ونتحلى باخلاقه الشريفة صلى الله عليه وسلم ايها الاخوان المسلمون هل تريدون دستورا يعلو على كتاب الله الذي لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه وسُنة نبينا سيدنا محمد الصادق المصدوق صلى الله عليه وسلم. حاشا لله لا يعلو اي دستور او نظام على كتاب الله وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وفقنا الله لاتباعه صلى الله عليه وسلم واني اقدم شكري لجميع الحاضرين في هذا الاجتماع والمؤتمر العظيم واني قد انهيت بكلمتي هذه لتكون معبرة عن بعض شعوري نحو جمعية علماء باكستان الافاضل وفقهم الله لخير العمل واعانهم للقيام بخدمة الاسلام والمسلمين واني اسئال الله الكريم ان يحفظ الجميع وان يحفظ لنا شيخ الاسلام حضرت العلامة المبجل المجاهد الكبير محب الفقراء والمساكين صاحب الفضيلة والارشاد عمدة العارفين مربي المريدين حضرت خواجه محمد قمر الدين حفظه الله وابقاه ومتع المسلمين بطول حياته لكي يرشد الناس والمسلمين.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

قاله بفمه وحرره ببنانه فضل الرحمن القادري المدني

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو بے حد مہربان بہت رحم کرنیوالا ہے۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بنایا اور ہمیں آپ کی پیروی کرنے کا حکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام آپ پر ہوں اور آپ کی آل و اصحاب پر ہوں اور اللہ تعالیٰ سب پہ صحیح طور پر سلامتی رکھے۔ اس کے بعد مدعا یہ ہے:

اے سردارو، عالمو، فاضلو، بزرگو اور حاضرین کرام! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں اور اے جمیع مسلمانو! ہم خدائے پاک کی تعریف کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں بہترین امت میں سے بنایا جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے تیار کی گئی جو نیکی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے منع کرتی ہے۔ پس آج ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ سوشلزم اور یہودیت کا مقابلہ کرے۔ کیونکہ اسلام میں ان کا کوئی وجود نہیں۔ نہ تو اسلام میں کوئی سوشلزم ہے اور نہ یہودیت ہے اور یقیناً اسلام ان چیزوں سے بری الذمہ ہے۔ اور اگر ہم صحیح طور پر اس میں فائدہ بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ تو ہم ضرور اسے مؤمنین کے لیے ایک قید خانہ کی مثال ہی سمجھیں گے۔ کیونکہ انسان اس نظام میں اپنے شرعی تصرفات میں آزاد نہیں رہتا۔ بلکہ ان کے باطل اور طمع شدہ نظام کی پیروی کا مقید ہو جاتا ہے۔ بے شک دین اسلام ہی صحیح العقیدہ دین ہے۔ اور دین اسلام ہی درگزر، اخوت اور رواداری کا مذہب ہے۔ اور وہ ہمیں اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ سوشلزم، یہودیت اور ملحدوں کی قوت کے مقابلے میں ایک متحدہ طاقت ہونی چاہیئے۔

مومن کی مثال اس بنیاد کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔ آج کے بعد مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہونا چاہیئے، سوائے اس کے کہ کوئی اس کشادہ دامن شریعت سے ہی نکل جائے۔ تو اس صورت میں اسے نصیحت کرنا اور احسن طریقہ سے سمجھانا ضروری ہے۔ اس حالت میں کہ سمجھانے والا بجز لطف اور حسنے ما دراء ہو پس

اگر وہ خیال کرے تو اچھی بات ہے اور اس کے لئے بہتر ہے ورنہ اس کو خدا کی رضا کے لئے چھوڑ دینا چاہیئے کیوں کہ محبت اور عداوت خدا کی رضا کے لئے ہونی چاہیئے۔

اے مسلمانو! ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنی صفوں کو منظم کریں اور ہم اپنی آواز کو متحدہ کریں اور دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں اور ہمارا دستور العمل اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ اور ائمہ اربعہ حقہ میں سے کسی ایک کی پیروی اپنے بزرگوں کے نمونے کے مطابق ہونا چاہیئے اور یہ بھی کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پیروی کریں اور آپ کے شرعی اخلاق سے آراستہ رہیں۔

اے مسلمان بھائیو!

کیا تم ایسے دستور کا تصور بھی کر سکتے ہو جو اللہ کی کتاب سے بڑھ کر ہو جس کے مقابلے میں باطل کسی طور نہیں ٹھہر سکتا۔ یا ایسے دستور کا تصور کر سکتے ہو جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بڑھ کر ہو جنہیں صادق و مصدوق تسلیم کیا گیا، ہرگز نہیں۔ کوئی دستور یا نظام اللہ تعالےٰ کی کتاب اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہرگز بڑھ کر نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے اور بے شک میں سب سے پہلے "کاموکی" کے اس اجتماع میں تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں نے اپنی اس تقریر کے ذریعے جناب کو خبردار کر دیا ہے کہ میری تقریر سے فاضل علمائے جمعیت علمائے پاکستان کے بارے میں میرے بعض جذبات کا اظہار ہو جائے اللہ تعالیٰ ان علمائے حق کو بہتر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور خدمت اسلام اور ملت مسلمہ کے لیے ڈٹ جانے میں ان کی مدد فرمائے اور میں اللہ تعالےٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہم سب کی قیادت کے لیے شیخ الاسلام حضرت علامہ مجاہد کبیر صدر جمعیت العلمائے پاکستان، محب الفقراء و المساکین صاحب فضیلت والارشاد، عمدۃ العارفین، امر المریدین حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب کی حفاظت کرے اور مسلمانوں کو ان کی عمر دراز سے ہدایت پہنچائے تاکہ وہ تمام لوگوں اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتے رہیں۔

شیخ احمد عبد العزیز المبارک چیف جسٹس عدالت شرعیہ متحدہ عرب امارات کا

فیصلہ کن فتوےٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر جمع ہونے کے بارے میں مجھ سے مسئلہ پوچھا گیا ہے ان اجتماعات کے موقع پر مساجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ، واقعات غزوات بیان کیے جاتے ہیں، اور اکثر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں قصیدے پڑھتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اجتماعات کو جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس پر خوشی اور مسرت کا اظہار ہوتا ہے نیز ان کی مبارک زندگی اور غزوات کے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کے لیے ان کو بیان کیا جاتا ہے۔ اور آپکی سیرت واخلاق سے لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے ان کا اتفاق عمل میں آتا ہے ایک مباح (جائز) عمل قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ (بعض کو) یہ مرغوب نہ ہو۔ کیونکہ اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات (محبت رسول) اُبھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ اگر وہ تقریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور صحابہ کے زمانے میں نہ منائی گئی ہو تو اس کو ناپسندیدہ بدعت نہیں قرار دیا جا سکتا۔ کیونکہ بدعت یا تو قابلِ مذمت ہے یا مستحسن یا جائز۔ بخاری، اور موطا میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تراویح کے لیے جمع فرمایا اور فرمایا "نعمت البدعۃ ہذہ" یہ بدعت اچھی ہے۔ فتح الباری میں اسکی شرح میں لکھا ہے کہ بدعت کی اصل یہ ہے کہ سابق میں اس کی مثال نہ ہو اور اگر اس کو سنت کے

مقابل قابل عمل قرار دیا جائے تو وہ قابلِ مذمت ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ اس عمل کو شرع میں اگر مستحسن قرار دیا جائے تو وہ اچھی ہے یعنی بدعت حسنہ ہے اگر اسکو شرع میں عمل قرار دیا جائے تو بُری ہے، ورنہ مباح ہے اور وہ احکام خمسہ میں ایک ہے۔ اور اسی میں ایک حدیث ہے کہ "بے شک سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے اور کاموں میں بُرے کام وہ ہیں جو بعد میں نکالے گئے ہوں" کے ذیل میں امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ بدعت دو قسم کی ہے ایک محمود (اچھی) دوسری مذموم (بُری)، جو سُنت کے موافق ہو وہ محمود ہے اور جو اس کے مخالف ہو وہ مذموم۔ اور امام شافعیؒ ہی کا قول ہے جو بیہقی نے اپنے مناقب میں نقل کیا ہے کہ بدعتیں دو قسم کی ہیں ایک جو کتاب وسنت، اثر اور اجماع کے خلاف ہو وہ گمراہ بدعت ہے جو خیر کے لیے نکالی اور ان کے خلاف نہ ہو وہ قابلِ قبول بدعت ہے۔ بعض علماء نے بدعت کو اعمال خمسہ میں شمار کیا ہے وہ واضح ہے۔

الباجی منتقیٰ میں فرماتے ہیں کہ "یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے صراحت ہے کہ انہوں نے رمضان کے قیام کو ایک امام کے تابع کیا اور مساجد میں اسکو قائم کیا حالاں کہ بدعت وہ ہے جس کی بدعت نکالنے والا ابتداء کرے اور اس سے قبل کسی نے ایسا نہ کیا تھا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بدعت کو جاری کیا اور صحابہ کرام نے اس کی اتباع کی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل صحت پر مبنی تھا۔

شہاب الدین قرافی نے کتاب الفروق میں لکھا ہے کہ بدعت احکام خمسہ میں شامل ہے۔ یہ قسمیں شرع کی قسمیں ہیں۔ واجب، حرام، مستحب، مکروہ اور مباح، انہوں نے اسکو طوالت سے فرق ثانی (۲۵۰) میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ بات فتح الباری سے اوپر نقل کردہ تحریر کے مانند ہے۔

بعض مالکی فقہاء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو عید کی مشابہت میں مکروہ قرار دیا ہے۔ یعنی جیسے عید کے دن روزہ رکھنا درست نہیں ویسا ہی ولادت باسعادت کے دن بھی روزہ رکھنا درست نہیں کیونکہ وہ دن عید کے مانند ہے۔ (مترجم) ان کی

رائے ہیں اس دن خوشی اور فرحت کا اظہار شروع کے لحاظ سے درست ہے۔ اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔

مواہب جلیل علی مختصر خلیل میں عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن المعروف بہ خطاب مالکی (م ۹۵۴ھ) نے لکھا ہے کہ شیخ زروق شرح قرطبیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو ایسے لوگوں نے جو ان کے زمانے کے قریب تھے اور تقوے میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے مکروہ قرار دیا ہے چونکہ وہ مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید کا دن ہے چاہیئے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں، اور ہمارے شیخ قوری اس کثرت سے ذکر کیا کرتے اور اس کو اچھا سمجھتے، میں کہتا ہوں کہ ابن عباد نے اپنے رسائل کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے اور تقاریب میں سے ایک تقریب ہے اور وہ چیز جو فرحت و سرور کا باعث ہو آپ کی ولادت کے دن مباح (جائز) ہے۔ مثلاً روشنی کرنا، اچھا لباس پہننا، جانوروں کی سواری کرنا، اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔ ان امور کی بدعت ہونے کا حکم اس وقت ہے جبکہ کفر و ظلمت اور خرافات وغیرہ ظاہر ہونے کا خوف ہو اور یہ دعویٰ کرنا کہ عید میلاد اہل ایمان کی مشروع تقریبوں میں نہیں ہے مناسب نہیں ہے اور اس کو نیروز و مہرجان سے ملانا ایک ایسا امر ہے جو سلیم الطبع انسان کو متنفر کرنے کے برابر ہے۔ عرصہ قبل میں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن سمندر کے ساحل کی طرف نکلا۔ وہاں میں نے الحاج ابن عاشر کو ان کے ساتھیوں کے ساتھ پایا۔ وہاں ان میں سے بعضوں نے کھانے کے لیے مختلف قسم کی چیزیں نکالیں اور مجھے بھی اس میں بلایا۔ میں اس روز روزہ سے تھا اس لیے میں نے کہا، میں روزہ سے ہوں، ابن عاشر نے میری طرف ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور کہا اس کا کیا مطلب ہے۔ آج خوشی اور مسرت کا دن ہے۔ اس میں روزہ رکھنا ایسا ہی ناپسندیدہ ہے جیسا عید کے دن۔ میں نے ان کے کلام پر غور کیا اور میں نے اسکو حق پایا۔ گویا کہ میں سو رہا تھا پس انہوں نے بیدار کر دیا۔

حاشیہ کنون میں ابن عباد کے کلام "اور تاج الفاکہانی کا یہ دعا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانا مذموم بدعت ہے" یہاں تک کہ انہوں نے اس پر ایک رسالہ بھی لکھ دیا، صحیح نہیں ہے۔ ان کے اس بیان پر زین العراقی اور علامہ سیوطی نے اعتراض کیا ہے اور لکھا ہے کہ مالکی فقیہوں میں سے اکثر نے ابن عباد، ابن عاشر، زروق اور کنون کا مسلک اختیار کیا ہے۔ ان میں قابل ذکر محمد الہانی نے حاشیہ زرقانی پر اور الدسوقی نے حاشیہ شرح الکبیر مؤلفہ دردیر پر اور صاوی نے اپنے حاشیہ شرح صغیر پر اور محمد علیش نے اپنی شرح خلیل پر اور برہان الدین حلبی نے اپنی سیرت حلبیہ میں (ایسا ہی بیان کیا)۔

ابن حجر الہیثمی نے لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر سب متفق ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانا اور اس میں جمع ہونا ایسا ہی ہے یعنی بدعت حسنہ ہے۔ اسی وجہ سے امام ابوشامہ فرماتے ہیں کیا ہی اچھا ہے وہ شخص جس نے ہمارے زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن صدقات دینے اچھے کام کرنے اور زینت اختیار کرنے اور مسرت کا اظہار کرنے کا طریقہ اپنایا۔ اس میں غریبوں کی مدد کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اظہار بھی ہے جنہیں کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔

علامہ سخاوی نے فرمایا کہ "عید میلاد" کو اسلاف میں سے کسی نے قرون ثلثہ یعنی بہ زمانہ رسالتمآب (صحابہ و تابعین) میں نہیں منایا، بلکہ اس کے بعد اس کا سلسلہ جاری ہوا۔ لیکن اس کے بعد سے برابر تمام ملکوں اور شہروں میں اہل اسلام عید میلاد مناتے رہے ہیں اس رات میں لوگ مختلف صدقات دیتے ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات سناتے ہیں جس کے برکات عامہ ان پر ظاہر ہوتے آئے ہیں۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ عید میلاد کی تقریب منانا سال بھر امان سے رکھتا ہے۔ اور بہت جلد مقصد کے حاصل ہونے اور اس میں کامیاب ہونے کی بشارت دیتا ہے۔ اسی طرح ابن حجر الہیثمی کے نوازل حدیثیہ میں اسکو زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے مضمون

میں جواباً کہا ہے کہ "عید میلاد کا اجتماع اگر خیر و شر پر مشتمل ہو تو اس کا چھوڑنا واجب ہے کیونکہ فساد کا رد کرنا اچھائیوں کے حاصل کرنے سے بہتر ہے خیر یہ ہے کہ صدقہ دیا جائے اور حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے اور برائی یہ ہے کہ عورتیں اور مرد باہم خلط ملط ہو جائیں، لیکن اگر یہ تقریب اس برائی سے پاک ہے اور وہ صرف حضور کے ذکر درود و سلام اور اسی قسم کی باتوں پر مشتمل ہے تو وہ سنت ہے پھر انہوں نے دو حدیثوں سے استدلال کیا ہے جس میں سے ایک انہوں نے نوازل میں بیان کی ہے کہ "جب قوم اللہ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھتی ہے تو ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں ان کا ذکر کرتا ہے" جیسا صحیح مسلم میں ہے اور دوسری حدیث بھی اسکی مثل بیان کی ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ ان دونوں حدیثوں سے خیر کے لیے جمع ہونے اور بیٹھنے کی فضیلت ظاہر ہے۔

ہم نے حافظ ابن حجر کی کتاب فتح[1] سے، اور انہوں نے امام شافعی سے اور ابو نعیم اور بیہقی کے طریقے سے نقل کیا ہے اور ہم نے باجی سے اور انہوں نے فروق القرافی سے جو نقل کیا ہے، اس کے علاوہ حضرت عمرؓ کی جو حدیث ہم نے پیش کی ہے اس پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ بدعت کا مدار اس کے ہونے والے اچھے اور بُرے امور پر منحصر ہے۔ اگر وہ اچھے ہیں تو وہ پسندیدہ ہیں اور اگر وہ بُرے ہیں تو قابلِ مذمت۔

اور ایسا ہی مالکی فقہا اور شافعی فقہا مثلاً زین العراقی، علامہ سیوطی، ابن حجر الہیثمی علامہ سخاوی پھر ابن جوزی حنبلیوں میں سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانے اور اس پر جمع ہونے کو بہتر عمل قرار دیتے ہیں لیکن جو لوگ اس میں غلو کرتے ہیں اور اسکو نصرانیوں کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی تقریب کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ وہ قیاس مع الفارق کرتے ہیں (اور غلط مثال دیتے ہیں۔) کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا یوم (نعوذ باللہ) ان کے خدا ہونے یا خدا کا بیٹا ہونے یا تیسرا خدا ہونے کے لحاظ سے منایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "بے شک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ بیشک اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے" اور "نصاریٰ نے کہا کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے۔ اور کفر کیا ان لوگوں

[1] فتح الباری ۲؍ (ناقی)

نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے" "اللہ تعالیٰ وہ جو کچھ کہتے ہیں اس سے اعلیٰ و ارفع ہے" لیکن مسلمان حضور کی ولادت پر خوشی مناتے ہیں اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ وہ اللہ کے بندے ہونے سے آپ کے لیے شرف ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی شان میں فرماتا ہے "پاک ہے وہ پروردگار، جو اپنے بندے کو رات کے تھوڑے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے" پس آپ ایسے بشر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی اور رسالت سے مشرف کیا ہے۔ اور آپکو تمام انسانوں میں افضل بنایا اور آپکو وہ سب کچھ عطا فرمایا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا۔

جامع ترمذی میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میں تمام لوگوں میں سب سے پہلے قیامت میں اٹھایا جاؤں گا۔ میں ان کا قائد ہوں، جب وہ جمع ہوں گے، میں ان کا خطیب ہوں، جب وہ خاموش رہیں گے، میں ان کا شفیع ہوں جب وہ گرفتار ہوں گے، اور میں ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں، جب وہ مایوس ہونگے بزرگی اور جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور میں اللہ کے پاس تمام اولادِ آدم میں سب سے زیادہ بزرگ ہوں مگر مجھے اس پر فخر نہیں"[1]

دوسری حدیث جس کو ابن اسحاق[2] نے اپنی سیرت میں دو فرشتوں کے شق صدر کرنے کے واقعہ میں بیان کیا ہے کہ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ہے کہ ان کو وزن کرو ان کی امت کے دس آدمیوں میں سے، پس انہوں نے میرا وزن کیا اور میں ان سب سے زیادہ وزن میں نکلا، پھر کہا کہ سو کے ساتھ وزن کرو، میرا وزن کیا گیا اور میں ان سب سے وزنی ہوا۔ پھر کہا کہ ان کی امت کے ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو، میرا وزن کیا گیا اور میں ان میں سے

[1] مشکوٰۃ صہ ۱۲۱ ج ۳ مطبوعہ لاہور

[2] محمد بن اسحاق مشہور تابعی ہیں، ۱۵۰ھ میں بغداد میں انتقال فرمایا۔ (ناقی)

بھی زیادہ وزن دار رہا، پھر انہی فرشتوں نے کہا ان کو چھوڑ دو، اگر ان کا وزن ساری امت سے بھی کیا جائے تو وہی زیادہ نکلیں گے۔" سیرت ابن ہشام میں بھی ایسا ہی ہے۔ پس بیشک وہ بشر ہیں مگر سارے انسانوں میں افضل ترین، اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام عالموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، تاکہ لوگوں کو اللہ کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں اور عزت والے اور حمد کے قابل پروردگار کے راستے کی طرف بلائیں۔

مساجد میں درس کے لیے جمع ہونا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے مسلمانوں میں کوئی جدید بات نہیں اس پر سینکڑوں سال سے مالکی اور دیگر فقہاء نے عمل کیا ہے اور اس کے بارے میں کافی لکھا ہے۔ اور ہم نے اس کے بارے میں دلیلیں بیان کی ہیں، لہٰذا اس مسئلے میں اب کوئی اعتراض باقی نہیں رہا، خصوصاً جب کہ ہمارے شہروں (متحدہ عرب امارات) میں مسجدوں میں اجتماعات ہوتے ہیں۔ اور وہاں عورتوں کو داخلے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

اگرچہ بعض مقامات پر اس خوشی میں کھیل کود کے مظاہرے بھی ہوتے ہیں لیکن اگر اس میں حرام اور خلافِ شرع امر نہ ہوں تو وہ مباح ہیں۔ جیسا کہ حبشیوں نے مسجدِ نبوی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا ہے جس کی صحیح مسلم میں تصریح موجود ہے اگر ان کھیلوں میں حرام اور خلافِ شرع حرکتیں مل جائیں تو وہ ناجائز اور حرام ہیں جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض مقامات پر ہوتا ہے۔ ایسا ہی ہیثمی نے ذکر کیا ہے۔

بہتر یہی ہے کہ ان اجتماعات کو مساجد تک ہی محدود رکھیں تاکہ منکرات کا دروازہ نہ کھلنے پائے۔ بعض جرائد و اخبارات نے لکھا ہے کہ عرب ممالک کے بعض ہوٹل اس موقع پر استعمال کرتے ہیں، اور ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی محفل منکرات کے ساتھ منانا مسلمانوں کی پیشانی پر کلنک کا داغ ہے اور اس میں عجیب غریب خرافات رقص و سرور کی محفلیں منعقد کرنا یہ سب فساد پر مشتمل ہے۔ میں شدت کے ساتھ اس کو روکنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ اور میں (تمام مسلمانوں سے) درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایسے عمل بند کردیں اور ایسے لوگوں کا محاسبہ کریں جو کھلم کھلا منکرات پر عمل کر رہے ہیں، اور

در حقیقت اسلام میں اسلام کے معاملات میں مکر سے کام لے رہے ہیں۔

بشکریہ

(ماہنامہ منار الاسلام جمادی الآخر ۱۴۰۱ھ/ اپریل و مئی ۱۹۸۱ء)

(روزنامہ جنگ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۱ء)

ضیاء ٹیپ لائبریری

وہ زمانہ اور تھا جب تلوار و تفنگ سے معرکے سر کئے جاتے تھے پچھلے دور میں اپنی بات اپنا عقیدہ پھیلانے کے لیے مہینوں بلکہ برسوں جدوجہد کرنی پڑتی تھی۔ لیکن سائنس کی ترقی نے اس میدان کا بھی نقشہ بدل ڈالا ہے۔ اخبارات و رسائل، ریڈیو، ٹیلی وژن اور ٹیپ ریکارڈر آج کل اپنے خیالات پھیلانے میں مؤثر ترین ذریعہ تسلیم کئے جا چکے ہیں۔ اور خاصا مؤخر الذکر ایک آواز کو بڑے لمبے وقت تک محفوظ رکھنے اور اس کی اشاعت کرنے کا احسن ترین وسیلہ مانی جاتی ہے۔ اسکی بدولت کسی آواز بعینہٖ کو بہت دور دراز ملکوں تک بڑی آسانی سے پہنچایا جا سکتا ہے۔

دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق تعلیماتِ اسلامی کو پھیلانے اور نعت و منقبت کی روح پرور آواز کو انسانی قلوب میں اُتار کر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں کرنے کے لیے "ضیاء ٹیپ لائبریری" ایک ادارہ قائم کیا جا چکا ہے۔ "ضیاء لائبریری" جو خلیفۂ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قطب مدینہ ضیاء الملۃ والدین حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی علیہ الرحمۃ الابرار کی جانب سے منسوب خالص تبلیغی و دینی ادارہ ہے جس کا مقصدِ وحید اہلِ سُنّت کی بے لوث خدمت کرنا ہے یہ لائبریری روز افزوں ترقی کرتی جا رہی ہے۔ اور بحمد اللہ! اس کا حلقۂ اثر و رسوخ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ضیاء ٹیپ لائبریری میں جدید ترین مشینوں کے ذریعے مخلص ماہرین کی زیر نگرانی بالکل اصلی اور اعلیٰ کوالٹی کیسٹیں نہایت ہی ارزاں دام پر فراہم کی جاتی ہیں آپ بھی جلد از جلد اس گراں قدر ادارے کی خدمت حاصل کریں اور نہایت سستے داموں

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے معمور روح پرور آواز سے لطف اندوز ہوں۔

رابطہ قائم کرنے کا پتہ

محمد انور قادری و حاجی عبدالغفار قادری رضوی

منتظم اعلیٰ:

ضیاء ٹیپ لائبریری

کھوڑی گارڈن، امین مسجد، کراچی پاکستان

نوٹ: اگر آپ کے پاس متقدمین علماء اہلِ سنّت کی کوئی کیسٹ ہوں تو جلد از جلد ہمیں مطلع فرمائیں اور اس کارِ خیر میں ہماری اعانت فرمائیں۔

قرآن شریف اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ
کا ترجمہ مکمل، علامہ مولانا اقبال احمد نوری
کی آواز میں۔

فقط
اراکین ضیاء ٹیپ لائبریری

قاری عبدالباسط کی آواز میں مکمل قرآن شریف
موجود ہے۔ آج ہی آرڈر بک کرالیں۔

مکتوبات

حضرت علامہ الشاہ مفتی ضیاء الدین احمد القادری قدس سرہٗ العزیز

بنام

پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی دہلوی مدظلہٗ

مدینہ منورہ

۱۶ ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ / ۱۰ دسمبر ۱۹۷۳ء

عزیز القدر گرامی منزلت پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہٗ

تحیہ زاکیہ وادعیہ واقیہ کے بعد آپ کی تازہ ترین تصنیف

"فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں"

نظر نواز ہوئی۔ آپ کی یہ کاوش اور دیدہ ریزی قابلِ صد ستائش ولائقِ تحسین ہے۔
دعا کرتا ہوں کہ آپ کی یہ کوشش عند اللہ مقبول اور عند الناس مشکور ہو۔

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت کی عظیم شخصیت کے لیے ضرورت تھی کہ اس موضوع پر سیر حاصل بحث کے بعد آپ کی عظمت کو اُجاگر کیا جائے، سو یہ آپ کی قلم حقیقت رقم سے پوری ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور سعی مشکور ہو۔

فقیر ضیاء الدین احمد القادری عفی عنہٗ

۱۶/۱۱/۱۳۹۳ھ

مکتوب

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ

بنام: حضرت بخشی مصطفےٰ علی خاں علیہ الرحمۃ (خلیفہ مجاز حضرت امیر ملت علی پوری قدس سرہٗ)

> ناظرین کرام کے لیے اور خصوصاً ان پروانہائے طیبہ طیبہ کے لیے جو اس شدید گرانی کی مصیبت کے ایام میں جیران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد کر رہے یا کر رہے ہیں مکتوب ذیل جو بندہ کے نام حضرت مولوی ضیاء الدین احمد صاحب قبلہ مدنی سے موصول ہوا ہے، بعید از دلچسپی نہ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از مدینہ منورہ الف الف الصلوٰۃ والسلام علیٰ منورہا — ۲۵ ذیلقعد الحرام ۱۳۹۳ھ بروز جمعۃ المبارک

محبِ جیران شفیع المذنبین محبی ومخلصی جناب الحاج بخشی صاحب دام افضالہٗ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ۔ محبت نامہ بدست مکرمی الحاج داؤد سیٹھ صاحب تشریف لا کر موجب سرور و کاشف حالات ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خرّم و مسرور رکھ کر سعادت دارین کی دولت سے سرخرو فرمائے آمین۔ حاجی سلیمان سیٹھ صاحب و حاجی داؤد سیٹھ صاحب نے مدینہ طیبہ میں اہل مدینہ طیبہ کی صحیح طور پر خدمت کی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین اور مزید توفیق عطا فرمائے۔ اہل مدینہ منورہ اس شدت گرانی اور عدم آمدنی کی وجہ سے از حد پریشان حال ہیں، ہر مسلمان پر ان کی خدمت واجب ہے، ہر ممکن طریق سے مولا تعالیٰ اخلاص و محبت سے توفیق خدمت عطا فرمائے۔

حضرت قبلہ عالم امیر ملت مدظلہٗ کی آمد کی خبر آج تاریخ تک تحقیق نہیں پہنچی۔

جہاز آخری پہنچنے پر معلوم ہوگا۔

حضرت قبلۂ عالم مدظلہٗ کا اہل مدینہ طیبہ بصمیم قلب انتظار کر رہے ہیں اور ان کی حاضری بارگاہِ اقدس کے لیے دائماً دعاگو ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو بھی مدینہ طیبہ کی حاضری کی سعادت عطا فرما کر ہم سے ملاقات کرا دے۔ آمین ثم آمین

مدینہ طیبہ میں تقسیم خیرات کی حکایت خود حاجی سلیمان صاحب و حاجی داؤد صاحب بیان فرمادیں گے۔

مجھے بہت افسوس ہے میں اس وقت چند دانے کھجور بھی ہدیہ روانہ نہیں کر سکا۔ کھجور بھی گراں اور میں اس سے گراں۔ اللّٰھم لاحول ولا قوۃ الا باللہ! اللہ تعالےٰ اس شدت گرانی کی مصیبت جلد ٹال دے اور اپنی حفاظت وصیانت میں رکھے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سعی مشکور فرما وے کہ جو آپ اہل مدینہ منورہ کی خدمت دل وجان سے کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ جانبین کو جانبین میں اپنی حفاظت اور صیانت میں رکھے آمین۔ عزیزم حافظ فضل الرحمن سلمہٗ اور سب گھر کے لوگ سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اپنی خیریت سے گاہے بگاہے شاد فرماتے رہیں گے۔ تاکہ آپکی یاد مدینہ طیبہ میں تازہ ہوتی رہے۔ مکتوب نصف الملاقات کی مثل مشہور ہے، جملہ احباب حاضرین کی خدمات میں سلام مسنون گزارش ہے۔ [1]

کتبہ فقیر ضیاء الدین احمد القادری عفی عنہٗ

---

[1] ہفت روزہ الفقیہ، امرتسر جلد ۲۸ شمارہ ۲ مطبوعہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ / ۲۸ ۱۹۴۴ء جنوری یوم یکشنبہ ص ۸ ک ۱، ۲

دستاویز محبّت

۴۸۶

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

باب المجیدی مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ کا بے پایاں کرم واحسان ہے کہ عین القرئے مدینہ منورہ میں عاجز کا فقیر خانہ شمع محمدی کے پروانوں کا مرکز بنا ہوا ہے — چار دانگ عالم سے اور خصوصاً ہندوستان پاکستان سے مشائخ وعلماء اہل سنّت جب کبھی مدینہ طیبہ حاضرِ دربار سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہوئے۔ فقیر کے ہاں محافل نعت میں ضرور تشریف لائے۔ میرے پیرومرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجدد مأۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس عاجز پر غایت درجہ عنایت و توجہ روحی ہے کہ آجتک ذکر سید المرسلین شہنشاہ کون ومکان سردار انبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم برابر فقیر خانے پر جاری ہے۔

اولیاء اللہ جو اُن کے چمن کے پھول ہیں، ان پھولوں کی سیر ریاض الجنۃ مدینہ منورہ میں دیکھنے کے قابل ہے اور الحمد للہ! فقیر کو ان کی خدمت کا بہت اچھا موقع ملتا ہے۔

مدینے کی سی شادابی نہیں گلزارِ رضواں میں
ہزاروں جنتیں آکر سمجی ہیں کوئے جاناں میں

جو بزرگانِ دین یہاں آئے ان میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ نقشبندی محدث علی پوری علیہ الرحمۃ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں کہ وہ ۲۲ حج متواتر فقیر خانے پر جلوہ

فرماتے رہے۔

۱۹۵۵ء سے ہر دوسرے سال حج پر اور ہر سال عمرۂ رمضان المبارک کے مقدس موقعہ پر میرے مخلص قلبی روحی دوست شیخ طریقت شاہ محمد فاروق رحمانی الملقب بہ محبوبِ رحمانی بڑے اخلاص اور ذوق و شوق سے فقیر کے ہاں محافل نعت میں تشریف فرما ہوئے۔ حسب دستورِ سابق امسال بھی فقیر کے زیر اہتمام انہوں نے ایک عظیم الشان جشن عید میلاد النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرایا، جس کی نظیر فی زمانہ کم ملتی ہے۔

فقیر کے ساتھ ان کا تعلق روحی و قلبی اس قدر گہرا ہے کہ اس دفعہ دوران گفتگو انہوں نے بے ساختہ یہ راز فاش کیا کہ مجھے آپ میں اپنے شیخ کی شبیہہ نظر آتی ہے۔ اور میرا ایمان آپ کو دیکھ کر تازہ ہو جاتا ہے۔ اور بندہ یہ سمجھتا ہے کہ اُن کے پیر و مرشد اعلیٰحضرت شاہ انعام الرحمٰن قدوسی قادری چشتی صابری نظامی رحمہ کی روحانیت مجھ پر سایہ فگن ہے اور فقیر کو بھی اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا فاضلِ بریلوی کے والہانہ عشقِ رسول کا نقش محبوب رحمانی میں نظر آتا ہے۔ میں بھی انہیں اپنی محفلوں کی زینت سمجھتا ہوں اور دُعا و اختتام اُنہیں سے کراتا ہوں۔ فقیر اُن کا دُعا گو ہے اور دُعا جو بھی ہے۔ اُن کا طریقۂ دُعا مجھے بہت پسند ہے۔ اُن کی دُعا قلبی روحی سیدھی سادی نہایت سلیس زبان میں اور ایسی جامع ہے کہ حاضرینِ محفل کی دلی تمناؤں کا نچوڑ اس میں ہوتا ہے۔ سوز و گداز سے معمور ندامت کے آنسوؤں سے بھرپور یہ دُعا ضرور ہی مقبول بارگاہ ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اُن کے ملفوظات موسومہ بہ لمحاتِ محبوب رحمانی یعنی جوہرِ تصوف جو اُن کے خلیفۂ خاص میاں صوفی ظہیر الحسن رحمانی نے بڑی محنت اور ذوق سے محبت شیخ میں لکھے جمع کئے اور مرتب کر کے طبع کرائے ہیں، نہایت سلیس زبان میں تصوف کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس دَورِ الحاد بے دینی یقینی میں ان کا مطالعہ طالبانِ حق کے لیے مشعل ہدایت ثابت ہوگا۔

ان میں جملہ ملفوظاتِ خواجگان کا خلاصہ اور قرآنِ کریم کی تفسیر صوفیانہ اور احادیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا عام فہم مطلب بیان کر دیا گیا ہے۔ حضرت محبوب رحمانی کے یہ رُوح پرور بیانات بعد حلقۂ ذکر اور مجالسِ اعراس بزرگانِ دین کو جو بھی پڑھے گا اُس کے ذوقِ رحمانی میں ترقی ہو کر ذوقِ نوری عطا ہو جائے گا اور ایمانی قوتیں عروج پر پہنچ جائیں گی۔ میری دلی دُعا ہے کہ محبوبِ رحمانی کے روحی فیضان بقلم جناب صوفی ظہیر الحسن رحمانی تمام عالم میں جاری و ساری ہوں اور اُن کے ذریعے طالبانِ راہِ حق سیراب ہوں اور تمام مخلوق کو نفع کثیر پہنچے۔ فقیر کے روحی حالات اور تعلیم کے متعلق سند کی نقل اُن کو دے دی ہے اور کچھ حالات ترجمانِ اہل سنت کراچی میں شائع ہوئے ہیں۔ فقیر اجازت دیتا ہے کہ محبوبِ رحمانی اپنے ملفوظات میں ان کو شامل کر سکتے ہیں۔ الحمد للہ! بفحوائے حدیث مبارک تھادوا تحابّوا جہاں دیگر تحائف کا سلسلہ باہمی جاری ہے وہاں یہ تحریری ہدیہ بھی یادگار دوست کے طور پر ملفوظات میں محفوظ ہوگا کیوں کہ کلّ علم لیس فی القرطاس ضاع۔

دُعا گو

ضیاء الدین القادری

باب المجیدی، مدینہ منورہ

بروز جمعرات ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

۲۳ ستمبر ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حیدر الحیدری

Haidar al Haidri
Bab Almajidi Medina
(Telg. Alhaidari Medina Hedjaz)
Tel. 25 : 505

Date ... التاریخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یا رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا رحمۃ للعالمین

[illegible]

جناب :
فضل الرحمٰن قادری
بن شیخ ضیاء الدین مدنی قادری رضوی

MOLANA FADL[illegible] QADRI
P.O. BOX [illegible]
MADINA MUNAWWARA

مدینہ منورہ [illegible]
[illegible]

بخدمت جناب مکرمی و محترمی جناب الحاج حکیم [illegible] و حضرات محترمین اراکین مجلس رضا سلمہم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طالب خیریت بخیریت

شکریہ آپ کا تار اور ایک خط موصول ہوا تعزیت کا و دل جوئی کا بندہ آپ سب حضرات کا مرہون منت ہے
[illegible] اعلیٰحضرت و عاشق رسول اللہ صلی اللہ علی ذاتہ وصفاتہ وبارک وسلم نے کلمہ طیبہ کو
پڑھ کر اذان جمعہ پر انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور بوقت عصر غسل دیا گیا
اور عصر کے بعد باب الرحمۃ سے مسجد نبوی محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ترو ضۃ
منورہ بابین الجنۃ میں نماز جنازہ پڑھا گیا بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
سے جنۃ البقیع میں اقدام اہل بیت اطہار کے درمیان [illegible] فاصلہ میں بالکل
خاتون جنت سیدتنا فاطمۃ الزہراء کے قدموں کے پاس تدفین نصیب ہوا
جنازہ دھوم دھام سے ہو ذکر الٰہی باآواز بلند ہزاروں آدمی شریک ہوئے
اہالیان مدینہ منورہ اور مہاجرین مدینہ منورہ شریک شامی عراقی
پاکستانی ہندوستانی ملایا جاوا مصر بخاری سب نے شرکت و دعا مغفرت
فرمائی یہ بندہ تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جزاکم اللہ خیر الجزاء
اللہ تعالیٰ ہے آپکو سب کو [illegible] والد صاحب قبلہ کے فیوض و برکات سے نوازے
جملہ اہل سنت کی خدمات میں سلام مسنون و دعا ہائے ترقی درجات
کا ہے ما ہے اپنی خیریت سے مطلع فرماتے رہا کریں

عزیزہ [illegible]
فضل الرحمٰن [illegible]

جہاد بالسیف جہاد بالنفس جہاد بالقلم

کفر و الحاد کے خلاف مرد مجاہد پر قیامت تک جہاد جاری رہنا چاہیے

مرکزی مجلس رضا لاہور

(متوسطہ: ۱۹۶۸ء)

جہاد بالقلم

جاری رکھے ہوئے ہے!

آپ بھی مجلس رضا کی رکنیت اختیار فرما کر
اس جہاد میں شمولیت کا شرف حاصل کریں۔

فارم رکنیت مرکزی مجلس رضا، پوسٹ بکس نمبر ۲۲۰۶، لاہور سے طلب کریں!